کبیرہ گناہ

تالیف

شیخ الاسلام الحافظ شمس الدین الذہبی رحمہ اللہ

ترجمہ

أبو انس محمد سرور گوہر

قرآن و سنت کا داعی
مکتبہ محمدیہ

تخریج شدہ ایڈیشن

کتاب الکبائر

کبیرہ گناہ

قرآن وسنت کی روشنی میں

تالیف

شیخ الاسلام الحافظ امام **شمس الدین الذہبی** رحمہ اللہ

ترجمہ

پروفیسر ابو انس محمد سرور گوہر حفظہ اللہ

ناشر
مکتبہ محمدیہ قذافی سٹریٹ
الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور
Mob.: 0300-4826023

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب **کبیرہ گناہ**

باہتمام ---------------- عبدالرحمان عابد
کمپوزنگ ---------------- نعمت اللہ تبسم
طبع اول ---------------- مئی 2009ء
تعداد ---------------- 1100
قیمت ---------------- 250/-

اسٹاکسٹ

مکتبہ اہل حدیث، امین پور بازار فیصل آباد
041-2629292,2624007

اسلامی کتب خانہ، ڈاک خانہ بازار، چیچاوطنی، ضلع ساہیوال
0346-7407125,0301-4085081

E:mail;maktabah_muhammadia@yahoo.com
&maktabah_m@hotmail.com

LIBRARY
Lahore Islamic Writers
Book No.
91-Babar Bl [illegible] own, Lahore

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
	مؤلف اور کتاب کا تعارف	9
	الکبائر	11
-1	اللہ کے ساتھ شرک کرنا	13
-2	قتل نفس	19
-3	جادو	24
-4	ترک نماز	27
	بچے کو کس عمر میں نماز کا حکم دیا جائے	34
	فصل	36
	حکایت	38
	دوسری حکایت	38
	فصل	40
	فصل	45
	فصل	49
	حکایت	49
-5	زکاۃ ادا نہ کرنا	50
	نصیحت	54
	حکایت	56
-6	بلا عذر رمضان کا روزہ نہ رکھنا	58
-7	استطاعت قدرت ہونے کے باوجود حج نہ کرنا	59
-8	والدین کی نافرمانی	61
	نصیحت	68

-9	رشتہ داروں سے قطع تعلق ہونا	73
-10	زناکاری	78
-11	اغلام بازی/لواطت	85
	فصل	91
	فصل	92
-12	سود کھانا	94
	فصل	98
-13	مال یتیم کو کھانا اور اس پر ظلم کرنا	99
-14	اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ پر جھوٹ بولنا	106
-15	میدان جہاد سے فرار اختیار کرنا	108
-16	حکمران کا رعایا سے دغا بازی اور ظلم کرنا	109
-17	فخر و تکبر اور خود پسندی	116
-18	جھوٹی گواہی دینا	120
-19	شراب نوشی	122
	شراب سے علاج کرنا جائز نہیں	128
	شراب کے بارے میں احادیث	128
	شراب کے بارے میں سلف سے مروی آثار کا بیان	129
	فصل	130
	حکایت	133
-20	جوابازی	135
	فصل	136
-21	پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا	140
-22	مال غنیمت میں خیانت کرنا	143
-23	چوری کرنا	147

-24	ڈاکہ زنی کرنا	149
-25	جھوٹی قسم کھانا	152
	فصل	154
-26	ظلم وستم کرنا	156
	فصل	163
	فصل	165
	فصل	168
	نصیحت	173
-27	ٹیکس وصول کرنا	175
	نصیحت	177
	نصیحت	179
-28	حرام کھانا اور اسے حاصل کرنا	180
	فصل	184
	نصیحت	185
-29	خودکشی کرنا	187
	نصیحت	189
-30	اکثر جھوٹ بولنا	191
	نصیحت	196
-31	برا قاضی	197
	نصیحت	200
-32	فیصلہ کرنے پر رشوت لینا	201
	فصل	202
	نصیحت	203
-33	عورتوں اور مردوں کا باہمی مشابہت اختیار کرنا	205

	نصیحت	208
-34	دیوث اور بے غیرت	210
	نصیحت	211
-35	حلالہ کرانا اور کروانا	212
	نصیحت	215
-36	پیشاب سے احتیاط نہ کرنا	216
	نصیحت	217
-37	ریاکاری	220
	نصیحت	224
-38	دنیا کے لیے علم حاصل کرنا اور علم چھپانا	226
	نصیحت	229
-39	خیانت کرنا	230
	نصیحت	232
-40	احسان جتلانا	234
	نصیحت	236
-41	تقدیر کو جھٹلانا	237
	فصل	242
	الایمان	242
	نصیحت	244
-42	لوگوں کی وہ باتیں چپکے سے سننا جسے وہ چھپاتے ہیں	247
	نصیحت	248
-43	چغل خوری کرنا	249
	حکایت	252
	نصیحت	253

-44	لعن وطعن کرنا	256
	فصل	257
	فصل	260
	فصل	260
	نصیحت	262
-45	عہد شکنی اور بدعہدی کرنا	263
-46	کاہن اور نجومی کی تصدیق کرنا	266
	نصیحت	269
-47	خاوند کی اطاعت نہ کرنا	271
	فصل	276
	فصل	280
-48	تصویر بنانا	284
-49	مصیبت کے وقت نوحہ کرنا کپڑے پھاڑنا وغیرہ	287
	فصل	290
	تعزیت کے بارے میں فصل	293
	حکایت	306
-50	ظلم وزیادتی	309
-51	ضعیف‘ لونڈی‘ بیوی اور چوپائے پر ظلم کرنا	312
	فصل	317
	فصل	320
-52	پڑوسی کو اذیت دینا	322
-53	مسلمانوں کو اذیت پہنچانا اور گالی دینا	325
	فصل	327

	فصل	328
-54	اللہ کے بندوں کو اذیت پہنچانا اور دست درازی کرنا	331
	فصل	322
-55	فخر و غرور اور ٹخنوں سے نیچے کپڑے پہننا	335
-56	مردوں کا سونا اور ریشمی ملبوسات استعمال کرنا	337
-57	غلام کا اپنے مالک کے پاس سے بھاگ جانا	339
-58	غیر اللہ کے لیے ذبح کرنا	340
-59	اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرنا	343
-60	ناحق جھگڑنا	345
	فصل	347
	فصل	348
-61	ضرورت سے زائد پانی روکنا	350
-62	ناپ تول میں کمی بیشی کرنا	351
-63	اللہ کی تدبیر سے بے خوف ہو جانا	354
-64	کسی عذر کے بغیر جماعت چھوڑ کر اکیلے نماز پڑھنا	360
-65	کسی عذر کے بغیر نماز جمعہ ترک کرنا	361
	فصل	364
-66	وصیت میں ایذا رسانی	366
-67	بری تدبیر اور دھوکہ دہی	368
-68	مسلمانوں کی جاسوسی کرنا	369
70-69	صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ علیہم میں سے کسی کو گالی دینا	370

المؤلف......اور کتاب کا تعارف

شمس الدین محمد بن عثمان بن قایماز ترکمانی، فاروقی، دمشقی، شافعی، جو الذہبی سے مشہور ہوئے۔

ان کا اصل خاندان ''میافارقین'' سے تعلق رکھتا ہے۔ آپ ۶۷۳ھ بمطابق ۱۲۷۴ء کو دمشق میں پیدا ہوئے۔ آپ نے شام، مصر اور حجاز کے شیوخ سے علم حاصل کیا۔ آپ نے اس مقصد کے لیے بہت سے شہروں اور ملکوں کا سفر کیا۔ آپ نے بہت سے علوم میں کمال حاصل کیا۔ ان میں سے قراءات قرآن اور حدیث خاص طور پر قابل ذکر ہیں، اللہ نے آپ کو بلا کا حافظہ عطا کیا تھا۔ آپ حافظے، جرح و تعدیل اور ہر طرح کے علم و فن کے امام سے مشہور ہوئے۔ آپ کی شہرت پوری دنیا میں پھیل گئی اور ہر طرف سے علم کے پیاسے اپنی علمی پیاس بجھانے کے لیے آپ کے پاس آنا شروع ہو گئے۔

آپ نے دمشق میں کئی ایک علمی ذمہ داریاں قبول کی ہوئی تھیں اور بڑے احسن انداز میں انہیں ادا کر رہے تھے۔ جب ۷۴۱ھ میں آپ کی بینائی جاتی رہی تو آپ کا سلسلۂ تالیف منقطع ہو گیا اور آپ نے ۳ ذی قعدہ ۷۴۸ھ بمطابق ۱۳۴۸ء، اپنی وفات تک عمل تدریس جاری رکھا اور پھر اسی پر اکتفا کیا۔ آپ کو دمشق میں باب صغیر کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ امام الذہبی نے بہت ضخیم علمی سرمایہ چھوڑا، جسے نوے کے قریب 'حدیث' تاریخ اور تراجم کی صورت میں تالیفات مفیدہ کی صورت میں محفوظ کر لیا گیا۔ ان میں سے آپ کی تاریخ الکبیر (تاریخ الاسلام)، سیر النبلاء، میزان الاعتدال، المشتبہ فی اسماء الرجال اور تجرید الأصول فی احادیث الرسول وغیرہ بہت اہم ہیں۔ ان میں سے بہت سی کئی بار مطبوع ہو چکی ہیں۔

امام ذہبی کی مؤلفات کے متعلق بہت سے قدیم و جدید مؤلفین نے تبصرہ کیا ہے۔ ان کے بارے میں عربی اور غیر عربی رسائل و مجلّات میں مضامین لکھے گئے ہیں۔ سب نے ان کے علم و فضل کی تعریف کی ہے اور انہوں نے جو علمی سرمایہ چھوڑا ہے اس نے انہیں بہت شہرت دی۔ ان کے دور کے لوگوں نے اس علمی سرمایہ سے استفادہ کیا اور تب سے لے کر آج تک لوگ اس سے

بہرہ ور ہو رہے ہیں۔

امام ذہبی نے اپنی کتاب ''الکبائر'' (زیر ترجمہ) خاص طور پر عام سطح کے قاریوں کے معیار کے مطابق تالیف کی ہے۔ انہوں نے اس میں ایسے موضوعات کا حل پیش کیا ہے، جو ان کے ہاں بہت اہم اور ان کے دین و دنیا کے لیے مفید تھے۔ انہوں نے ایسی اشیاء کو ان کے ذہنوں کے قریب کر دیا ہے جن کا علمی کتب میں سمجھنا' جو کہ خاص طور پر علماء اور طلباء کے لیے تیار کی گئی تھیں، ان کے لیے مشکل تھا۔

پس اس کتاب الکبائر میں ایک واعظ و مرشد کا سا اسلوب اختیار کیا گیا ہے جو لوگوں کی اصلاح کا بیڑا اٹھاتا ہے۔ جو ان کے عقائد اور سیرت و کردار کو درست کرنا چاہتا ہے۔ انہوں نے عام فہم آسان زبان اور جاذب و واضح اسلوب اختیار کیا ہے۔ اور وہ پیچیدگی، ابہام اور تصنع سے دور رہے ہیں۔ پس ان کی یہ کتاب خطباء اور واعظین کے لیے نافع، غفلت اور تردد کے شکار لوگوں کے لیے محرک اور آگاہ کنندہ، نافرمانوں اور انحراف کرنے والوں کو ڈانٹنے اور دھمکانے والی اور حق و صواب نیز اللہ کے طریق پر چلنے کا شوق و رغبت رکھنے والوں کے لیے راہنما ہے۔

☆☆☆

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین، ولا عدوان الا علی الظالمین، والصلاۃ و السلام علی سیدنا محمد سید المرسلین و امام المتقین وعلی آله وصحبه أجمعین۔

(امابعد) یہ کتاب کبائر، محرمات اور منہیات کے ذکر پر مشتمل ہے۔

الکبائر:

کبیرہ گناہ اسے کہتے ہیں، جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب وسنت میں منع کیا ہے اور سلف صالحین نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں کبیرہ گناہوں اور محرمات سے اجتناب کرنے والوں کو یہ ضمانت دی ہے کہ وہ ان کے صغیرہ گناہ معاف فرمادے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبٰٓئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا٥﴾ (النسآء ٤ / ٣١)

''اور اگر تم ان بڑے بڑے گناہوں سے، جن سے تمہیں منع کیا گیا ہے، باز رہو تو ہم ضرور تمہارے چھوٹے گناہ معاف کردیں گے اور تمہیں ایک باعزت جگہ میں داخل کریں گے''۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعے کبیرہ گناہوں سے بچنے والوں کو ضمانت دی ہے کہ وہ انہیں جنت میں داخل کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ٥﴾ (الشوری ٤٢/ ٣٧)

''اور ان لوگوں کے لیے جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے اجتناب کرتے ہیں اور جب غصہ میں آجائیں تو معاف کردیتے ہیں''۔

اور فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ.﴾ (النجم : ٣٢/٥٣)

”یعنی ان لوگوں کو جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں، سوائے چھوٹی چھوٹی لغزشوں کے، آپ کا رب بے شک بڑی مغفرت والا ہے“۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”پانچوں نمازیں، جمعہ دوسرے جمع تک اور رمضان دوسرے رمضان تک اپنے درمیانی وقفہ میں ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہیں، بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچا جائے۔“ ①

پس کبیرہ گناہوں کے متعلق تحقیق کرنا ضروری ہے کہ ان کا تعین ہو سکے تاکہ مسلمان ان سے بچ سکیں۔ پس ہم نے دیکھا کہ علماء نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ سات ہیں۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے دلیل لی ہے۔

”سات مہلک چیزوں سے اجتناب کرو“ اور ان کا ذکر کیا' اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو، کسی جان کو، جس کا قتل کرنا اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔ ناحق قتل کرنا، یتیم کے مال کو کھانا، سود کھانا، میدان جہاد سے فرار ہونا اور پاک دامن بے خبر مومنات پر بہتان لگانا۔“ ②

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ”وہ ستر تک ہیں، اور ان میں سے زیادہ قریب سات تک ہیں۔ ③ اور اللہ کی قسم! ابن عباسؓ نے سچ فرمایا۔

جہاں تک حدیث کا تعلق ہے تو اس میں بھی کبیرہ گناہوں کو صرف سات تک محصور ومحدود نہیں کیا۔

کبیرہ گناہ وہ ہے جس پر دلیل قائم ہو کہ جو شخص ان بڑے بڑے گناہوں میں سے کسی ایسے گناہ کا ارتکاب کرے، جس پر دنیا میں حد نافذ کی جائے، جیسے قتل، زنا اور چوری ہے۔ یا جس کے ارتکاب پر آخرت میں عذاب یا غضب یا تہدید وڈراوے کی وعید سنائی گئی ہے یا اس گناہ کے

---

① مسلم (٢٣٣) ② بخاری (٢٧٦٦) و مسلم (٨٩)

③ عبدالرزاق نے اسے روایت کیا ہے اور امام طبری نے ((ان تجتنبوا كبائر ما تنهون)) کے تحت اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے۔

مرتکب پر، ہمارے نبی محمد ﷺ کی زبان پر لعنت کی گئی ہو، تو ایسا گناہ کبیرہ گناہ ہے۔ ①

اسے تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں کہ بعض کبیرہ گناہ، بعض سے بڑے ہوتے ہیں۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے ساتھ شرک کرنے کو کبیرہ گناہ شمار کیا ہے۔ باوجودیکہ اس کا ارتکاب کرنے والا ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور اسے کبھی بھی معاف نہیں کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰـهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ.﴾

(النساء/٤: ٤٨)

”بے شک اللہ یہ (جرم) نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے اور اس کے سوا جو گناہ، وہ جس کو چاہے بخش دے گا۔“

کبیرہ گناہوں کی تفصیل:

(ا) اللہ کے ساتھ شرک کرنا:

سب سے بڑا کبیرہ گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں:

(الف) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنایا جائے اور اس کے سوا اس کی پوجا کی جائے، جیسے حجر یا شجر (درخت) یا سورج یا چاند یا نبی یا پیر بزرگ یا ستارہ یا فرشتہ یا اس کے علاوہ کوئی اور چیز

---

① ہر وہ گناہ جس کے بارے میں دنیا میں حد ہے یا آخرت میں وعید ہے، اسے کبیرہ گناہ کہتے ہیں۔ شیخ الاسلام نے یہ اضافہ نقل کیا ہے: یا اس بارے میں نفی ایمان کی وعید یا لعنت یا ان دونوں جیسی کوئی چیز وارد ہوئی ہو۔ اور درست بات یہ ہے کہ گناہوں کی تقسیم دو طرح کی ہے۔ کبیرہ اور صغیرہ، جبکہ کبیرہ گناہ بھی بعض، بعض سے بڑے ہیں۔ ابن عبدالسلام شافعی نے کہا: کبیرہ گناہ کی تعریف کے بارے میں کوئی بھی ضابطہ، اصول اعتراض سے سالم نہیں، لیکن شیخ الاسلام وغیرہ نے جو ضابطہ بیان کیا ہے کہ جس کے بارے میں حد یا وعید یا لعنت یا لاتعلقی یا وہ ہم میں سے نہیں یا نفی ایمان جیسے الفاظ وارد ہوں، سب سے سالم ضابطہ ہے۔ سعید بن جبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، کسی آدمی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: کبیرہ گناہ سات ہیں۔ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: وہ سات سو ہیں، ان میں سے زیادہ قریب سات تک ہیں۔ اس کے علاوہ یہ کہ استغفار کے ہوتے ہوئے کوئی گناہ کبیرہ نہیں اور اصرار کے ہوتے ہوئے کوئی گناہ صغیرہ نہیں۔ اور ان سے مروی ایک روایت میں ہے: وہ ستر تک ہیں اور علماء نے ان کا شمار کیا ہے۔ وہ ستر یا اس سے کچھ زیادہ ہیں۔

اور یہ شرک اکبر ہے، جس کا اللہ عزوجل نے ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ.﴾ (٤ : ٤٨)

"بے شک اللہ یہ (جرم) نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے اور اس کے سوا جو گناہ وہ جس کو چاہے بخش دے گا۔"

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌo﴾ (لقمان : ١٣/٣١)

"بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے"۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَ مَاْوٰىهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ﴾ (المائدة : ٧٢/٥)

"یقین جانو کہ جو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے اللہ اس پر جنت قطعی حرام کر چکا ہے اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے"۔ اس کے متعلق بہت سی آیات ہیں۔"

پس جس شخص نے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرایا اور پھر وہ حالت شرک میں فوت ہو جائے تو وہ قطعی طور پر جہنمی ہے، جیسے کوئی شخص اللہ پر ایمان لائے اور حالت ایمان پر ہی فوت ہو جائے تو وہ جنتیوں میں سے ہے، خواہ (اس کے گناہوں کی وجہ سے کچھ دیر) اسے جہنم میں عذاب دیا جائے۔ صحیح روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں کے متعلق نہ بتاؤں؟" آپ نے تین بار فرمایا: انہوں نے عرض کیا، کیوں نہیں! اللہ کے رسول ضرور بتائیں، آپ نے فرمایا:

"اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا"۔ آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے کہ اٹھ کر بیٹھ گئے، تو فرمایا: "سن لو! اور جھوٹی بات کرنا، سن لو! اور جھوٹی گواہی دینا۔" پس آپ یہ بات دہراتے رہے، حتی کہ ہم نے کہا: کاش کہ آپ خاموش ہو جائیں۔①

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

① بخاری (٢٦٥٤) و مسلم (٨٧)

”سات مہلک چیزوں سے اجتناب کرو“۔

اور آپ نے ان میں اللہ کے ساتھ شرک کرنے کا بھی ذکر فرمایا: اور آپ نے فرمایا:

”جو شخص اپنا دین بدل لے تو اسے قتل کر دو“۔ ①

(ب) شرک کی دوسری قسم ”ریاکاری“۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا﴾ (الکھف: ١٨/١١٠)

”پس جو شخص اپنے رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ وہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے“۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”شرک اصغر سے بچو“ انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! شرک اصغر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ریاء“ اللہ تعالیٰ جس روز بندوں کو ان کے اعمال کی جزا دے گا تو وہ فرمائے گا: ان کے پاس جاؤ جن کو تم دنیا میں اپنے اعمال دکھایا کرتے تھے۔ پس ذرا دیکھو کیا تم ان کے پاس جزا پاتے ہو؟“ ②

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اللہ فرماتا ہے: جس نے کوئی عمل کیا، اور اس میں میرے ساتھ کسی اور کو شریک کیا تو وہ عمل اسی کے لیے ہے جس کو اس نے شریک کیا، اور میں اس سے بیزار و لاتعلق ہوں“۔ ③

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جس شخص نے سنانے کے لیے نیک کام کیا تو اللہ (قیامت کے دن) اس کی بدنیتی سب کو سنا دے گا اور جس نے دکھلاوے کے لیے کام کیا تو اللہ اس کا دکھلاوا ظاہر کر دے گا“۔ ④

---

① بخاری (٦٩٢٢) ② مسند احمد

③ مسلم، لیکن اس میں ((أنا منه برى)) کے الفاظ نہیں ہیں، یہ الفاظ ابن ماجہ میں ہیں۔

④ بخاری و مسلم

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کتنے ہی روزہ دار ہیں، جنہیں اپنے روزے سے محض بھوک اور پیاس ہی ملتی ہے، اور کتنے ہی تہجد گزار ہیں جنہیں اپنی شب بیداری (تہجد) سے صرف جاگتے رہنے کے سوا کچھ نہیں ملتا''۔ ①

یعنی جب روزہ اور نماز اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے نہ ہو تو اس پر ثواب نہیں ملتا، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا جاتا ہے کہ آپ نے فرمایا: ''جو شخص ریا اور شہرت کے لیے عمل کرتا ہے، وہ اس شخص کی طرح ہے جو کنکریوں سے اپنی تھیلی بھر لیتا ہے، پھر ان سے خریداری کرنے کے لیے بازار کا رخ کرتا ہے، پس جب وہ فروخت کرنے والے کے سامنے اسے کھولتا ہے، تو وہ کنکریاں ہوتی ہیں، اور وہ انہیں اس کے چہرے پر دے مارتا ہے۔ اسے لوگوں کی باتوں کے سوا اپنی تھیلی سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا کہ دیکھو اپنی تھیلی کیسے بھرے پھرتا ہے، جبکہ اسے اس کے بدلے میں کچھ نہیں دیا جاتا۔ پس اسی طرح وہ شخص ہے جو ریا اور شہرت کی خاطر عمل کرتا ہے۔ اسے اپنے عمل سے لوگوں کی باتوں کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا اور اس کے لیے آخرت میں بھی کوئی ثواب نہیں ہوگا''۔ ②

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا﴾ (الفرقان: ٢٥/٢٣)

''ہم نے ان کے اعمال کی طرف توجہ کی تو ان کو اڑتی ہوئی خاک کی مانند کر دیا۔''

یعنی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے بغیر جو عمل کیے تھے، ہم نے ان کا ثواب ضائع کر دیا اور انہیں اڑتی ہوئی خاک کی مانند کر دیا اور یہ وہ چیز ہے جو سورج کی شعاع میں نظر آتی ہے۔

عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

① ابن ماجہ، مسند احمد

② ابن حجر نے فرمایا یہ بعض حکماء کا قول ہے، حدیث نبوی نہیں۔

”قیامت کے دن لوگوں کی کچھ جماعتوں کو جنت کی طرف جانے کا حکم دیا جائے گا حتیٰ کہ جب وہ اس کے قریب پہنچ جائیں گے اور اس کی خوشبو پالیں گے اور اللہ نے اس میں جنتیوں کے لیے جو محل تیار کیے ہیں، انہیں بھی دیکھ لیں گے، تو آواز دی جائے گی کہ انہیں یہیں سے واپس کردو، کیونکہ ان کا اس میں کوئی حصہ نہیں۔ پس وہ حسرت وندامت کے ساتھ ایسے لوٹیں گے کہ پہلوں اور بعد والوں میں سے کوئی بھی ایسے نہیں لوٹا ہوگا۔ وہ عرض کریں گے: ہمارے پروردگار! اگر تو ہمیں، جو کچھ تو نے اپنے دوستوں کے لیے جزا کے طور پر تیار کر رکھا ہے، اس کا نظارہ کرانے سے پہلے ہی، جہنم میں داخل کر دیتا' تو وہ ہمارے لیے یہ سب کچھ دیکھ لینے کے بغیر زیادہ آسان ہوتا، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے تمہارے متعلق یہی ارادہ کیا تھا۔ کیونکہ جب تم خلوت میں ہوتے تھے تو عظائم کے ساتھ میرے مقابلے پر آتے تھے۔ اور جب تم لوگوں سے ملتے تھے تو تم انہیں بڑی عاجزی سے اور جھک کر ملتے تھے۔ تم لوگوں کو تو اپنے اعمال دکھاتے تھے، لیکن وہ اس چیز (اخلاص) سے خالی ہوتے تھے جو تم مجھے اپنے دلوں سے دیتے تھے۔ تم لوگوں سے ڈرتے رہے، لیکن مجھ سے نہیں ڈرے۔ تم لوگوں کی شان وشوکت کا خیال رکھتے رہے لیکن میری شان و شوکت کا ذرا بھی خیال نہ رکھا۔ تم نے لوگوں کی خاطر (گناہ) چھوڑا، لیکن میری خاطر نہیں چھوڑا۔ میں آج تمہیں اپنے بہت بڑے اجر وثواب سے محروم رکھنے کے ساتھ ساتھ تمہیں اپنے انتہائی دردناک عذاب کا مزا بھی چکھاؤں گا۔“ ①

ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، نجات کس چیز میں ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ”تم اللہ کو دھوکہ نہ دو“۔ اس نے عرض کیا: اللہ کو کیسے دھوکہ دیا جا سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم کوئی ایسا عمل کرو، جس کے متعلق اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم کوئی ایسا عمل کرو، جس کے متعلق اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں حکم دیا ہو اور تم اس کے ذریعے اللہ کی رضامندی نہ چاہو۔ نیز ریاء سے بچو، کیونکہ وہ شرک اصغر ہے اور روز قیامت ریاکار کو، تمام انسانوں کے سامنے چار ناموں سے پکارا جائے گا۔ اے ریاکار! اے دھوکہ باز! اے فاجر! اور اے ناکام ونامراد! تیرا عمل رائیگاں گیا اور تیرا اجر ضائع ہو گیا،

---

① ابن ابی الدنیا نے اسے جبلة الیحصبی کی روایت سے نقل کیا ہے۔ اس کی سند ضعیف ہے۔ (عراقی)

تیرے لیے ہمارے پاس کوئی اجر نہیں، دھوکے باز! جن کے لیے تو عمل کیا کرتا تھا، انہی کے پاس جا اور ان سے اپنا اجر حاصل کر"۔

بعض حکماءؒ سے پوچھا گیا، مخلص کون ہے؟ تو انہوں نے بتایا: مخلص وہ شخص ہے جو اپنی نیکیاں بھی ویسے ہی چھپاتا ہے، جیسے وہ اپنی برائیاں چھپاتا ہے۔ ان میں سے کسی سے پوچھا گیا۔ اخلاص کی غایت کیا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ کہ تم اپنے بارے میں لوگوں کی تعریف کو پسند نہ کرو۔

فضیل بن عیاض نے فرمایا: لوگوں کی خاطر عمل ترک کرنا ریا جبکہ لوگوں کی خاطر عمل کرنا شرک ہے اور اخلاص یہ ہے کہ اللہ تمہیں ان دونوں چیزوں سے بچالے۔ اے اللہ! ہمیں بھی ان دونوں چیزوں سے بچانا اور ہم سے درگزر فرما۔

☆☆☆

(۲) قتل نفس

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا○﴾ (النساء: ٤/ ٩٣)

”جو شخص کسی مومن شخص کو جان بوجھ کر مار ڈالے تو اس کی سزا جہنم ہے جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس پر اللہ کا غضب ہوا اور اس نے اس پر لعنت کی اور اس کے لیے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے“۔

اور فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا○ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ يَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا○ اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا.﴾

(الفرقان: ٢٥/ ٦٨– ٧٠)

”اور وہ لوگ جو ہیں جو اللہ کے ساتھ اور معبودوں کو نہیں پکارتے اور جس کے قتل کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔ اس کو قتل نہیں کرتے، مگر حق پر اور وہ نہ ہی زنا کے مرتکب ہوتے ہیں اور جو گناہ ارتکاب کرے گا وہ اس کی سزا پائے گا، قیامت کے دن اسے دگنا عذاب ہوگا اور وہ وہاں ہمیشہ رسوائی کے ساتھ رہے گا مگر جس شخص نے توبہ کر لی اور ایمان لے آیا اور نیک عمل کیا“۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا.﴾ (المائدة:٥/ ٣٢)

''اسی بنا پر ہم نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ جو کسی شخص کو بغیر قصاص کے اور بغیر ملک میں فساد پھیلانے کے مار ڈالے، تو گویا اس نے تمام انسانوں کو مار ڈالا اور جو کسی شخص کو بچا لے تو گویا اس نے تمام انسانوں کو بچا لیا''۔

نیز فرمایا:

﴿وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ٥ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ٥﴾ (التکویر: ۸۱/۸-۹)

''اور جس وقت اس لڑکی سے، جو زندہ درگور کی گئی تھی، پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ کی پاداش میں ماری گئی''۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''سات مہلکات سے بچو'' آپ نے ان میں کسی جان کو، جس کا اللہ نے قتل کرنا حرام قرار دیا ہے، ناحق قتل کرنے کا بھی ذکر فرمایا۔ اور ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اللہ تعالیٰ کے ہاں کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ کہ تو اللہ کے لیے کوئی شریک مقرر کرے، حالانکہ اسی نے تجھے پیدا کیا ہے''۔ پھر اس نے کہا: اس کے بعد کون سا؟ آپ نے فرمایا: ''یہ کہ تو اپنی اولاد کو اس اندیشے سے قتل کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گی''۔ اس نے عرض کیا، پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ''یہ کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرے''۔ ①

اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی:

﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا٥﴾ (الفرقان: ٦٨)

''اور وہ لوگ ہیں جو اللہ کے ساتھ اور معبودوں کو نہیں پکارتے، اور جس کے قتل کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے، اس کو قتل نہیں کرتے مگر حق کے ساتھ اور وہ زنا بھی نہیں کرتے''۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب دو مسلمان اپنی تلواریں سونت کر مدمقابل آجاتے ہیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنمی

---

① بخاری (٤٤٧٧) مسلم (٨٦)

ہیں"۔ عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! یہ تو قاتل ہے، تو مقتول کا کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا:
"اس لیے کہ وہ بھی اپنے ساتھی کو قتل کرنا چاہتا تھا"۔ ①

امام ابوسلیمان رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ تو تب ہے جب وہ دونوں کسی تاویل و وضاحت اور دفاع کے لیے نہ لڑتے ہوں، بلکہ وہ تو باہمی عداوت، عصبیت یا طلب دنیا یا حصول اقتدار یا غلبہ حاصل کرنے کے لیے لڑتے ہیں۔ وہ اس وعید میں داخل ہیں۔

جہاں تک اس شخص کا تعلق ہے جو باغیوں سرکشوں سے اس وجہ سے لڑتا ہے جس وجہ سے ان سے لڑنا واجب ہو جاتا ہے یا وہ اپنی جان یا اپنی قابل احترام اور قابل تقدس چیز کا دفاع کرتے ہوئے لڑتا ہے تو وہ اس وعید میں داخل نہیں۔ کیونکہ وہ اپنے ساتھی کو قتل کرنے کے قصد کے بغیر اپنی جان کا دفاع کرنے کے لیے قتال کرنے پر مامور ہے۔ البتہ وہ اپنے ساتھی کے قتل کرنے پر حریص نہ ہو۔ اور جو شخص کسی باغی و سرکش یا مسلمانوں میں سے کسی راہزن سے قتال کرے، اور وہ اس کے قتل کرنے پر حریص نہ ہو بلکہ وہ تو اسے اپنے سے دور ہٹا رہا ہو اور اگر اس کا ساتھی باز آجائے اور یہ اس سے ہاتھ روک لے اور اس کا پیچھا نہ کرے تو یہ حدیث (وعید) ایسے لوگوں کے لیے وارد نہیں ہوئی۔ البتہ جو شخص اس مذکورہ صورت حال سے برعکس ہو تو وہ ہماری اس مذکورہ حدیث میں داخل ہے۔ اللہ اعلم!

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میرے بعد ایک دوسرے کو قتل کر کے کافر نہ بن جانا"۔ ②

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بندہ اپنے دین کے بارے میں وسعت و کشادگی میں رہتا ہے، جب تک وہ کسی حرام خون (قتل) کا ارتکاب نہ کر لے"۔ ③

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

① بخاری (٣١) مسلم (٢٨٨٨)

② بخاری (١٢١) مسلم (٦٥)

③ احمد (٤/ ١٤٨، ١٥٢) ابن ماجه (٨/ ٢٦)

''روز قیامت لوگوں کے درمیان سب سے پہلے خونوں کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا''۔ ①

اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کسی مومن کا قتل اللہ کے ہاں زوال دنیا سے بھی بڑھ کر ہے''۔ ②

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جان کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم کبیرہ گناہ ہیں''۔ ③

جھوٹی قسم کو ''یمین غموس'' کا نام اس لیے دیا گیا ہے کہ وہ ایسی قسم اٹھانے والے کو جہنم میں ڈبو دے گی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرماما:

''جو بھی ناحق جان قتل کی جاتی ہے تو اس کا گناہ آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے پر ہوتا ہے اور وہ اس کے خون کا ذمہ دار ہے، کیونکہ وہی پہلا شخص ہے جس نے قتل کا طریقہ ایجاد کیا''۔ ④

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے کسی ذمی شخص کو قتل کیا، تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا، حالانکہ اس کی خوشبو تو چالیس سال کی مسافت سے محسوس ہو جاتی ہے''۔ ⑤

اگر ذمی کے قتل کے بارے میں یہ حکم ہے تو پھر کسی مسلمان کو کیسے قتل کیا جا سکتا ہے۔ ذمی یہود و نصاریٰ میں سے وہ شخص ہے جو اسلامی مملکت میں رہنے کا عہد و پیاں کرے۔ تو اس کی جان کی حفاظت کرنا اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے کسی ذمی شخص کو قتل کیا، حالانکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی پناہ میں ہوتا ہے،

---

① بخاری (٦٨٦٤)۔ مسلم (١٦٧٨)

② نسائی (٧/ ٨٣) اس کی سند حسن ہے۔

③ بخاری (٦٦٧٥)

④ بخاری (٣٣٣٥)۔ مسلم (١٦٧٧)

⑤ بخاری (٣١٦٦)

تو اس نے اللہ کی پناہ کو توڑ ڈالا، وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا، حالانکہ اس کی خوشبو پچاس سال کی مسافت سے محسوس ہو جاتی ہے"۔ ①

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس نے کسی مسلمان کے قتل میں، بات کی حد تک بھی معاونت کی تو وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کی آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس لکھا ہوا ہوگا"۔ ②

ممکن ہے کہ اللہ ہر گناہ معاف کر دے، البتہ وہ اس شخص کو معاف نہیں کرے گا جو حالت کفر پر فوت ہو، یا وہ آدمی جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر ڈالے۔ ③

ہم اللہ سے عافیت طلب کرتے ہیں۔

☆☆☆

---

① ترمذی (١٤٠٣) ۔ ابن ماجه (٢٦٨٧)

② ابن ماجه (٢٦٢٠) اس کی سند ضعیف ہے۔

③ نسائی (٨١/٧)۔ ابو داؤد ٤٢٧٠)

(۳) جادو

کیونکہ جادوگر جو ہے، وہ لازمی طور پر کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ.﴾ (البقرۃ:۲/ ۱۰۲)

"بلکہ شیاطین ہی نے کفر کا ارتکاب کیا، جو لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے"

شیطان ملعون جو انسان کو جادو سکھاتا ہے۔ اس کی محض غرض یہی ہے کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اللہ تعالیٰ نے ہاروت وماروت کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا:

﴿وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ط فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ط وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ط وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ط وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَالَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ.﴾ (البقرۃ/۲: ۱۰۲)

"اور وہ کسی کو نہیں سکھاتے تھے جب تک ان سے کہہ نہ دیتے کہ ہم تو ایک ذریعہ آزمائش ہیں۔ پس تم کافر نہ بنو، (اس کے باوجود) لوگ ان سے وہ باتیں سیکھتے، جن سے زن وشو میں جدائی ہو اور وہ اللہ کے حکم کے سوا کسی کو بھی ضرر نہیں پہنچا سکتے اور لوگوں نے وہ باتیں سیکھیں جو خود ان کے لیے ضرر کا موجب ہوں اور وہ انہیں کوئی نفع نہ پہنچائیں، اور یقیناً انہیں معلوم تھا کہ جن لوگوں نے اس چیز کو خریدا، ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا۔"

پس ہم بہت سی مخلوق کو دیکھتے ہیں کہ وہ گمراہی کے باعث جادو میں مبتلا ہوتی ہے اور وہ اسے محض حرام تصور کرتے ہیں، اور انہیں یہ شعور نہیں کہ وہ کفر ہے۔ پس وہ علامات کا علم سیکھنے اور اس پر عمل کا آغاز کرتے ہیں اور یہ محض جادو ہے۔ وہ جادو کے ذریعے میاں بیوی کے درمیان عقد وتعلق قائم کرتے ہیں اور یہ محض جادو ہے۔ مرد کی عورت سے محبت اور اس سے بغض و عداوت کو پیدا کرتے ہیں اور اس طرح کے مجہول کلمات کے ذریعے عمل کرتے ہیں۔ ان میں سے اکثر شرک وگمراہی پر مبنی ہوتے ہیں۔ اور جادوگر کی حد وسزا قتل ہے۔ کیونکہ اس نے اللہ کے

ساتھ کفر یا کفر کے مشابہ فعل کا ارتکاب کیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''سات مہلکات سے اجتناب کرو''۔ آپ نے ان میں جادو کا بھی ذکر کیا ہے۔ ①

پس بندے کو اپنے رب سے ڈرتے رہنا چاہیے، اسے دنیا اور آخرت کے خسارے والے کام میں نہیں پڑنا چاہیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

''جادوگر کی سزا اسے قتل کرنا ہے''۔ ②

اور بجالہ بن عبدۃ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے آپ کی وفات سے ایک سال پہلے، ہمیں ایک خط موصول ہوا کہ ہر جادوگر اور جادوگرنی کو قتل کر دو''۔ ③

وہب بن منبہ بیان کرتے ہیں، میں نے بعض کتب میں پڑھا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

''میرے سوا کوئی معبود نہیں، جس نے جادو کیا اور جس کے لیے جادو کیا گیا، جس نے کاہن جیسی بات کہی یا جسے کاہن جیسی بات کہی گئی اور جس نے پرندوں کے ذریعے بدشگونی لی یا جس کے لیے بدشگونی لی گئی وہ مجھ میں سے نہیں۔''

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا:

''تین قسم کے لوگ جنت میں داخل نہیں ہوں گے، عادی شراب نوش، قطع رحمی کرنے والا اور جادو کی تصدیق کرنے والا''۔ ④

ابن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوعا روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا:

''دم جھاڑ، تمائم اور ''تولہ'' شرک ہیں۔''

''تمائم'' تمیمہ کی جمع ہے، یہ گھونگے اور منکے ہیں، جو جاہل لوگ، نظر بد سے بچنے کے خیال سے اپنے، اپنی اولاد اور اپنے چوپاؤں کے گلے میں لٹکاتے ہیں۔ یہ فعل جاہلیت ہے اور جو ایسا

---

① بخاری (٢٧٦٦)۔ مسلم (٨٩)

② لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ جندب رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ ترمذی (١٤٦٠)

③ احمد (١/ ١٩٠۔ ١٩١) ۔ ابو داؤد (٤٣۔ ٣)

④ احمد (٤/ ٣٩٩) اس کی سند میں ضعف ہے۔ لیکن اپنے شواہد کی وجہ سے صحیح ہے۔

عقیدہ رکھے تو اس نے شرک کیا۔

''التولۃ'' تاء کے نیچے زیر اور واؤ پر زیر یہ جادو کی قسم ہے، اس کے ذریعے عورت کی اپنے خاوند سے محبت پیدا کی جاتی ہے۔

اسے شرک قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ جاہل لوگ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ چیزیں اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے برعکس اثر جماتی ہیں۔

امام خطابی رحمہ اللہ ① نے فرمایا: جہاں تک قرآن مجید یا اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ کے ذریعے دم کرنے کا تعلق ہے تو یہ مباح ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو ان کلمات کے ساتھ دم کیا کرتے تھے۔

''میں تم دونوں کو، ہر شیطان، ہر زہریلے جانور اور ہر نظر بد سے اللہ کے کلمات کی پناہ میں دیتا ہوں''۔

اور اللہ ہی سے مدد طلب کی جاتی ہے اور اسی پر بھروسہ ہے۔

☆☆☆

---

① امام احمد بن محمد بن ابراہیم بن خطاب ابوسلیمان خطابی، بہت سی مفید کتابوں کے مصنف ہیں، جیسے شرح سنن ابی داؤد وغیرہ آپ نے ۳۸۸ھ کو بست میں وفات پائی۔

(۴) ترک نماز

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَخَلَفَ مِنۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا٥ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا﴾ (مریم ۱۹/ ۵۹-۶۰)

"پھر ان کے بعد چند ناخلف آئے جنہوں نے نماز کو ضائع کیا اور خواہشات نفسانی کے پیچھے پڑ گئے۔ پس بہت جلد وہ گمراہی کی سزا پائیں گے۔ بجز اس کے جس نے توبہ کی، ایمان لایا اور نیک عمل کیے"۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: "انہوں نے نماز کو ضائع کیا" اس سے مراد یہ نہیں کہ انہوں نے کلی طور پر نماز ترک کر دی تھی، بلکہ اس سے مراد یہ کہ انہوں نے نمازوں کو ان کے اوقات سے مؤخر کر دیا تھا۔

امام التابعین سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس سے مراد وہ شخص ہے جو ظہر کی عصر کا وقت ہو جانے پر، عصر کو مغرب کے وقت کے قریب اور مغرب کو عشاء کا وقت ہو جانے پر پڑھتا ہے، جبکہ نماز فجر، طلوع آفتاب کے قریب پڑھتا ہے۔ پس جو شخص اسی حالت پر اصرار کرتے ہوئے اور توبہ کیے بغیر فوت ہو جائے تو اللہ نے اس سے "غیّ" کا وعدہ کیا ہے اور یہ جہنم کی ایک بہت گہری وادی ہے جس کا ذائقہ بہت برا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری آیت میں فرمایا:

﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ٥ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ٥﴾ (الماعون/۱۰۷: ۴-۵)

"پس ان نمازیوں کے لیے خرابی ہے، جو اپنی نمازوں سے بے خبر ہیں"۔

یعنی جو ان نمازوں سے غافل ہیں اور انہیں زیادہ اہمیت نہیں دیتے، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان لوگوں کے متعلق دریافت کیا جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں تو آپ نے فرمایا:

"اس سے مراد وقت سے مؤخر کرنا ہے"۔ ①

یعنی نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کرنا، انہیں نمازیوں کے نام سے موسوم کیا، لیکن جب انہوں نے انہیں اہمیت نہ دی اور انہیں ان کے وقت سے مؤخر کیا تو ان سے "ویل" کا وعدہ کیا۔ "وَیل" سے مراد "شدید عذاب" ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ "ویل" جہنم میں ایک وادی ہے، اگر دنیا کے پہاڑ اس میں ڈال دیئے جائیں تو اس کی شدت حرارت کی وجہ سے وہ بھی پگھل جائیں۔ "ویل" ایسے لوگوں کا مسکن ہے جو نماز کو اہمیت نہیں دیتے اور ان کے وقت سے مؤخر کرتے ہیں۔ البتہ جو شخص اللہ کے حضور توبہ کرلے اور اپنے کیے پر نادم ہو تو اس کا معاملہ الگ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری آیت میں فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ط وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝﴾ (المنافقون ٦٣: ٩)

"اے ایمان والو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کرنے پائے، اور جو کوئی ایسا کرے گا، ایسے لوگ ہی خسارہ اٹھانے والے ہیں"۔

مفسرین نے بیان کیا ہے کہ اس آیت میں "اللہ کے ذکر" سے مراد "پانچوں نمازیں ہیں" پس جو شخص اپنے مال کے ذریعے اپنی خرید وفروخت' اپنی معیشت، اپنی صنعت وتجارت اور اپنی اولاد کی وجہ سے مصروف ہو کر نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کردے، تو ایسا شخص نقصان اٹھانے والوں میں سے ہے۔ اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"روز قیامت بندے سے اس کے اعمال میں سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا، اگر وہ درست ہوئی تو وہ شخص کامیاب وکامران ہوگا، اور اگر اس میں نقص رہا تو وہ ناکام ونامراد ہوگا۔"

اللہ تعالیٰ نے جہنمیوں کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا:

---

① بزار نے عکرمہ بن ابراہیم کی روایت سے اسے اپنی مسند میں موقوف روایت کیا ہے۔ مرفوع نہیں، منذری اور عکرمہ نے کہا: اس کا راوی ازدی ہے جس کے ضعیف ہونے پر اجماع ہے۔ درست بات یہی ہے کہ یہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ پس یہ موقوف ہے۔

﴿مَاسَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ○ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ○ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ○ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ○ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ○ حَتّٰى اَتٰنَا الْيَقِيْنُ○ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ○﴾ (المدثر ٧٤/: ٤٢-٤٨)

''کون سی چیز تمہیں دوزخ میں لے آئی؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم نہ نماز پڑھتے تھے نہ مسکینوں کو کھانا کھلایا کرتے تھے اور ہم قیامت کے دن کو ہمیشہ جھٹلا دیا کرتے تھے حتی کہ ہم کو موت آ گئی۔ پس شفاعت کرنے والوں کی شفاعت ان کے کسی کام نہ آئے گی۔''

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ہمارے اور ان کے درمیان جو عہد ہے وہ نماز کا عہد ہے' پس جس نے اسے ترک کیا تو اس نے کفر کیا''۔ ①

''بندے اور کفر کے درمیان جو حد فاصل ہے وہ ترک نماز ہے''۔ ②

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص کی نماز عصر فوت ہوئی تو اس کے عمل ضائع ہو گئے''۔ ③

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے تو اس سے اللہ کا ذمہ ختم ہو جاتا ہے۔'' ④

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کرتا رہوں حتی کہ وہ یہ اقرار کر لیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں۔ پس جب وہ یہ اعمال بجالائیں تو انہوں

---

① مسند احمد (٥/ ٣٤٦) ترمذی (٢٦٢٣).

② مسلم (٨٢)

③ ابن ماجه (٦٩٤)۔ بخاری (٥٥٣)

④ اپنے شواہد کے ساتھ یہ صحیح ہے۔ دیکھئے الارواء (٢٠٢٦)

نے حق اسلام کے علاوہ اپنی جانیں اور اپنے اموال مجھ سے بچا لیے۔ اور ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے''۔ ①

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

''جس شخص نے اس (نماز) کی حفاظت کی تو اس کے لیے روز قیامت نور و برہان اور نجات ہوگی اور جس شخص نے اس کی حفاظت نہ کی تو اس کے لیے روز قیامت نور و برہان نہ ہوگی نہ نجات اور وہ قیامت کے دن فرعون، قارون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا''۔ ②

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''سن لو! جس نے نماز کو ضائع کیا، اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں''۔ ③

بعض علماء نے بیان کیا: تارک نماز کا ان چاروں کے ساتھ حشر ہوگا، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے مال یا اپنی بادشاہت یا اپنی وزارت یا اپنی تجارت کی وجہ سے نماز سے غافل رہا۔ اگر تو وہ اپنے مال کی وجہ سے غافل رہا تو اس کا حشر قارون کے ساتھ ہوگا۔ اگر اپنی بادشاہت کی وجہ سے غافل رہا تو پھر فرعون کے ساتھ حشر ہوگا۔ اگر وجہ غفلت اس کی وزارت بنی تو پھر اس کا حشر ہامان کے ساتھ ہوگا۔ اور اگر وہ اپنی تجارت کی وجہ سے غافل رہا تو پھر اس کا حشر کفار مکہ کے تاجر ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص نے جان بوجھ کر فرض نماز ترک کر دی تو اس سے اللہ عزوجل کا ذمہ اور امان ختم ہوئی''۔ ④

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا۔ اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ کو اسلام میں کون سا عمل زیادہ محبوب

---

① بخاری (٢٥) مسلم (٢٢)

② احمد (٢/ ١٦٩) ابن حبان (١٤٦٧) اس کی سند حسن ہے۔

③ ابن ابی شیبہ فی ((الایمان)) (١٠٣)

④ احمد عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

ہے؟ آپ نے فرمایا:

''نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا، جس نے نماز ترک کی تو اس کا دین نہیں، اور نماز دین کا ستون ہے''۔ ①

جب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو نیزہ مارا گیا تو کسی نے کہا: امیر المومنین! نماز! انہوں نے فرمایا: ہاں، کیوں کہ جس نے نماز ضائع کی تو اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں اور آپ رضی اللہ عنہ نے نماز ادا کی جبکہ آپ کا خون بہہ رہا تھا۔

عبداللہ بن شقیق تابعی بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ، نماز کے علاوہ کسی اور عمل کے ترک کرنے کو کفر خیال نہیں کرتے تھے۔ علی رضی اللہ عنہ سے ایک بے نماز عورت کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

''جو نماز نہ پڑھے تو وہ کافر ہے''۔ ②

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''جو نماز نہ پڑھے تو اس کا کوئی دین نہیں''۔ ③

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''جس شخص نے جان بوجھ کر ایک نماز چھوڑ دی تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ وہ اس پر ناراض ہوگا''۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص اس حال میں اللہ سے ملاقات کرے گا کہ وہ نماز ضائع کرتا ہوگا، تو اللہ اس کی نیکیوں کی ذرا بھر پروا نہیں کرے گا۔ جبکہ وہ نماز ضائع کرتا ہوگا۔'' ④

ابن حزم نے فرمایا:

---

① بیهقی فی شعب الایمان۔ اس کی سند ضعیف ہے۔ امام حاکم نے فرمایا: عکرمہ نے عمرؓ سے نہیں سنا۔

② ترمذی۔ حاکم

③ محمد بن نصر نے اسے موقوف روایت کیا ہے۔

④ طبرانی فی الاوسط

''شرک کے بعد، نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کرنے اور کسی مومن کو ناحق قتل کرنے سے بڑا کوئی گناہ نہیں''۔

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''جس نے نماز ترک کی تو اس نے کفر کیا''۔

ایوب سختیانی رحمہ اللہ نے بھی اسی طرح کہا ہے:

عون بن عبداللہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

جب بندے کو اس کی قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو اس سے سب سے پہلے نماز کے بارے میں پوچھا جاتا ہے، اگر وہ درست ہوئی تو پھر اس کے باقی اعمال کو دیکھا جاتا ہے اور اگر وہ درست نہ ہوئی تو پھر اس کے بعد اس کے کسی عمل کو نہیں دیکھا جائے گا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ''جب بندہ اول وقت میں نماز ادا کرتا ہے تو وہ آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے اور اس کے لیے نور ہوتا ہے، حتی کہ وہ عرش تک پہنچ جاتی ہے اور وہ روز قیامت تک اپنے پڑھنے والے کے لیے مغفرت طلب کرتی رہتی ہے۔ اور وہ کہتی ہے' اللہ تمہاری حفاظت فرمائے، جیسے تم نے میری حفاظت کی اور جب بندہ نماز اس کے وقت سے ہٹ کر ادا کرتا ہے تو وہ آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے، اس کی تاریکی ہوتی ہے۔ جب وہ آسمان تک پہنچتی ہے تو اسے بوسیدہ کپڑے کی طرح لپیٹ دیا جاتا ہے اور اسے پڑھنے والے کے منہ پر مار دیا جاتا ہے اور وہ کہتی ہے: اللہ تمہیں ضائع کرے جیسے تم نے مجھے ضائع کیا''۔ ①

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تین قسم کے لوگوں کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ جو لوگوں کی امامت کرائے جبکہ وہ اسے ناپسند کرتے ہوں، جو کسی آزاد کردہ شخص کو غلام بنالے اور وہ شخص جو نماز کو اس کا وقت ختم ہو جانے کے بعد پڑھے''۔ ②

---

① الطبرانی فی الاوسط۔ اس کی سند ضعیف ہے۔ ② ابوداوٗد

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص نے کسی عذر کے بغیر دو نمازیں جمع کیں تو اس نے کبیرہ گناہوں کے ابواب میں سے ایک عظیم باب پر دستک دی۔'' ①

پس ہم اللہ سے توفیق و اعانت طلب کرتے ہیں، کیونکہ وہ بڑا سخی داتا اور بہت ہی رحم کرنے والا ہے۔

☆☆☆

---

① مستدرك حاكم

فصل:

بچے کو کس عمر میں نماز کا حکم دیا جائے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جب بچہ سات برس کا ہو جائے تو اسے نماز کا حکم دو اور جب وہ دس برس کا ہو جائے تو نماز نہ پڑھنے پر اس کی پٹائی کرو“۔ ①

اور ایک روایت میں ہے:

”اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جب کہ وہ سات برس کے ہوں اور جب وہ دس برس کے ہو جائیں تو انہیں نماز نہ پڑھنے پر سزا دو، اور (اسی عمر میں) ان کے بستر الگ کر دو“۔

امام ابوسلیمان خطابی ؒ نے فرمایا: یہ حدیث تارک نماز کو سخت سزا دینے پر دلالت کرتی ہے۔

امام شافعی ؒ کے بعض ساتھی اس حدیث سے، بالغ شخص کو جان بوجھ کر نماز ترک کرنے پر، واجب القتل ہونے کی دلیل لیتے ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں: جب نابالغ شخص ترک نماز پر پٹائی کا مستحق ہے تو یہ چیز اس پر دلالت کرتی ہے کہ وہی (تارک نماز) شخص بلوغت کے بعد ایسی سزا کا مستحق قرار پاتا ہے جو پٹائی سے زیادہ بلیغ ہو اور پٹائی کے بعد قتل سے زیادہ کوئی چیز شدید نہیں۔

علماء نے تارک نماز کے حکم کے بارے میں اختلاف کیا ہے:

امام مالک، امام شافعی اور امام احمد ؒ نے فرمایا:

تارک نماز کو تلوار کے وار سے قتل کیا جائے پھر انہوں نے اس کے کفر کے بارے میں اختلاف کیا ہے کہ جب وہ بلا عذر اسے ترک کر دے حتی کہ اس کا وقت جاتا رہے۔ پس ابراہیم نخعی، ② ایوب سختیانی، ③ عبداللہ بن مبارک، احمد بن حنبل ④ اور اسحاق بن راہویہ ⑤ رحمہم اللہ

---

① ابو داوٗد ② ابن یزید ابوعمران کوفی نخعی، کتب ستہ کے رجال میں سے ہیں۔ ۹۶ھ کو وفات پائی۔

③ کتب ستہ کے رجال کے امام ہیں۔ ۱۳۱ھ میں وفات پائی۔ ④ علم کے امام، شیخ المحدثین، فقیہ اور امام بخاری، امام مسلم اور امام ابوداؤد رحمہم اللہ کے استاد ہیں۔ ۲۴۱ھ میں وفات پائی۔

⑤ اسحاق بن ابراہیم بن محمد حنظلی ابومحمد، ابن راہویہ کے نام سے شہرت پائی۔ امام مسلم، ابوداؤد، امام نسائی کے استاد، امام، فقیہ اور الحافظ ہیں۔ ۲۳۸ھ میں وفات پائی۔

نے فرمایا: وہ کافر ہے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے استدلال کیا ہے:

''ہمارے اور ان کے مابین جو عہد ہے، وہ نماز ہے، پس جس شخص نے اسے ترک کیا تو اس نے کفر کیا''۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

''آدمی اور کفر کے درمیان حد فاصل نماز ہے''۔

☆☆☆

فصل

حدیث ① میں وارد ہے:

”جو شخص فرض نمازوں کی حفاظت کرے تو اللہ تعالیٰ اسے پانچ اعزازات وانعامات عطا فرمائے گا۔ اس سے رزق کی تنگی اور عذاب دور کردے گا۔ اس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں عطا کرے گا، وہ تیز بجلی کی طرح پل صراط سے گزر جائے گا اور وہ بلا حساب جنت میں داخل ہوجائے گا اور جو شخص اسے معمولی سمجھے گا تو اللہ اسے پندرہ قسم کی سزائیں دے گا۔ ان میں سے پانچ دنیا میں، تین موت کے وقت، تین قبر میں اور تین قبر سے نکلنے پر۔ پس جہاں تک دنیا کی سزاؤں کا تعلق ہے تو ان میں سے پہلی یہ ہے کہ اس کی عمر سے برکت اٹھالی جائے گی۔ دوسری یہ کہ اس کے چہرے سے صالحین کی علامت مٹادی جائے گی۔ تیسری سزا یہ ہے کہ وہ جو بھی عمل کرے گا، اللہ تعالیٰ اس پر اجر نہیں دے گا۔ اور چوتھی سزا یہ ہے کہ اس کی دعاء آسمان کی طرف بلند نہیں ہوگی، جبکہ پانچویں یہ ہے کہ صالحین کی دعا میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

جہاں تک موت کے وقت پہنچنے والی سزائیں ہیں، تو ان میں سے یہ ہے کہ وہ شخص ذلت کی موت مرے گا۔ دوسری یہ ہے کہ وہ بھوکا مرے گا اور تیسری یہ ہے کہ وہ پیاسا مرے گا۔ اگر اسے دنیا کے تمام سمندروں کا پانی پلادیا جائے تو اس کی پیاس نہیں بجھے گی۔

اور جو سزائیں اسے قبر میں ملیں گی، ان میں سے پہلی یہ ہے کہ اس کی قبر اس پر تنگ کردی جائے گی، حتیٰ کہ اس میں اس کی پسلیاں ایک دوسری میں داخل ہوجائیں گی۔ اس پر قبر میں آگ جلائی جائے گی، وہ انگاروں پر دن رات کروٹیں بدلتا رہے گا۔ اور تیسری سزا یہ ہے کہ اس پر شجاع اقرع (گنجا اژدہا) نامی سانپ مسلط کردیا جائے گا، اس کی آنکھیں آگ کی اور اس کے ناخن لوہے کے ہوں گے، اور ہر ناخن کی لمبائی ایک دن کی مسافت کے برابر ہوگی۔ وہ میت سے کلام کرے گا اور کہے گا: میں شجاع اقرع ہوں۔ اس کی آواز زوردار گرج کی طرح ہوگی۔ وہ کہے میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں نماز صبح ضائع کرنے پر طلوع آفتاب تک ماروں اور

---

① یہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ثابت نہیں، امام السیوطی نے اسے باطل قرار دیا ہے۔ ”المیزان“

میں تمہیں نماز ظہر ضائع کرنے پر عصر تک ماروں۔ نماز عصر ضائع کرنے پر، مغرب تک ماورں۔ نماز مغرب ضائع کرنے پر، نماز عشاء تک ماروں اور نماز عشاء ضائع کرنے پر صبح تک تمہیں ماروں۔ پس وہ جب بھی ایک بار اسے مارے گا تو وہ ستر ہاتھ زمین میں دھنس جائے گا اور وہ روز قیامت تک مسلسل زمین میں سزا پاتا رہے گا۔ اور جو سزائیں اسے قبر سے نکلنے پر ملیں گی، وہ قیامت کے کٹہرے میں حساب کی سختی، رب کی ناراضی اور جہنم میں داخلہ ہے۔"

اور ایک روایت میں ہے:

"وہ قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر تین سطریں لکھی ہوں گی۔ پہلی سطر ہوگی اللہ کے حق کو ضائع کرنے والے! دوسری سطر ہوگی، اللہ کے غضب کے مخصوص شخص! تیسری سطر ہوگی، جس طرح تم نے دنیا میں اللہ کا حق ضائع کیا، پس آج تم اللہ کی رحمت سے ناامید ہو جاؤ۔"

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

"جب قیامت کا دن ہوگا، تو ایک آدمی کو لایا جائے گا اور اسے اللہ عزوجل کے سامنے کھڑا کیا جائے گا، تو وہ اس کے متعلق جہنم کا حکم فرمائے گا۔ تو وہ شخص عرض کرے گا۔ رب جی! یہ کیوں؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

"نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کرنے اور میری جھوٹی قسم کھانے کی وجہ سے"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے ایک دن اپنے صحابہ کے لیے دعا فرمائی:

"اے اللہ! ہم میں سے کسی کو شقی اور محروم نہ چھوڑنا"۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا تمہیں معلوم ہے کہ شقی اور محروم کون ہے؟" انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! وہ کون شخص ہے؟ آپ نے فرمایا:

"تارک نماز"۔

اور مروی ہے کہ روز قیامت سب سے پہلے تارک نماز کے چہرے کو سیاہ کیا جائے گا۔ اور

جہنم میں ''اللحم'' نامی ایک وادی ہے، جس میں سانپ ہیں اور ہر سانپ اونٹ کی گردن جتنا موٹا ہے، اس کی لمبائی مہینے کی مسافت کے برابر ہے۔ وہ تارک نماز کو ڈسے گا تو اس کا زہر، اس کے جسم میں ستر برس تک جوش مارتا رہے گا، پھر اس کا گوشت گل جائے گا''۔

حکایت:

مروی ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئی تو اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں نے ایک بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کیا ہے اور میں نے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کی ہے، پس آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ میرا گناہ معاف فرما دے اور میری توبہ قبول فرمالے۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے اسے فرمایا: تیرا گناہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا: اللہ کے نبی! میں نے زنا کیا، اور ایک بچے کو جنم دیا اور پھر میں نے اسے قتل کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اسے فرمایا: فاجرہ عورت نکل جا، کہیں تیری نحوست کی وجہ سے آسمان سے آگ نہ نازل ہو جائے اور وہ ہمیں بھی جلا دے۔ پس وہ شکستہ دل کے ساتھ ان کے پاس سے چلی آئی۔ تو جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا: موسیٰ! رب تعالیٰ تم سے پوچھتا ہے کہ موسیٰ! تم نے ایک تائبہ عورت کو کیوں لوٹا دیا؟ کیا تم نے اس سے بھی برے شخص کو نہیں پایا؟ موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: جبریل! اس سے زیادہ برا شخص کون ہے؟ اس نے کہا: جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والا۔

دوسری حکایت:

بعض سلف سے روایت ہے کہ وہ اپنی بہن کی فوتیدگی پر آیا، دفن کرتے وقت اس کے مال کی تھیلی اس کی قبر میں گر پڑی، لیکن اسے پتہ نہ چلا حتی کہ وہ اس کی قبر سے آ گیا۔ پھر اسے یاد آیا تو وہ اس کی قبر پر دوبارہ آیا اور لوگوں کے چلے جانے کے بعد اس نے قبر کو کھودا تو دیکھا کہ اس کی قبر سے آگ کے شعلے بلند ہو رہے ہیں۔ پس اس نے دوبارہ مٹی ڈال دی اور روتا ہوا غمگین صورت میں اپنی والدہ کے پاس آیا تو کہا: اماں جان! مجھے بتائیں کہ میری بہن کیا عمل کیا کرتی تھی؟ اس نے کہا:

تم اس کے متعلق کیوں سوال کر رہے ہو؟ اس نے بتایا: امی جان! میں نے اس کی قبر میں آگ کے شعلے بلند ہوتے ہوئے دیکھے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں، والدہ نے رونا شروع کر دیا اور کہا: میرے بیٹے! تیری بہن نماز کو معمولی سمجھا کرتی تھی اور اسے اس کے وقت سے مؤخر کیا کرتی تھی۔ پس یہ نماز کو مؤخر کرنے والے کا حال ہے۔ تو پھر نماز نہ پڑھنے والے کا کیا حال ہوگا؟ پس ہم اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہمیں نماز کو اس کے اوقات میں پڑھنے اور اس کی حفاظت کرنے کی توفیق و اعانت فرمائے۔ کیونکہ وہی سخی داتا ہے۔

☆☆☆

فصل

یہ فصل اس شخص کے بارے میں ہے جو نماز میں ٹھونگے مارتا ہے اور رکوع وسجود پورے نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ٥ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ﴾ (الماعون ١٠٧/ ٤ – ٥)

”پس نمازیوں کے لیے ویل ہے، جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں“۔

کی تفسیر کے بارے میں مروی ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو جلدی جلدی ٹھونگے مار کر نماز پڑھتا ہے۔ اس کے رکوع اور سجود پورے نہیں کرتا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نماز پڑھی، پھر آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دیا، پھر اسے فرمایا:

”جاؤ نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی“

پس وہ آدمی واپس گیا اور جیسے پہلے نماز پڑھی تھی، ویسے ہی نماز پڑھی، پھر آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، آپ نے اسے سلام کا جواب دیا، پھر فرمایا:

”واپس جاؤ، نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی“

وہ شخص پھر گیا اور حسب سابق نماز پڑھی، پھر آپ کی خدمت میں آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ پس آپ نے اسے سلام کا جواب دیا اور فرمایا:

”واپس جاؤ، نماز پڑھو، کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی، تین مرتبہ فرمایا“

پس اس نے تیسری مرتبہ عرض کیا: اللہ کے رسول! اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ جو اس سے بہتر ہو وہ آپ مجھے سکھا دیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اللہ اکبر کہو، پھر جو قرآن تجھے یاد ہو اس میں سے پڑھ، پھر رکوع کر، حتی کہ تو اطمینان سے رکوع کرے، پھر کھڑے ہو جاؤ، حتی کہ تم صحیح طرح کھڑے

ہو جاؤ، پھر سجدہ کرو، حتی کہ تم اطمینان سے سجدہ کرو، پھر بیٹھ جاؤ حتی کہ تم اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ پھر سجدہ کرو حتی کہ تم اطمینان سے سجدہ کرو اور پھر اپنی پوری نماز میں اسی طرح کرو‘‘۔ ①

البدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’وہ نماز کفایت نہیں کرتی جس میں آدمی رکوع و سجود کے دوران، اپنی کمر سیدھی نہیں کرتا‘‘۔ ②

اور ایک دوسری روایت میں ہے:

’’حتی کہ وہ رکوع و سجود میں اپنی کمر سیدھی رکھے‘‘۔

اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے اس شخص کو، جس نے نماز پڑھی اور اس نے رکوع و سجود کے بعد کمر کو سیدھا نہ کیا جیسا کہ وہ تھی، فرمایا: اس کی نماز باطل ہے اور یہ فرض نماز میں ہے۔ اور اسی طرح اطمینان یہ ہے کہ ہر عضو اپنی جگہ پر آجائے اور قرار پکڑے۔

اور آپ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

’’چوری کرنے کے لحاظ سے وہ شخص سب سے زیادہ شدید ہے جو اپنی نماز کی چوری کرتا ہے‘‘۔

عرض کیا گیا، وہ اپنی نماز کی کیسے چوری کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا:

’’وہ اس کا رکوع پورا کرتا ہے نہ اس کے سجود اور نہ ہی اس میں قراءت مکمل کرتا ہے‘‘۔ ③

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’جو شخص اپنے رکوع و سجود میں اپنی کمر سیدھی نہیں رکھتا تو اللہ اس کی طرف (نظر رحمت سے) نہیں دیکھے گا‘‘۔ ④

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’یہ منافق کی نماز ہے جو بیٹھا رہتا ہے اور سورج کا انتظار کرتا رہتا ہے، حتی کہ جب وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہوتا ہے، تو کھڑا ہو جاتا ہے چار ٹھونگیں مارتا ہے، اور ان میں

---

① بخاری و مسلم ② مسند احمد

اللہ کا ذکر بہت کم کرتا ہے“۔ ①

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز اپنے صحابہ کو نماز پڑھائی، پھر بیٹھ گئے۔ اتنے میں ایک آدمی آیا اور کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا تو وہ جلدی جلدی رکوع و سجود کرنے لگا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”تم اسے دیکھ رہے ہو، اگر یہ فوت ہو جاتا تو یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے علاوہ کسی اور دین پر فوت ہوتا۔ یہ اپنی نماز میں اس طرح ٹھونگیں مارتا ہے، جس طرح کوا خون میں ٹھونگ مارتا ہے“۔ ②

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ہر نمازی کے دائیں اور بائیں ایک ایک فرشتہ ہوتا ہے، اگر وہ اسے مکمل کرتا ہے تو وہ اسے لے کر اللہ تعالیٰ کی طرف بلند ہو جاتے ہیں اور اگر وہ اسے مکمل نہ کرے تو پھر وہ اسے اس کے چہرے پر مارتے ہیں“۔ ③

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے، پھر نماز کے لیے کھڑا ہو تو اس کے رکوع و سجود اور اس میں قراءت کو مکمل کرے، تو نماز کہتی ہے:

اللہ تمہاری حفاظت فرمائے، جیسے تم نے میری حفاظت فرمائی، پھر اسے آسمان کی طرف لے جایا جاتا ہے اور اس کی چمک اور نور ہوتا ہے۔ اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، حتی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچ کر اپنے پڑھنے والے کے لیے سفارش کرتی ہے اور جب وہ اس کے رکوع و سجود مکمل کرتا ہے نہ اس میں قراءت کا خیال رکھتا ہے تو نماز کہتی ہے: اللہ تجھے ضائع کرے، جیسا کہ تو نے مجھے ضائع کیا، پھر اسے آسمان کی طرف لے جایا جاتا ہے اور تاریکی نے اسے ڈھانپ رکھا ہوتا ہے۔ پس اس کے لیے آسمان کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ پھر اسے بوسیدہ کپڑے میں لپیٹ کر نمازی کے چہرے پر مار دیا جاتا ہے“۔ ④

---

① بخاری و مسلم ② ابن خزیمہ ③ دارقطنی فی الافراد۔ اس کی سند ضعیف ہے۔

④ بیہقی فی شعب الایمان۔ اس کی سند میں احوص بن حکیم راوی ضعیف ہے۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''نماز ایک پیمانہ اور ناپ ہے، پس جس نے پورا پورا دیا، تو اسے بھی پورا پورا دیا جائے گا اور جس نے کم دیا، تو تمہیں معلوم ہی ہے کہ اللہ نے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے متعلق کیا فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ﴾ (المطففين ٨٣/ ١)

''ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے ویل (ہلاکت وتباہی) ہے''۔

''المطفف'' اس سے مراد، ایسا شخص ہے جو ناپ یا وزن یا پیمائش یا نماز میں کمی کرتا ہے۔ اللہ نے ایسے لوگوں سے ''ویل'' کا وعدہ کیا ہے، جو کہ جہنم میں ایک وادی ہے، جس کی حرارت سے جہنم بھی پناہ مانگتی ہے، ① ہم اس سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو وہ اپنا چہرہ، اپنی ناک اور اپنے ہاتھ زمین پر رکھے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے کہ میں سات اعضاء پر سجدہ کروں۔ پیشانی، ناک دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کے سروں (انگلیوں) پر نیز یہ کہ میں بالوں اور کپڑے کو نہ سمیٹوں، پس جو شخص نماز پڑھے اور ہر عضو کو اس کا حق نہ دے تو وہ عضو اس کے لیے لعنت کرتا رہتا ہے، حتیٰ کہ وہ اپنی نماز سے فارغ ہو جاتا ہے''۔ ②

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جو نماز کا رکوع اور سجود پورا نہیں کر رہا تھا۔ تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اسے کہا:

''تم نے جو نماز پڑھی ہے، اور اگر تم ایسی نماز پڑھتے پڑھتے فوت ہو جاتے تو تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے سوا کسی اور دین پر فوت ہوتے''۔ ③

اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ انہوں نے فرمایا: تم یہ نماز کتنی مدت سے پڑھ رہے ہو؟ اس

---

① مسند احمد۔ اس کی سند میں سالم اور سلیمان کے درمیان انقطاع ہے۔

② سات اعضاء پر سجدہ کرنے کی روایت بخاری و مسلم میں بھی ہے۔

③ بخاری۔

نے کہا: چالیس سال سے انہوں نے جواب دیا: تم نے چالیس سال سے کچھ بھی نہیں پڑھا، اگر تم اسی حالت میں فوت ہو جاتے تو تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے سوا کسی اور دین پر فوت ہوتے''۔

حسن بصری کہا کرتے تھے: آدم کے بیٹے! تیرے دین کی کون سی چیز تجھے عزیز ہے جبکہ تیری نماز تجھے عزیز نہیں، حالانکہ روز قیامت تم سے سب سے پہلے اسی کے متعلق سوال کیا جائے گا، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بیان ہو چکا ہے:

''بندے سے روز قیامت، اس کے اعمال میں سے سب سے پہلے اس کی نماز کے متعلق حساب لیا جائے گا، اگر وہ درست ہوئی تو وہ شخص کامیاب و کامران ہوا اور اگر وہ درست نہ ہوئی تو پھر وہ ناکام و نامراد ہوا۔ پس اگر فرائض میں سے کچھ کمی ہو گئی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: دیکھو، کیا میرے بندے کے کچھ نوافل ہیں، تو پھر فرائض کی کمی کو ان نوافل کے ذریعے پورا کیا جائے گا۔ پھر اس طرح اس کے باقی اعمال میں بھی ہو گا''۔①

پس بندے کو چاہیے کہ وہ کثرت سے نوافل ادا کرے تاکہ اس کے فرائض کی کمی کو ان نوافل سے پورا کیا جا سکے۔ وباللہ التوفیق۔

☆☆☆

---

① ترمذی۔ اور فرمایا یہ روایت حسن غریب ہے۔

فصل

قدرت وطاقت ہونے کے باوجود باجماعت نماز نہ پڑھنے کی سزا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّ يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۝ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ۝﴾ (القلم ٦٨/ ٤٢ - ٤٣)

''جس دن پنڈلی سے پردہ اٹھادیا جائے گا اور لوگوں کو سجدہ کی طرف بلایا جائے گا، تو یہ لوگ (سجدہ) نہ کرسکیں گے۔ ان کی آنکھیں جھکی ہوں گی اور ان پر ذلت چھائی ہوگی، اور اس سے پہلے ان کو سجدہ کی طرف بلایا جاتا تھا حالانکہ وہ اس وقت صحیح سالم تھے۔''

اور یہ قیامت کے دن ہوگا کہ ندامت کی ذلت انہیں ڈھانپ لے گی، جب کہ وہ دنیا میں سجدوں کی طرف بلائے جاتے تھے۔

ابراہیم التیمی بیان کرتے ہیں، یعنی اذان اور اقامت کے ذریعے فرض نماز کی طرف۔

اور سعید بن مسیب نے فرمایا: وہ ''حي على الصلوٰة'' ''حي على الفلاح'' سنا کرتے تھے اور وہ صحیح سالم بھی ہوتے تھے لیکن وہ اس کا جواب دیتے تھے نہ اسے قبول کرتے تھے۔

کعب الاحبار نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ آیت تو باجماعت نماز سے پیچھے رہ جانے والوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ پس باجماعت نماز ادا کرنے کی طاقت وقدرت ہونے کے باوجود اگر کوئی شخص باجماعت نماز ادا نہیں کرتا تو پھر اس کے لیے اس سے بڑھ کر زیادہ شدید وعید کیا ہوسکتی ہے؟

اسی طرح سنت سے بھی ثابت ہے، صحیحین میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میں نے ارادہ کرلیا کہ میں نماز قائم کرنے کا حکم دوں، پھر کسی آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کی امامت کرائے، پھر میں کچھ لوگوں کو، جن کے پاس لکڑیوں کے گٹھے ہوں، اپنے ساتھ لے کر

ان لوگوں کے پاس جاؤں جو باجماعت نماز ادا کرنے نہیں آتے، تو میں انہیں، ان کے گھروں سمیت آگ سے جلادوں''

ان کو ان کے گھروں سمیت آگ سے جلانے کی دھمکی ترک واجب کی وجہ سے ہے، باوجود یکہ گھروں میں بچے اور مال ومتاع بھی ہے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ ایک نابینا شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میرا کوئی نہیں جو مجھے مسجد کی طرف لے آئے اور اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ اسے گھر ہی میں نماز پڑھنے کی اجازت دے دیں، پس آپ نے اسے اجازت دے دی، جب وہ واپس جانے لگا تو آپ نے اسے بلایا اور پوچھا: کیا تم نماز کے لیے اذان سنتے ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں، آپ نے فرمایا:

''تو پھر قبول کرو اور جواب دو''۔

ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا: اللہ کے رسول! مدینہ میں زہریلے جانور اور درندے بہت زیادہ ہیں۔ میں نابینا شخص ہوں اور گھر بھی دور ہے اور میرا ایک قائد ہے، لیکن وہ میری راہنمائی نہیں کرتا، کیا میرے لیے رخصت ہے کہ میں گھر میں نماز پڑھ لیا کروں؟ آپ نے فرمایا:

''کیا تم اذان سنتے ہو؟''

انہوں نے کہا: جی ہاں، آپ نے فرمایا:

''پھر جواب دو اور قبول کرو، کیونکہ میں تمہارے لیے کوئی رخصت نہیں پاتا''۔ ①

پس اس نابینا شخص نے جو کہ مسجد میں آنے کی شکایت کرتا ہے کہ اس کا کوئی قائد نہیں جو اسے مسجد تک پہنچا سکے، لیکن اس کے باوجود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت اور رخصت عنایت نہیں فرمائی، تو پھر ایسے شخص کے لیے، گھر میں نماز پڑھنے کی رخصت کیسے ہو سکتی ہے، جو کہ بینا و صحیح سالم ہے اور اس کے پاس کوئی عذر بھی نہیں؟ اسی لیے جب ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا، جو دن کے وقت

---

① ابو داؤد

روزہ رکھتا ہے اور رات کو تہجد پڑھتا ہے، لیکن وہ با جماعت نماز پڑھتا ہے نہ جمعہ؟ تو انہوں نے فرمایا: اگر وہ اسی حالت میں فوت ہو گیا تو وہ جہنمی ہے۔'' ①

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''اگر ابن آدم کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ بھر دیا جاتا تو یہ اس کے لیے بہتر ہے کہ وہ اذان سنے اور پھر نماز نہ پڑھے''۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص نماز کے لیے اذان سنے، پھر وہ بلا عذر نماز پڑھنے نہ آئے''۔ عرض کیا گیا، اللہ کے رسول! عذر سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ''خوف یا مرض، تو اس کی نماز جو اس نے (اپنے گھر میں) پڑھی ہے، قبول نہیں ہوتی''۔ ②

ابن عباس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تین قسم کے لوگوں پر اللہ لعنت فرماتا ہے: وہ شخص جو لوگوں کا امام و پیشوا بنتا ہے، جبکہ وہ اسے ناپسند کرتے ہوں۔ وہ عورت جو پوری رات اس حال میں گزارے کہ اس کا خاوند اس سے نارض ہو اور وہ آدمی جو ''حي علی الصلوٰۃ' حي علی الفلاح'' سنے اور پھر نماز نہ پڑھے۔'' ③

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''مسجد کے پڑوسی کی نماز صرف مسجد ہی میں ہوتی ہے۔'' پوچھا گیا، مسجد کا پڑوسی کون ہے؟ فرمایا: ''جو اذان سنتا ہے''۔ ④

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، فرمایا:

''جس شخص کو یہ پسند ہو کہ وہ کل یعنی روز قیامت اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ وہ مسلمان ہو، تو اسے چاہیے کہ وہ ان پانچ نمازوں کی، جہاں سے ان کی اذان دی جائے، حفاظت کرے، کیونکہ اللہ نے تمہارے نبی کے لیے ہدایت کے طریقے مقرر کیے اور یہ ہدایت کے طریقوں میں سے ہے۔ اگر تم نے اپنے گھروں میں نمازیں پڑھیں، جس طرح نماز سے پیچھے رہ جانے والا شخص اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہے، تو پھر تم نے اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دیا اور اگر تم نے

---

① امام ترمذی نے اسے موقوف روایت کیا ہے۔

② ابو داؤد' ابن حبان ③ مستدرك حاكم ④ مسند احمد

اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دیا تو تم گمراہ ہو گئے''۔ اور ہم نے دیکھا کہ نماز سے صرف وہی شخص پیچھے رہتا تھا جس کا نفاق معلوم ہوتا یا وہ مریض ہوتا اور ایسے بھی ہوتا کہ آدمی کو دو آدمیوں کے سہارے لایا جاتا اور اسے صف میں کھڑا کر دیا جاتا یا حتی کہ اسے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں لایا جاتا۔ ①

ربیع بن خثیم کا فالج کی وجہ سے ایک پہلو مفلوج ہو گیا تو وہ دو آدمیوں کے سہارے نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں آتے تھے، ان سے کہا گیا: ابو محمد! آپ کو تو گھر میں نماز پڑھنے کی رخصت ہے، کیونکہ آپ معذور ہیں۔ تو وہ کہتے: مسئلہ تو ایسے ہی جیسے تم کہتے ہو لیکن میں مؤذن کو حی علی الصلوۃ، حی علی الفلاح کہتے ہوئے سنتا ہوں، پس جو شخص سرین یا گھٹنوں کے بل بھی نماز پڑھنے آ سکے تو اسے آنا چاہیے۔

حاتم الاصم بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میری جماعت کی نماز فوت ہو گئی تو صرف ابو اسحاق بخاری اکیلے نے مجھ سے تعزیت کی اور اگر میرا کوئی بچہ فوت ہو جاتا تو دس ہزار سے زائد افراد مجھ سے تعزیت کرتے۔ کیونکہ دین کی مصیبت اور نقصان کی، لوگوں کے ہاں، دنیا کے نقصان کی نسبت کچھ اہمیت نہیں۔

بعض سلف کہا کرتے تھے: اگر کسی کی جماعت کی نماز فوت ہو جاتی ہے تو وہ اس کے کسی گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے فوت ہوتی ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ایک روز عمر رضی اللہ عنہ اپنے کھجوروں کے باغ کی طرف تشریف لے گئے، پس جب واپس آئے تو لوگ نماز عصر پڑھ چکے تھے، تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''انا للہ وانا الیہ راجعون''۔ میری نماز عصر کی جماعت فوت ہو گئی۔ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میرا یہ باغ مساکین پر صدقہ ہے، تاکہ عمر نے جو کیا ہے، یہ اس کا کفارہ بن سکے۔

---

① لیکن ترغیب وترہیب میں یہ روایت مسلم اور ابوداؤد کی طرف منسوب ہے۔ اور اسی طرح مصنف کتاب (امام ذہبی) نے اسے ''الصغری'' میں ذکر کیا ہے۔ یہاں صحیح بخاری کا حوالہ سبقت قلم یا پھر کسی کاتب کی غلطی سے ہوا ہے۔

فصل

نماز عشاء اور نماز فجر کی حاضری کا زیادہ خیال رکھنا چاہیے۔ کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"یہ دونوں نمازیں منافقوں پر بہت بھاری ہیں"۔ یعنی نماز عشاء اور نماز فجر، اگر انہیں ان کے اجر کے بارے میں پتہ چل جاتا تو وہ ان میں ضرور حاضر ہوتے خواہ نہیں سرین کے بل آنا پڑتا"۔ ①

ابن عمر بیان کرتے ہیں: جب ہم میں سے کوئی انسان نماز عشاء اور نماز فجر کی جماعت سے پیچھے رہ جاتا تو ہم اس کے متعلق برا گمان کر لیتے کہ وہ تو منافق ہو گیا۔ ②

حکایت: عبیداللہ بن عمر القواریری (امام بخاری، امام مسلم اور امام ابوداؤد رحمہم اللہ کے استاد) بیان کرتے ہیں: میری نماز عشاء کی جماعت کبھی بھی فوت نہیں ہوئی تھی۔ ایک رات میرے پاس ایک مہمان آ گیا، جسکی وجہ سے میں مشغول ہو گیا اور اس طرح میری نماز عشاء کی جماعت فوت ہو گئی، پس میں نماز با جماعت کی تلاش میں بصرہ کی مساجد میں گیا، لیکن میں نے تمام لوگوں کو دیکھا کہ وہ نماز پڑھ چکے ہیں اور مساجد بند کر دی گئی ہیں۔ پس میں اپنے گھر واپس آ گیا اور کہا: حدیث میں ہے کہ با جماعت نماز، اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ اسلئے میں نے نماز عشاء ستائیس مرتبہ پڑھی، پھر میں سو گیا، تو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں کچھ لوگوں کیساتھ ہوں، جو گھوڑوں پر سوار ہیں، اور میں بھی ایک گھوڑے پر سوار ہوں اور ہم ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کر رہے ہیں، میں اپنے گھوڑے کو تیز دوڑاتا ہوں لیکن میں ان سے مل نہیں سکتا، پس ان میں سے ایک آدمی نے میری طرف متوجہ ہو کر مجھے کہا:

"اپنے گھوڑے کو مت تھکاؤ، تم ہمارے ساتھ نہیں مل سکتے، میں نے کہا: کیوں؟ اس نے کہا: ہم نے نماز عشاء با جماعت ادا کی ہے جبکہ تم نے اکیلے پڑھی ہے۔ پس میں بیدار ہوا تو میں اس وجہ سے مغموم اور رنجیدہ تھا۔

پس ہم اللہ تعالیٰ سے مدد اور توفیق کی درخواست کرتے ہیں، کیونکہ وہ سخی داتا ہے۔

---

① بخاری و مسلم ② بزار' طبرانی' ابن خزیمہ

(۵) زکاۃ ادا نہ کرنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ.﴾ (ال عمران: ۳/ ۱۸۰)

''اور وہ لوگ' جو اس چیز کے خرچ کرنے میں بخل کرتے ہیں، جو اللہ نے اپنی عنایت سے انہیں دے رکھی ہے۔ یہ خیال نہ کریں کہ وہ ان کے لیے بہتر ہے۔ بلکہ وہ ان کے لیے بہت بری چیز ہے، جس میں وہ بخل کر رہے ہیں۔ یقیناً قیامت کے دن انہیں اسی کے طوق ڈالے جائیں گے۔''

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ○ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ﴾ (فصلت: ۴۱/ ۶-۷)

''مشرکین کے لیے ویل (خرابی، تباہی) ہے جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے''۔

اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کو مشرکین سے موسوم کیا ہے۔ نیز فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ○﴾ (التوبة: ۹/ ۳۴- ۳۵)

''اور وہ لوگ جو سونا چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں، اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجیے۔ جس روز ان ((خزانوں)) کو جہنم کی آگ میں رکھ کر گرم کیا جائے گا، پھر ان کی پیشانیاں، کروٹیں اور پشتیں ان سے داغ دی جائیں گی اور کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ جو کچھ تم نے اپنے لیے جمع کر رکھا تھا۔ پس جو کچھ جمع کیا کرتے تھے اس کا مزہ چکھو''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

”سونے چاندی کا مالک جو اس میں سے اس کا حق (زکوٰۃ) ادا نہیں کرتا تو جب قیامت کا دن ہوگا اس کے لیے آگ کی تختیاں، پلیٹیں بنائی جائیں گی، انہیں جہنم کی آگ سے تپایا جائے گا۔ پھر ان سے اس کی پیشانی، اس کے پہلو اور اس کی پشت کو داغ دیا جائے گا، جب وہ ٹھنڈی ہونے لگیں گی، تو انہیں دوبارہ گرم کیا جائے گا اور یہ عمل اس دن، جس کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہوگی، جاری رہے گا حتی کہ اللہ لوگوں کے مابین فیصلہ فرما دے گا، پھر وہ اپنی راہ دیکھے گا۔ جنت کی طرف یا پھر جہنم کی طرف“۔ ①

عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! تو اونٹوں کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا:

”اسی طرح اونٹوں کا مالک جو ان کا حق ادا نہیں کرتا تو جب قیامت کا دن ہوگا، تو اسے ایک صاف میدان میں منہ کے بل لٹایا جائے گا۔ اور اس کے اونٹ بہت زیادہ ہوں گے اور وہ کسی ایک بچے کو بھی کم نہیں پائے گا۔ وہ اپنے کھروں سے اسے روندیں گے اور اپنے مونہوں سے اسے نوچیں گے۔ جب ان میں سے پہلا گزر جائے گا تو اس کے آخر کو پھر لوٹا دیا جائے گا اور یہ عمل اس دن جاری رہے گا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی، حتی کہ اللہ لوگوں کے درمیان فیصلہ فرما دے گا، پھر وہ شخص اپنی راہ دیکھے گا، جنت کی طرف یا جہنم کی طرف“۔

عرض کیا گیا، اللہ کے رسول! گائے اور بکری کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا:

”اسی طرح گائے اور بکری کا مالک جو ان کی زکوۃ ادا نہیں کرتا تو جب قیامت کا دن ہوگا تو اس کو ہموار زمین پر منہ کے بل گرا دیا جائے گا۔ ان میں سے کوئی بھی ایسی نہیں ہوگی جس کے سینگ مڑے ہوئے ہوں یا اس کے سینگ نہ ہوں یا اس کے سینگ ٹوٹے ہوئے ہوں۔ وہ اسے اپنے سینگوں سے اسے ماریں گی اور اپنے کھروں سے اسے روندیں گی، جب ان میں سے پہلی گزر جائے گی تو اس پر آخری کو پھر سے لوٹایا جائے گا اور یہ عمل اس دن، جس کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہوگی، جاری رہے گا، حتی کہ اللہ لوگوں کے مابین فیصلہ فرما دے گا۔ پھر وہ اپنی راہ دیکھے گا جنت کی

---

① بخاری و مسلم

طرف یا جہنم کی طرف"۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"سب سے پہلے تین قسم کے لوگ جہنم میں داخل ہوں گے: مسلط بادشاہ، صاحب ثروت اور مال دار شخص جو مال میں سے اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں کرتا اور فخر و تکبر کرنے والا فقیر"۔ ①

---

① مسند احمد: (٤/ ٤٢٥‘ ٤٧٩)‘ ابن خزیمہ (٢٢٤٩)

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جس شخص کے پاس اس قدر مال ہو کہ وہ اس کے ذریعے حج بیت اللہ تعالیٰ کا فریضہ ادا کر سکتا ہو، لیکن وہ شخص حج نہ کرے یا اس کے پاس اس قدر مال ہو کہ اس پر زکاۃ واجب ہوتی ہو اور وہ اس کی زکاۃ ادا نہ کرے تو وہ موت کے وقت دوبارہ دنیا کی طرف جانے کی درخواست کرے گا۔ اس پر ایک آدمی نے ان سے کہا: ابن عباس! اللہ تعالیٰ سے ڈرو، دنیا میں دوبارہ جانے کی درخواست تو صرف کفار ہی کریں گے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس بارے میں تمہیں قرآن سناتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝﴾

(المنافقون: ٦٣/ ١٠)

"اور ہم نے جو کچھ تم کو دے رکھا ہے، اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی پر موت آئے اسے خرچ کرو، ورنہ وہ کہے گا: اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی سی موت تک ڈھیل کیوں نہ دی، تو میں خیرات کرتا اور نیک بندوں میں سے ہوتا' میں صالحین میں سے ہوتا"۔

یعنی میں زکاۃ ادا کرتا یا حج کرتا، آپ سے پوچھا گیا: زکاۃ کتنی مقدار میں واجب ہوتی ہے؟ فرمایا: جب مال دو سو درہم تک پہنچ جائے تو زکاۃ واجب ہو جاتی ہے۔ پوچھا گیا کہ حج کب واجب ہوتا ہے، تو فرمایا:

جب زادِ راہ اور سواری ہو۔ ①

---

① امام ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں اسے ترمذی کی طرف منسوب کیا ہے۔

مباح زیورات جب استعمال کے لیے بنائے جائیں تو ان پر زکوٰۃ نہیں، لیکن اگر وہ تجارت یا کرائے اور اجرت کے لیے تیار کیے جائیں تو ان پر زکوٰۃ واجب ہے اور سامان تجارت کی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص کو اللہ مال عطا کرے اور وہ اس کی زکاۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اس (مال) کو اس کے لیے گنجا سانپ بنا دیا جائے گا۔ اس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے۔ قیامت کے دن وہ اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔ وہ اس کے دو جبڑوں سے پکڑ کر کہے گا، میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں،'' پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ.﴾ (ال عمران: ۳/ ۱۸۰)

''اور وہ لوگ' جو اس چیز کے خرچ کرنے میں بخل کرتے ہیں، جو اللہ نے اپنی عنایت سے انہیں دے رکھی ہے، یہ خیال نہ کریں کہ وہ ان کے لیے بہتر ہے بلکہ وہ ان کے لیے بہت بری چیز ہے، جس مال میں وہ بخل کر رہے ہیں، یقیناً قیامت کے دن اسی کے طوق انہیں ڈالے جائیں گے''۔ ①

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے مانعین زکوٰۃ کے بارے میں 'فرمان:

﴿يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ.﴾ (التوبة: ۹/ ۳۵)

''جس دن ان (خزانوں) کو جہنم کی آگ میں رکھ کر گرم کیا جائے گا، پھر ان کی پیشانیاں، ان کے پہلو اور ان کی پشتیں ان سے داغ دی جائیں گی''۔

کی تفسیر میں فرمایا: ایسے نہیں ہوگا کہ دینار کو دینار پر اور درہم کو درہم پر رکھا جائے گا بلکہ اس کی جلد کو اس قدر وسیع کر دیا جائے گا کہ ہر دینار اور ہر درہم الگ الگ اس پر رکھا جائے گا۔

اگر یہ کہا جائے کہ داغ دینے کے لے پیشانی، پہلو اور پشت کو کیوں خاص کیا گیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب بخیل مالدار فقیر کو دیکھتا ہے تو اپنے چہرے پر تیوری چڑھا لیتا ہے،

---

① بخاری

پیشانی پر بل ڈال لیتا ہے اور اپنا پہلو بدل لیتا ہے اور جب وہ اس کے قریب آتا ہے تو یہ اپنا رخ دوسری طرف کر لیتا ہے۔ پس ان اعضا کو داغ دیا جائے گا، تاکہ جزا جنس عمل سے ہو۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پانچ کے بدلے پانچ'' صحابہ نے عرض کیا' پانچ کے بدلے پانچ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا:

> ''جب کوئی قوم عہد شکنی کرتی ہے تو اللہ ان کے دشمن کو ان پر مسلط کر دیتا ہے۔ جب وہ اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کرتے تو ان میں فقر عام ہو جاتا ہے۔
> جب ان میں بے حیائی عام ہو جاتی ہے تو پھر ان میں موت بھی عام ہو جاتی ہے۔
> جب وہ ناپ تول میں کمی کرتے ہیں تو پھر وہاں نباتات و اناج کا اگنا روک دیا جاتا ہے اور انہیں قحط میں مبتلا کر دیا جاتا ہے اور جب وہ زکاۃ ادا نہیں کرتے تو ان سے بارش کا قطرہ تک روک دیا جاتا ہے''۔ ①

نصیحت:

ان لوگوں سے کہہ دیں، جن کے غرور و فریب نے ان کو دنیا میں مشغول اور غافل رکھا، ان کا انجام ہلاکت ہے۔ انہوں نے جو کچھ جمع کیا، تو وہ ان کے کچھ کام نہ آیا۔ جب وہ آجائے گا جس سے انہیں ڈرایا جاتا تھا۔ اس دن اس (مال) کو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا تو اس سے ان کی پیشانیوں، ان کے پہلوؤں اور ان کی پشتوں کو داغ دیا جائے گا۔ تو وہ ان کے قلوب و عقول سے کیسے غائب ہو گئی ہے۔ جس دن اس کو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا اور اس سے ان کی پیشانیوں ان کے پہلوؤں اور ان کی پشتوں کو داغ دیا جائے گا۔ مال کو عقوبت خانے کی طرف لے جایا جائے گا اور اسے بھٹی میں ڈال دیا جائے گا تاکہ اسے گرم کیا جائے اور عذاب کو سخت کیا جائے۔ پس تختیوں اور پلیٹوں کو چوڑا کیا جائے گا تاکہ داغ دینے کا عمل پوری جلد پر ہو، پھر اسے لایا جائے گا جو ہدایت سے غائب رہا۔ پھر وہ ایک جگہ کی طرف دوڑے گا۔ لیکن وہ ان لوگوں کے ساتھ نہیں ہوگا جن کا نور دوڑ رہا ہوگا۔ پھر اس مال کو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا اور اس کے

---

① الطبرانی۔ اس کی سند حسن کے قریب ہے۔ اور اس کے شواہد بھی ہیں۔

ساتھ ان کی پیشانیوں، ان کے پہلوؤں اور ان کی پشتوں کو داغ دیا جائے گا۔ ان (مال داروں) کی کیفیت یہ تھی کہ جب فقیر ان سے ملتا تو وہ اذیت اٹھاتا۔ جب وہ ان سے کوئی چیز طلب کرتا تو چنگاریوں کی طرح ان سے غضب کے شعلے بلند ہوتے۔ اگر وہ اس پر کوئی مہربانی اور عنایت کرتے تو وہ کہتے: اس نے تمہیں تنگ کیا اور اس کا سوال اس لیے ہے، اگر تیرا رب چاہتا تو وہ محتاج کو غنی و بے نیاز بنا دیتا اور اس کو مفلس بنا دیتا۔ ہائے تعجب اور افسوس ہے کہ جب ان کی قبریں ان کو ملا دیں گی تو انہیں کس قدر غم سے دو چار ہونا پڑے گا۔ جس دن اس کو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا تو ان کی پیشانیوں' ان کے پہلوؤں اور ان کی پشتوں کو داغ دیا جائے گا اور وارث ان سے کسی تکلیف کے بغیر ہی لے لے گا۔ اور اس (مال) کو جمع کرنے والے سے پوچھا جائے گا کہ کہاں سے کمایا اور کیا کمایا۔ البتہ تر و تازہ کھجور تو وارث کو مل جائیں گی اور کانٹے اس (مال جمع کرنے والے) کے حصے میں آ جائیں گے۔ تو پھر اس مالک کو جمع کرنے والوں کی حرص کہاں گئی؟ ان کی عقلیں کہاں ہیں جس روز اس (مال) کو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا، اور پھر ان کی پیشانیوں، ان کے پہلوؤں اور ان کی پشتوں کو داغ دیا جائے گا۔ اگر تم ان (مال جمع کرنے والوں) کو جہنم کے طبقات میں دیکھ لیتا، جب انہیں درہم و دینار کے انگاروں پر الٹ پلٹ کیا جائے گا۔ اور خوشحالی ہونے کے باوجود بخیلی کرنے کی وجہ سے دائیں کو بائیں کے ساتھ باندھ دیا جائے گا، کاش کہ تم انہیں جہنم میں دیکھ لیتے، جب انہیں کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا اور ان کے صابر لوگ بھی مشقت و تکلیف کی وجہ سے چیخ و پکار کریں گے اور جس دن اس مال کو جہنم کی آگ سے گرم کیا جائے گا اور پھر اس سے ان کے چہروں، ان کے پہلوؤں اور ان کی پشتوں کو داغ دیا جائے گا۔ ان کو دنیا میں کس قدر وعظ و نصیحت کی جاتی تھی، لیکن اس وقت ان میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں تھا جو سنتا، اور انہیں اللہ کے عذاب و عقاب سے کس قدر ڈرایا گیا، لیکن ان میں کوئی بھی ایسا نہیں تھا جو ڈرتا، ان کو زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے کس قدر متنبہ اور آگاہ کیا گیا، لیکن (اس کے باوجود) ان میں سے کوئی بھی ایسا شخص نہیں جو زکوٰۃ ادا کر سکے۔ پس گویا کہ ان کے مال گنجے سانپ کی شکل اختیار کر لیں گے۔ پس یہ موسیٰ کا عصا (لاٹھی) ہے نہ ان کا طور، جس دن اس (مال) کو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا اور پھر اس کے ساتھ ان کے چہروں، ان کے

پہلوؤں اور ان کی پشتوں کو داغ دیا جائے گا"۔

حکایت:

محمد بن یوسف فریابی سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں، میں اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ ابوسنان کی زیارت کرنے کے لیے گیا، پس جب ہم اس کے پاس گئے اور وہاں بیٹھ گئے تو انہوں نے کہا: اٹھو، ہمارے ساتھ ہمارے ایک پڑوسی کی ملاقات کے لیے چلو، اس کا بھائی فوت ہو گیا ہے تاکہ ہم اس سے تعزیت کر آئیں۔ پس ہم ان کے ساتھ اٹھے اور اس آدمی کے پاس چلے گئے۔ ہم نے اسے اپنے بھائی کی وفات پر بہت زیادہ روتے ہوئے اور جزع کرتے ہوئے پایا۔ پس ہم اس سے اظہار ہمدردی و تعزیت کرنے اور اسے تسلی دینے کے لیے بیٹھ گئے، لیکن اس نے کوئی تسلی قبول کی نہ تعزیت تو ہم نے کہا۔

کیا تمہیں معلوم نہیں کہ موت ایسی سبیل ہے جس سے بچنا ناممکن ہے۔ اس نے کہا: کیوں نہیں ٹھیک ہے۔ بلکہ میں تو اس عذاب پر روتا ہوں جس سے صبح و شام میرا بھائی دوچار ہے۔ ہم نے اسے کہا: کیا اللہ نے تمہیں غیب پر مطلع کر دیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں، لیکن بات کچھ اس طرح ہے کہ جب میں نے اسے دفن کر دیا اور اس پر مٹی برابر کر دی اور لوگ واپس آ گئے تو میں اس کی قبر کے پاس بیٹھ گیا۔ تو اتنے میں قبر سے آواز آنے لگی: ہائے! تم نے عذاب کی سختیوں کے لیے مجھے اکیلے ہی چھوڑ دیا ہے۔ میں تو نماز پڑھا کرتا تھا، روزے رکھا کرتا تھا، وہ کہنے لگا: اس کی باتوں نے مجھے رلا دیا۔ پس میں نے اس کا حال جاننے کے لیے اس سے مٹی ہٹائی تو دیکھا کہ قبر میں آگ بھڑک رہی ہے اور اس کی گردن میں آگ کا طوق ہے۔ پس شفقت اخوت نے مجھے برانگیختہ کیا اور میں نے اس کی گردن سے طوق اتارنے کے لیے اپنا ہاتھ دراز کیا تو میری انگلیاں اور ہاتھ جل گیا پھر اس نے اپنا ہاتھ نکال کر ہمیں دکھایا' تو وہ جل کر سیاہ ہو چکا تھا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دوبارہ اس پر مٹی ڈال دی اور واپس چلا آیا۔ (اب بتاؤ) میں اس کے حال پر کیسے نہ روؤں اور اس پر غم نہ کروں؟ ہم نے پوچھا: تمہارا بھائی دنیا میں کیا عمل کیا کرتا تھا؟

اس نے بتایا: وہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کیا کرتا تھا۔ راوی بیان کرتے ہیں: ہم نے کہا:

یہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تصدیق ہے:

﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَابَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ.﴾ (ال عمران: ۳/ ۱۸۰)

''اور وہ لوگ' جو اس چیز کے خرچ کرنے میں بخل کرتے ہیں، جو اللہ نے اپنی عنایت سے انہیں دے رکھا ہے، یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ ان کے لیے بہتر ہے، بلکہ وہ ان کے لیے بہت بری چیز ہے، جس مال میں وہ بخل کر رہے ہیں۔ یقیناً قیامت کے دن اسی کے طوق انہیں ڈالے جائیں گے''۔

اور تیرے بھائی کو روز قیامت تک اس کی قبر ہی میں جلد عذاب میں مبتلا کر دیا گیا ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں: پھر ہم وہاں سے نکل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ابوذر رضی اللہ عنہ ① کے پاس آئے اور ہم نے ان سے اس آدمی کا قصہ بیان کیا اور ہم نے انہیں کہا: یہودی اور نصرانی بھی تو فوت ہوتے ہیں، لیکن ہم ان میں ایسی چیزیں اور واقعات نہیں دیکھتے! انہوں نے فرمایا: ان کے بارے میں تو کوئی شک ہی نہیں کہ وہ جہنمی ہیں۔ لیکن اللہ ایسے واقعات اہل ایمان میں سے تمہیں دکھاتا ہے، تاکہ تم عبرت حاصل کرو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ج وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا﴾ (الانعام: ٦/ ١٠٤)

''پس جو شخص (روشن دلائل) دیکھ لے گا، اس کا اپنا فائدہ ہے اور جو شخص اندھا رہے گا، اس کا اپنا نقصان ہے''۔

﴿وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِo﴾ (حم السجدة: ٤١/ ٤٦)

''اور تیرا رب بندہ پر ظلم نہیں کرتا''۔

پس ہم اللہ سے درگزر اور عافیت کا سوال کرتے ہیں، کیونکہ وہ سخی داتا فیاض ہے۔

☆☆☆

(٦) بلا عذر رمضان کا روزہ نہ رکھنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ﴾ (البقرة: ٢/ ١٨٣- ١٨٤)

''اے ایمان والو! تم پر روزے اسی طرح فرض کیے گئے ہیں جس طرح کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، تاکہ تم متقی بن جاؤ (روزے) گنتی کے چند روز ہیں، پھر تم میں سے جو بیمار ہو یا سفر میں ہو، تو وہ اس گنتی کو بعد میں پورا کر دے''۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا''۔ ①

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص رمضان کا ایک روزہ بلا عذر چھوڑ دے تو پھر وہ اگر زندگی بھر بھی روزے رکھتا رہے تو وہ اس کی قضا نہیں دے سکتا''۔ ②

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسلام کے کنڈے اور دین کی بنیادیں تین چیزوں پر ہیں، گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، نماز اور روزہ، پس جس شخص نے ان میں سے کسی ایک کو چھوڑ دیا تو وہ کافر ہے۔

نعوذ بالله من ذلك۔

---

① بخاری (٨) و مسلم (١٦)

② ترمذی، نسائی، ابن ماجه

(۷) قدرت ہونے کے باوجود حج نہ کرنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا.﴾ (ال عمران: ۳/ ۹۷)

''اللہ کی طرف سے لوگوں پر فرض ہے کہ جو اس تک پہنچنے کی طاقت رکھے وہ خانہ کعبہ کا حج کرے''۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص زادراہ اور سواری رکھتا ہو جو اسے بیت اللہ الحرام کا حج کرنے تک پہنچا دے اور وہ پھر بھی حج نہ کرے تو پھر اس پر اس بات کا کوئی حرج نہیں کہ وہ یہودی فوت ہو یا عیسائی''۔ ①

اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا.﴾ (ال عمران: ۳/ ۹۷)

''اللہ کی طرف سے لوگوں پر فرض ہے کہ جو اس تک پہنچنے کی طاقت رکھے وہ خانہ کعبہ کا حج کرے''۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''میں نے ارادہ کیا کہ میں ان شہروں کی طرف آدمی بھیجوں تاکہ وہ اس چیز کا جائزہ لیں کہ جو لوگ طاقت ہونے کے باوجود حج نہیں کرتے، تو وہ ایسے لوگوں پر جزیہ لگا دیں، کیونکہ وہ مسلمان نہیں ہیں۔'' ②

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

---

① ترمذی اور بیہقی نے اعور کی سند سے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور بیہقی میں ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت اس کا شاہد ہے۔

② سعید بن منصور نے حسن بصری سے اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔

''جو شخص نہ حج کرتا ہے نہ اپنے مال کی زکاۃ ادا کرتا ہے تو وہ موت کے وقت دوبارہ دنیا کی زندگی کا سوال کرتا ہے، ان سے کہا گیا: اس طرح کا سوال تو کافر کرتے ہیں' انہوں نے کہا: یہ چیز اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے:

﴿وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰـكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِیْٓ اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ٥﴾

(المنافقون: ٦٣/ ١٠)

''اور ہم نے جو کچھ تم کو دے رکھا ہے، اس میں سے، اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کو موت آئے (ہماری راہ میں) خرچ کرو، ورنہ وہ کہے گا۔ اے میرے رب! تو نے مجھے تھوڑی مدت تک ڈھیل کیوں نہ دی، تو میں خیرات کرتا اور نیک بندوں میں سے ہوتا''۔

"فاصدق" یعنی میں زکاۃ ادا کرتا۔ اور ''اکن من الصالحین'' یعنی میں حج کرتا۔

﴿وَلَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا وَاللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ٥﴾

(المنافقون: ٦٢/ ١١)

''اور جب کسی کی موت آجائے تو اللہ اسے قطعاً کوئی ڈھیل نہیں دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اس سے پوری طرح واقف ہے''۔

ان سے پوچھا گیا، زکاۃ کتنے (مال) پر واجب ہوتی ہے؟ انہوں نے فرمایا: دوسو درہم اور اس کی قیمت کے سونے پر، پھر پوچھا گیا: حج کن حالات میں واجب ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا: زادِ راہ اور سواری پاس ہونے کی صورت میں حج واجب ہوجاتا ہے۔

سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے فرمایا:

میرا ایک مال دار اور خوشحال پڑوسی فوت ہوگیا: اس نے حج نہیں کیا تھا۔ پس میں نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی۔

☆☆☆

(۸) والدین کی نافرمانی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا.﴾ (الاسراء: ۲۳/۱۷)

''اور تمہارے رب نے فیصلہ کر دیا ہے، کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ''۔

﴿اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا.﴾ (الاسراء: ۱۷/ ۲۳)

''اگر تمہاری موجودگی میں ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچیں تو تم ان کو اُف تک نہ کہو اور نہ ہی ان کو جھڑکو''۔

یعنی جب وہ دونوں بوڑھے اور عمر رسیدہ ہو جائیں تو ان سے بات کرتے وقت اکتاہٹ اور تنگی کا سا انداز اختیار نہ کرو اور جس طرح ان دونوں نے تیری خدمت کو اپنے ذمہ لیا تھا، اسی طرح مناسب یہی ہے کہ تم ان دونوں کی خدمت کو اپنے ذمے لے لو۔ حالانکہ فضیلت تو پیش قدمی اور سبقت کرنے والوں کو حاصل ہوتی ہے۔ یہ برابری کیسے ہو سکتی ہے، جب کہ وہ تو تمہاری زندگی کی امید پر تمہاری تکلیفیں برداشت کرتے رہے اور تمہاری حالت یہ ہے کہ اگر تم نے ان دونوں کی تکلیف برداشت بھی کی تو تم ان دونوں کی موت کی امید کرتے ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا○ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا.﴾ (بنی اسرائیل/ ۱۷ : ۲۳- ۲۴)

''اور ان سے نرمی سے بات کرو، شفقت و عاجزی کا پہلو ان کے آگے جھکاؤ اور ان کے حق میں دعا کرو۔ اے رب! جس طرح ان دونوں نے بچپن میں مجھے پالا ہے، اسی طرح تو بھی ان پر رحم فرما''۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ.﴾ (لقمان: ٤١ / ١٤)

”یہ کہ تم میری اور اپنے والدین کی شکر گزاری کرو، میری ہی طرف تم کو لوٹ کر آنا ہے“۔

اللہ تم پر رحم فرمائے، ذرا دیکھو کہ اللہ نے ان دونوں کی شکر گزاری کو کس طرح اپنی شکر گزاری کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تین آیات، تین چیزوں کے ساتھ ملی ہوئی نازل ہوئی ہیں۔ ان سے ایک دوسری کے بغیر قبول نہیں کی جاتی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ.﴾

”اللہ اور رسول کی اطاعت کرو“۔

پس جس شخص نے اللہ کی اطاعت کی لیکن رسول کی اطاعت نہ کی تو وہ بھی اس سے قبول نہیں کی جائے گی۔

ب۔ ﴿واقيموا الصلوة و آتوا الزكاة﴾..... ”نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو“۔

پس جو شخص نماز پڑھے اور زکوٰۃ ادا نہ کرے تو اس کی نماز بھی قبول نہیں۔

ج۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ﴾ ”یہ کہ میری اور اپنے والدین کی شکر گزاری کرو“ پس جو شخص اللہ کا شکر ادا کرے، لیکن اپنے والدین کا شکر ادا نہ کرے، تو اس سے اللہ کی شکر گزاری بھی قبول نہیں کی جائے گی۔

اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اللہ کی رضا مندی، والدین کی رضا مندی میں ہے اور اللہ کی ناراضی والدین کی ناراضی میں ہے“۔ ①

---

① امام ترمذی نے اسے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کیا ہے اور اس کے موقوف ہونے کو ترجیح دی ہے اور امام حاکم نے فرمایا یہ صحیح مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

ابن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک آدمی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے' آپ کی معیت میں جہاد پر جانے کی اجازت طلب کرنے کے لیے حاضر ہوا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کیا تمہارے والدین زندہ ہیں''؟

اس نے عرض کیا، جی ہاں' آپ نے فرمایا:

''پس ان دونوں کی خدمت میں جہاد کرو''۔ ①

ذرا دیکھیں کہ والدین سے حسن سلوک اور ان کی خدمت کو کس طرح جہاد پر فضیلت دی گئی ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں کے متعلق نہ بتاؤں؟''...... ''اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا''۔ ②

آپ ذرا غور فرمائیں کہ ان دونوں کے ساتھ برے سلوک اور ان سے نیکی اور احسان نہ کرنے کا کس طرح شریک ٹھہرانے کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''والدین کا نافرمان، احسان جتلانے والا اور عادی شراب نوش جنت میں نہیں جائیں گے''۔ ③

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے:

اگر اللہ کے علم میں (اللہ کا علم یقیناً کامل و مکمل ہے) اُف سے بھی ادنی کوئی لفظ ہوتا تو وہ اس سے بھی منع فرما دیتا۔ پس والدین کا نافرمان جو چاہے عمل کرتا رہے، وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا اور والدین سے حسن سلوک کرنے والا جو چاہے عمل کرتا رہے وہ جہنم میں نہیں جائے گا''۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ نے اپنے والدین کی نافرمانی کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔'' ④

---

① بخاری (٣٠٠٤) مسلم (٣٥٤٩) ② بخاری (٦٩٢٠)

③ احمد (١٣٤/٢) ④ مستدرك حاكم (١٥٣/٤)

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ اس شخص پر لعنت فرمائے جو اپنے والد کو گالی دیتا ہے اور اللہ اس شخص پر لعنت فرمائے جو اپنی والدہ کو گالی دیتا ہے۔"①

ا۔ دیلمی نے احرم بن حوشب کی حدیث سے بسندہ الی حسین بن علی، روایت کیا ہے۔ جبکہ احرم کذاب ہے۔ السیوطی نے اسے زیل اللآلی میں ذکر کیا ہے۔ "اللہ تمام گناہوں میں سے جو چاہتا ہے روز قیامت تک موخر رکھتا ہے بجز والدین کی نافرمانی کے کیونکہ وہ ایسے شخص کو جلد ہی دنیا میں سزا دیتا ہے۔"① کعب احبار نے فرمایا: یقیناً اللہ بندے کو جلد ہلاک کر دیتا ہے جب وہ اپنے والدین کا نافرمان ہو، تاکہ وہ اسے جلد عذاب سے دوچار کر دے اور اللہ بندے کی عمر دراز فرماتا ہے، جب وہ اپنے والدین سے حسن سلوک کرتا ہو، تاکہ وہ اس کو نیکی اور خیر و بھلائی میں مزید بڑھا دے اور ان سے حسن سلوک کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ جب انہیں ضرورت ہو تو ان پر خرچ کیا جائے۔

ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میرے والد چاہتے ہیں کہ وہ میرے مال کو اپنی کسی ضرورت پوری کرنے میں صرف کریں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم اور تمہارا مال تمہارے باپ کا ہے"۔

کعب احبار سے والدین کی نافرمانی کے متعلق پوچھا گیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے فرمایا: جب اس کا والد یا اس کی والدہ اس پر قسم کھالے تو وہ ان کی قسم کو پورا نہ کرے۔ جب وہ اس سے کوئی چیز مانگیں تو وہ انہیں نہ دے اور جب وہ اس کے پاس کوئی امانت رکھیں تو وہ ان سے خیانت کرے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اصحاب اعراف کے متعلق پوچھا گیا کہ وہ کون ہیں اور اعراف کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: جہاں تک اعراف کا تعلق ہے تو وہ جنت اور جہنم کے درمیان ایک پہاڑ ہے۔ اس کا نام اعراف اس لئے ہے کہ وہ جنت اور جہنم سے بلند ہے۔ اس پر درخت، پھل، نہریں اور چشمے ہیں اور رہے وہ آدمی جو اس پر ہوں گے، یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنے

---

① ابن حبان ② مستدرک حاکم

والدین کی رضامندی کے بغیر جہاد کے لیے گئے اور وہ جہاد میں شہید کر دیے گئے۔ اللہ کی راہ میں شہید ہونے کے عمل نے انہیں جہنم میں جانے سے روک رکھا اور والدین کی نافرمانی نے انہیں جنت میں جانے سے روک رکھا۔ پس جب تک اللہ ان کے بارے میں فیصلہ نہیں فرمائے گا وہ اعراف پر ہی رہیں گے۔ ①

ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول! لوگوں میں سے، میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تیری والدہ''۔ اس نے عرض کیا: پھر کون؟ آپ نے فرمایا: ''تیری والدہ''۔ اس نے عرض کیا: پھر کون؟ آپ نے فرمایا: ''تیری والدہ'' اس نے پھر عرض کیا، پھر کون؟ آپ نے فرمایا: ''تیرا والد'' پھر اس سے قریب تر اور پھر اس سے قریب تر''۔ ②

پس آپ نے والدہ سے حسن سلوک کے بارے میں تین مرتبہ اور والد سے حسن سلوک کے بارے میں ایک مرتبہ ترغیب فرمائی اور یہ محض اس لیے ہے کہ اس نے تکلیف و مشقت زیادہ برداشت کرنے کے ساتھ شفقت بھی زیادہ کی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ وہ حمل، دردزہ، ولادت، رضاعت اور راتوں کو جاگنے کی تکالیف برداشت کرتی ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس نے اپنی والدہ کو اپنے کندھوں پر اٹھایا ہوا ہے اور اسے کعبہ کا طواف کرا رہا ہے۔ اس نے کہا: ابن عمر! تمہارا کیا خیال ہے کہ میں نے اسے بدلہ دے دیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں، اس نے دردزہ کی جو تکلیفیں برداشت کی ہیں، ابھی تو اس ایک درد کا بدلہ نہیں ہوا، لیکن تم نے بہت اچھا کیا اور اللہ تعالیٰ تمہیں تھوڑے عمل پر بہت زیادہ اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''چار آدمیوں کا اللہ پر حق ہے کہ وہ انہیں جنت میں داخل کرے نہ انہیں اس کی نعمتیں چکھائے: عادی شراب نوش، سود خور، ناحق طور پر یتیم کا مال کھانے والا اور اپنے والدین کا نافرمان، الا یہ کہ وہ توبہ کر لیں۔ ③

---

① سعید بن منصور نے اپنی سنن میں اسے روایت کیا ہے۔ ② بخاری ③ مستدرك حاكم

ایک آدمی ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو اس نے کہا: ابودرداء! میں نے ایک عورت سے شادی کی ہے، جبکہ میری والدہ مجھے اسے طلاق دینے کا حکم دیتی ہے۔ ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

"والد، ابواب جنت کا درمیانہ دروازہ ہے، اگر تم چاہو تو اس دروازے کو ضائع کر دو یا اس کو محفوظ کر لو"۔ ①

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تین دعائیں ایسی ہیں، جن کے قبول ہونے میں کوئی شک نہیں، مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا اور والد کی اپنے بچے کے لیے بددعا"۔ ②

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"خالہ، ماں کے مقام و منزلت پر ہے، یعنی حسن سلوک، اکرام صلہ رحمی اور احسان کرنے کے لحاظ سے"۔ ③

وہب بن منبہ بیان کرتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی: موسیٰ! اپنے والدین کی عزت وتوقیر کر، کیونکہ جو شخص اپنے والدین کی عزت وتوقیر کرتا ہے تو میں اس کی عمر دراز کر دیتا ہوں اور اسے ایسا بچہ عطا کرتا ہوں جو اس کی عزت وتوقیر کرتا ہے اور جو شخص اپنے والدین کی نافرمانی کرتا ہے، تو میں اس کی عمر کم کر دیتا ہوں اور اسے ایسا بچہ عطا کرتا ہوں جو اس کی نافرمانی کرتا ہے۔

ابوبکر بن ابی مریم بیان کرتے ہیں: میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ جو شخص اپنے والد کو مارتا ہے اسے قتل کیا جائے گا۔ اور وہب نے فرمایا: میں نے تورات میں پڑھا ہے: جو شخص والد کو مارے تو اسے رجم کیا جائے گا۔

عمرو بن مرہ جہنی بیان کرتے ہیں، ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا اللہ کے رسول! مجھے بتائیں کہ جب میں پانچوں نمازیں پڑھوں،

---

① ابن ماجه' ترمذی ② منذری نے اسے ترمذی کی طرف منسوب کیا ہے۔

③ ترمذی (١٩٠٤)

رمضان کے روزے رکھوں، زکوٰۃ ادا کروں اور بیت اللہ کا حج کروں تو مجھے کیا ملے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص یہ اعمال بجالائے تو وہ انبیاء علیہم السلام، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوگا بشرطیکہ وہ اپنے والدین کا نافرمان نہ ہو''۔ ①

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ نے والدین کے نافرمان پر لعنت فرمائی ہے۔'' ②

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں نے اس رات کچھ لوگوں کو آگ کے تنوں کے ساتھ لٹکے ہوئے جہنم میں دیکھا تو میں نے کہا: ''جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟'' انہوں نے کہا: جو دنیا میں اپنے والدین کو گالی دیا کرتے تھے۔

مروی ہے کہ جو شخص اپنے والدین کو گالی دیتا ہے، تو آسمان سے، زمین پر اترنے والی بارش کے ہر قطرے کے عوض، اس کی قبر میں آگ کا ایک انگارا اترتا ہے۔ روایت کیا جاتا ہے کہ جب اپنے والدین کے کسی نافرمان شخص کو دفن کیا جاتا ہے، تو اس کی قبر اسے خوب دباتی ہے' تو اس میں اس کی پسلیاں ایک دوسری میں داخل ہو جاتی ہیں، اور روز قیامت تین قسم کے لوگوں کو رب سے سخت عذاب دیا جائے گا۔ مشرک، زانی اور اپنے والدین کا نافرمان شخص۔

بشر نے کہا: جو شخص اپنی والدہ کے اس قدر قریب رہتا ہے، جہاں سے اس کی بات سن سکے، تو یہ اس شخص سے افضل و بہتر ہے جو اپنی تلوار سے اللہ کی راہ میں قتال کرتا ہے۔ اور اس (والدہ) کی طرف دیکھ لینا ہر چیز سے افضل ہے۔

ایک آدمی اور ایک عورت اپنے ایک بچے کے بارے میں جھگڑتے ہوئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آدمی نے کہا: اللہ کے رسول! میرا بچہ (نطفے کی صورت میں) میری پشت سے نکلا ہے، عورت نے کہا، اللہ کے رسول! اس نے خفیف انداز میں اس کو

---

① مسند احمد' طبرانی

② امام ذہبی نے اسے ''الصغریٰ'' میں روایت کیا ہے۔

اٹھایا اور شہوت سے اسے رکھا (ٹپکایا) جب کہ میں نے تکلیف سے اسے اٹھایا، تکلیف سے اسے جنم دیا اور دو سال مکمل اسے دودھ پلایا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا فیصلہ اس (بچے) کی ماں کے حق میں کیا۔ ①

نصیحت:

پختہ اور تاکیدی حقوق کو ضائع کرنے والے! والدین سے حسن سلوک کے عوض ان کی نافرمانی کرنے والے! اپنے واجبات کے بھول جانے والے! اپنے انجام سے غافل ہونے والے! والدین سے حسن سلوک سے پیش آنا تم پر ایک قرض ہے۔ جبکہ تو اس کی طرف برے انداز میں پیش قدمی کرتا ہے۔ تم اپنے زعم میں جنت کے طلب گار ہو، حالانکہ وہ تمہاری ماں کے قدموں تلے ہے۔ اس نے تمہیں نو ماہ اپنے پیٹ میں اٹھا رکھا گویا کہ وہ نو سال تھے، اور پیدائش کے وقت خون دل پگھلا دینے والی تکلیفیں برداشت کیں۔ اس نے اپنے پستانوں سے تجھے دودھ پلایا، تیری خاطر اپنی رات کی نیندیں حرام کیں۔ اپنے دائیں ہاتھ سے تیری غلاظت صاف کی اور غذا کے معاملے میں اپنی نسبت تمہیں ترجیح دی۔ اس کی گود تیرے لیے گہوارہ بنی رہی۔ تجھے احسان اور اعانت فراہم کی۔ اگر تجھے کوئی بیماری یا تکلیف پہنچتی تو وہ انتہائی غم اور پریشانی کا شکار ہو جاتی اور اس کا حزن وغم اور سسکیاں دراز ہو جاتیں اور وہ اپنا مال طبیب کے لیے حاضر کر دیتی۔ اگر اسے تیری زندگی اور اپنی موت میں سے کسی ایک انتخاب کا اختیار دیا گیا تو اس نے با آواز بلند تیری زندگی طلب کی۔ اس کے باوجود تو نے کتنی بار اس سے بداخلاقی کی، لیکن اس نے ہمیشہ تیرے لیے کامیابی وکامرانی کی پوشیدہ (آہستہ) اور علانیہ دعائیں کیں، لیکن جب بڑھاپے میں وہ تیری محتاج ہوئی تو تو نے اسے اپنے لیے تمام چیزوں سے معمولی سمجھا۔ تو خود تو سیر ہو کر کھاتا اور وہ بھوکی رہتی۔ تو خوب سیراب ہوتا اور وہ کسی چیز کا مطالبہ کیے بغیر مطمئن رہتی۔ تو نے احسان کرنے میں اپنے اہل وعیال کو اس پر ترجیح دی۔ تو نے اس کے احسانات کو فراموش کر دیا۔ اس کا معاملہ تیرے ہاں مشکل ہو گیا حالانکہ وہ آسان ہے۔ اس کی عمر مجھ پر دراز

---

① احمد، ابو داؤد

ہوگئی حالانکہ وہ مختصر ہے۔ تو نے اس کا اور اس کے حقوق کا خیال نہ رکھا حالانکہ تیرے سوا اس کا کوئی مددگار نہیں۔ جبکہ تیرے مالک نے تجھے اُف کہنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ اور اس کے حقوق کا خیال نہ رکھنے پر اس نے تمہیں ہلکی سی سزا دی ہے۔ دنیا میں تمہیں اس طرح سزا دی جائے گی کہ تیری اولاد تیری نافرمانی کرے گی اور آخرت میں تجھے رب العالمین کا قرب نصیب نہیں ہوگا اور ڈانٹ کے انداز میں اسے آواز دی جائے گی۔

﴿ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدَاكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ﴾ (الحج /۲۲: ۱۰)

”یہ ان اعمال کی سزا ہے جو تو نے آگے بھیجے تھے، اللہ اپنے بندوں پر ہرگز ظلم نہیں کرتا“۔

لأمك حق لو علمت كثير   كثيرك يا هذا لديه يسير
فكم ليلة باتت بثقلك تشتكى   لها من جواها أنة و زفير
وفى الوضع لو تدرى عليها مشقة   فمن غصص منها الفؤاد يطير
وكم غسلت عنك الأذى بيمينها   وما حجرها إلا لديك سرير
وتفديك مما تشتكيه بنفسها   ومن ثديها شرب لديك نمير
وكم مرة جاعت و أعطتك قوتها   حنانًا ز اشفاقًا و أنت صغير
فآهًا لذى عقل و يتبع الهوى   وآهًا لأعمى القلب وهو بصير
فدونك فارغب فى عميم دعائها   فأنت لما تدعو إليه فقير

”اگر تو جانے تو تیری ماں کا بہت حق ہے۔ اے فلاں تیرا بہت بھی اس کے ہاں معمولی ہے۔“

”تیرے ثقل کی وجہ سے اس نے کتنی راتیں تکلیف میں گزاریں۔ اس تکلیف کی وجہ سے وہ کراہتی اور لمبے لمبے سانس لیتی رہی۔

”اگر تو جان لے کہ پیدائش کے وقت اس پر کیا گزری، اس کی بعض تکلیف سے دل اڑنے لگتا ہے“۔

”وہ تیری تکلیف پر اپنی جان قربان کرنے تک جاتی اور اس کے پستانوں سے تیرے

لیے خالص شراب حاضر تھی"۔

"اور کتنی مرتبہ اس نے خود بھوکا رہ کر تجھے خوراک دی اور تجھ پر شفقت و مہربانی کی جبکہ تو چھوٹا تھا"۔

اس عقل مند پر افسوس ہے جو خواہشات کی اتباع کرتا ہے۔ اس آنکھوں والے پر افسوس ہے جو دل کا اندھا ہے۔

"تم اس کی عمومی دعاؤں میں رغبت رکھو۔ پس تم بھی دعا کرو۔ تم تو اس کی طرف محتاج ہے"۔

حکایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں علقمہ نامی ایک نوجوان تھا، وہ نماز روزے اور صدقے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی بہت اطاعت کرتا تھا۔ پس وہ بیمار ہوگیا اور اس کا مرض شدت اختیار کر گیا، تو اس کی عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیغام بھیجا کہ میرا خاوند علقمہ نزع کے عالم میں ہے۔ اس لیے اللہ کے رسول! میں نے اس کے متعلق آپ کو بتانے کا ارادہ کیا۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار، صہیب اور بلال رضی اللہ عنہم کو بھیجا اور فرمایا: "اس کے پاس جاؤ اور اسے کلمہ شہادت پڑھنے کی تلقین کرو۔ پس وہ اس کی طرف چل دیے، اس کے پاس پہنچے تو اس کو نزع کے عالم میں پایا تو وہ اس کو "لا الہ الا اللہ" کی تلقین کرنے لگے، لیکن اس کی زبان سے یہ الفاظ ادا نہیں ہو رہے تھے۔ پس انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتانے کے لیے کہ اس کی زبان سے لا الہ الا اللہ کے الفاظ جاری نہیں ہو رہے، آدمی بھیجا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا اس کے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟" عرض کیا گیا اللہ کے رسول! بوڑھی والدہ ہے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف پیغام بھیجا اور قاصد سے فرمایا: "اسے کہنا کہ اگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جانے کی قدرت رکھتی ہے تو ٹھیک ورنہ وہ گھر میں رہے حتی کہ وہ خود آپ کے پاس تشریف لے آتے ہیں"۔ روای بیان کرتے ہیں: قاصد اس کے پاس آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اسے بتایا تو اس نے کہا: میری جان ان پر قربان ہو۔ ان کی خدمت میں جانا میرا زیادہ حق ہے۔ پس وہ لاٹھی کے سہارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی سلام کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا

اور اسے فرمایا: ''ام علقمہ! مجھ سے سچی بات کرنا! اگر تم نے جھوٹ بولا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے وحی آجائے گی۔ تیرے بیٹے علقمہ کا کیا حال تھا؟ اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! بہت زیادہ نمازیں پڑھنے والا، بہت زیادہ روزے رکھنے والا اور بہت زیادہ صدقہ کرنے والا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارا کیا حال ہے؟'' اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں اس سے ناراض ہوں'' آپ نے پوچھا: کیوں؟ اس نے عرض کیا اللہ کے رسول! وہ اپنی بیوی کو ترجیح دیتا تھا اور میری نافرمانی کیا کرتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر علقمہ کی ماں ناراض ہے تو پھر علقمہ کی زبان سے کلمہ شہادت جاری نہیں ہوسکتا''۔ پھر فرمایا: ''بلال! جاؤ اور بہت سی لکڑیاں لے کر آؤ''۔ اس (ماں) نے کہا: اللہ کے رسول! آپ کیا کریں گے؟ آپ نے فرمایا: ''میں اسے تمہارے سامنے آگ سے جلاؤں گا۔'' اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میرا بیٹا، میرا دل برداشت نہیں کرسکتا، کہ آپ اسے میرے سامنے آگ سے جلادیں۔

آپ نے فرمایا: ''ام علقمہ! اللہ کا عذاب زیادہ شدید اور باقی رہنے والا ہے۔ اگر تم چاہتی ہو کہ اللہ اسے معاف کردے تو پھر اس سے راضی ہوجاؤ۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جب تک تم اس سے ناراض ہو، علقمہ کی نماز، روزہ اور اس کا صدقہ کرنا، اس کے کچھ کام نہیں آئے گا''۔ اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اور جو مسلمان موجود ہیں ان سب کو گواہ بنا کر کہتی ہوں کہ میں اپنے بیٹے علقمہ سے راضی ہوچکی ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: ''بلال! اس کے پاس جاؤ اور دیکھو کیا وہ ''لا الہ الا اللہ'' کا اقرار کرنے کی استطاعت رکھتا ہے یا نہیں؟ ممکن ہے ام علقمہ نے مجھ سے حیاء کرتے ہوئے منہ سے تو کہہ دیا ہو جبکہ اس کی دلی کیفیت یہ نہ ہو''۔ پس بلال گئے اور انہوں نے گھر کے اندر سے علقمہ کو ''لا الہ الا اللہ'' کہتے ہوئے سنا۔ پس بلال آئے اور کہا، لوگو! سن لو علقمہ کی ماں کی ناراضی نے اس کی زبان کو کلمہ شہادت کہنے سے روک رکھا تھا اور اس کی رضا مندی نے اس کی زبان کو اس رکاوٹ سے آزاد کردیا۔ پھر علقمہ اس روز وفات پا گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپ نے اس کے غسل اور کفن کا حکم فرمایا۔ پھر اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اس کی تدفین کے وقت موجود رہے۔ پھر آپ اس کی قبر کے کنارے کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''مہاجرین اور

انصار کے گروہ! جو شخص اپنی بیوی کو اپنی ماں پر فضیلت و ترجیح دے تو اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔ جب تک وہ اللہ عزوجل کے حضور توبہ نہ کرے اور اس (ماں) کے ساتھ حسن سلوک نہ کرے اور اس کی رضامندی حاصل نہ کرے تو اللہ اس کا نہ کوئی فرض قبول کرتا ہے نہ نفل (سن لو) اللہ کی رضا اس کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضی اس کی نارضی میں ہے۔" ①

پس ہم اللہ تعالیٰ سے اس کی رضا کے حصول اور اس کی ناراضی سے بچنے کی درخواست کرتے ہیں، کیونکہ وہ سخی داتا اور شفیق مہربان ہے۔

☆☆☆

---

① ابن الجوزی نے اس حکایت کو موضوعات میں ذکر کیا ہے اور نوجوان (علقمہ) کا نام نہیں لیا اور کہا کہ فائد یعنی ابن عبدالرحمٰن العطار متروک ہے۔ عقیلی نے بتایا کہ اس کی متابعت نہیں کی گئی اور داؤد یعنی ابن ابراہیم قاضی قذوین کذاب ہے۔

(۹) رشتہ داروں سے قطع تعلق ہو جانا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا.﴾

(النساء: ٤/ ١)

”اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور قرابت داری (کے تعلقات منقطع کرنے) سے ڈرو“۔

اور فرمایا:

﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَ اَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ.﴾ (محمد: ٤٧/ ٢٢_٢٣)

”پھر تم سے یہ بھی توقع ہے کہ اگر تم کو حاکم بنا دیا جائے تو تم ملک میں فساد برپا کر دو اور اپنے رشتے ناتے توڑ ڈالو۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی، پس اس نے ان کو بہرہ اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا“۔ اور فرمایا:

﴿اَلَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَ يَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ۝﴾ (الرعد: ١٣/ ٢٠- ٢١)

”جو اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں، اور میثاق کو نہیں توڑتے اور جو ان رشتوں کو جوڑتے ہیں جن کو جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے، اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور برے حساب سے خوف رکھتے ہیں“۔

نیز فرمایا:

﴿وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفَاسِقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ.﴾ (البقرة: ٢/ ٢٦- ٢٧)

''وہ اس کے ذریعے کثیر کو گمراہ کرتا ہے اور کثیر کو اس کے ذریعے ہدایت دیتا ہے، لیکن گمراہ صرف فاسقوں کو ہی کرتا ہے، وہ اللہ کے ساتھ عہد وفا پختہ کرنے کے بعد اسے توڑ دیتے ہیں اور جن رشتوں کو اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے۔ ان کو قطع کر دیتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلاتے ہیں، یہی لوگ خسارہ پانے والے ہیں''۔

سب سے بڑا عہد وہ ہے جو اللہ اور بندے کے درمیان ہے، جو اللہ نے بندے پر لازم کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا''۔ ①

پس جو شخص اپنے ضعیف و ناتوا، رشتہ داروں سے قطع تعلق کر لے، ان کو چھوڑ دے، ان پر بڑا پن ظاہر کرے اور وہ مال دار ہونے کے باوجود ان پر نیکی اور احسان نہ کرے، جبکہ وہ محتاج ہوں، تو ایسا شخص اس وعید میں داخل ہے۔ وہ جنت میں جانے سے محروم ہے۔ الا یہ کہ اللہ عزوجل کے حضور توبہ کر لے اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔

حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

''جس شخص کے رشتہ دار ضعیف و ناتواں ہوں اور وہ ان سے حسن سلوک نہ کرے اور ان کے علاوہ کسی اور کو اپنا صدقہ دے دے تو اللہ اس کا صدقہ قبول کرتا ہے نہ وہ روز قیامت (نظر رحمت سے) اس کی طرف دیکھے گا۔ اگر وہ خود محتاج ہو تو وہ ان سے میل جول رکھ کر اور ان کے حالات معلوم کر کے تعلق جوڑنے کی کوشش کرے''۔ ②

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

''اپنے رشتہ داروں سے تعلق جوڑے رکھو خواہ سلام کے ذریعے ہو''۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم میں سے جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے رشتہ داروں سے تعلق قائم رکھے''۔ ③

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

① بخاری (٥٩٨٤) مسلم (٢٥٥٦) ② طبرانی ③ بخاری (٦١٣٨)

"تعلق قائم کرنے والا وہ نہیں جو بدلے میں تعلق قائم کرے، بلکہ تعلق قائم کرنے والا وہ شخص ہے جب اس سے تعلق توڑا جائے تو وہ اسے جوڑے"۔

اور آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں رحمان ہوں اور وہ (رشتہ داری) رحم ہے، پس جس نے اسے ملایا میں اسے ملاؤں گا اور جس نے اسے قطع کیا، میں اس سے قطع کروں گا۔" ①

علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا: میرے بیٹے قطع تعلق کرنے والے شخص کا ہم نشین نہ بننا، کیونکہ میں نے اللہ کی کتاب میں تین مقامات پر اسے ملعون پایا ہے۔

ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے ② کہ وہ بیٹھے رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کر رہے تھے، تو انہوں نے کہا: میں ہر قاطع رحم پر تنگی کروں گا ورنہ وہ ہمارے پاس سے کھڑا ہو جائے۔ پس حلقے کے آخر سے صرف ایک نوجوان کھڑا ہوا، پس وہ اپنی پھوپھی کے پاس گیا جس سے اس نے کئی برسوں سے قطع تعلق کر رکھا تھا اور اس نے اس سے صلح کر لی۔ اس کی پھوپھی نے اسے کہا: بھتیجے! کون سی چیز تمہیں یہاں لے آئی؟ اس نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے صحابی ابو ہریرہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا انہوں نے کہا: میں ہر قاطع رحم پر تنگی کروں گا، ورنہ وہ ہمارے پاس سے چلا جائے۔ اس کی پھوپھی نے اسے کہا: ابو ہریرہ کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو: کہ ایسے کیوں؟ پس وہ ان کے پاس گیا اور اس کا اپنی پھوپھی کے ساتھ جو مکالمہ و معاملہ ہوا، انہیں بتایا اور ان سے پوچھا، قاطع رحم آپ کے پاس کیوں نہیں بیٹھ سکتا؟ تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

"جس قوم میں قاطع رحم ہو، وہاں رحمت نازل نہیں ہوتی"۔

ایک حکایت بیان کی جاتی ہے کہ کسی مال دار شخص نے بیت اللہ الحرام کا حج کیا، پس جب وہ مکہ پہنچا تو اس نے اپنے مال میں سے ایک ہزار دینار ایسے شخص کے پاس امانت رکھ دیے، جو

---

① مستدرک حاکم (٤/١٥٧)

② ترغیب وترہیب میں عبداللہ بن ابی اوفی کی روایت سے اصبہانی کی طرف منسوب ہے اور انہوں نے اس کے ضعیف ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے اور عبداللہ بن ابی اوفی کی روایت سے الأدب المفرد للبخاری میں ہے۔ وہاں بھی اسے ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

امانت وصلاح کے نام سے موسوم تھا اور یہ امانت وقوف عرفات تک تھی۔ پس جب اس نے عرفات میں وقوف کیا اور مکہ واپس آیا تو پتہ چلا کہ وہ آدمی تو فوت ہوگیا ہے۔ اس نے اس کے گھر والوں سے اپنے مال کے بارے میں پوچھا تو پتہ چلا کہ انہیں اس کے متعلق کچھ پتہ نہیں۔ پس وہ علماء مکہ کے پاس آیا اور اپنے حال و مال کے متعلق انہیں بتایا تو انہوں نے اسے کہا: جب آدھی رات ہو جائے تو زم زم کے کنویں کے پاس جا کر اس میں دیکھنا اور اس کا نام لیکر بلانا، اگر وہ جنتی ہوا تو وہ پہلی مرتبہ ہی تمہیں جواب دے گا۔ پس وہ آدمی گیا اور زم زم میں آواز دی، لیکن کسی نے اسے جواب نہ دیا۔ وہ ان (علماء) کے پاس آیا اور انہیں بتایا تو انہوں نے کہا: ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' ہمیں تیرے ساتھی کے جہنمی ہونے کا اندیشہ ہے۔ اب تم ملک یمن جاؤ، وہاں برہوت نامی کنواں ہے، مشہور ہے کہ وہ جہنم کے دھانے پر ہے۔ رات کے وقت وہاں دیکھنا اور اس کا نام لے کر آواز دینا، اگر وہ جہنمی ہوا تو وہاں سے تمہیں جواب دے گا۔ پس وہ شخص یمن گیا اور کنویں کے متعلق پوچھا۔ اسے بتا دیا گیا' تو وہ رات کے وقت وہاں گیا، اس میں دیکھا اور اس کا نام لے کر آواز دی۔ اس نے جواب دیا تو اس نے کہا: میرا سونا کہاں ہے؟ اس نے کہا: میں نے اسے اپنے گھر کی فلاں جگہ پر دفن کیا ہے۔ میں نے اپنے بیٹے کو اس کے متعلق نہیں بتایا، تم وہاں جاؤ اور اس جگہ سے کھودو، تمہیں وہ سونا مل جائے گا۔ میں نے اسے کہا: کس چیز نے تمہیں یہاں پہنچا دیا؟ ہم تو تمہارے بارے میں اچھا گمان کرتے تھے۔ اس نے کہا: میری ایک غریب بہن تھی، میں نے اسے چھوڑ رکھا تھا۔ میں اس پر شفقت و مہربانی نہیں کیا کرتا تھا۔ پس اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس وجہ سے مجھے یہ سزا دی اور اللہ نے مجھے اس جگہ اتارا① صحیح حدیث میں اس کی تصدیق ہوتی ہے۔

---

① امام ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الروح'' میں بیان کیا ہے کہ جس کا یہ قول ہے کہ ''مومنوں کی روحیں زم زم کے کنویں میں جمع ہوتی ہیں'' قرآن وسنت سے اس پر کوئی دلیل نہیں' قرآن سنت کی بات کو تسلیم کرنا ہی واجب ہے اور یہ قول قابل اعتماد اور صحیح نہیں۔ کیونکہ تمام مومنوں کی روحیں اس کنویں میں نہیں آسکتیں، نیز یہ سنت صریحہ سے ثابت مسئلہ کے بھی خلاف ہے۔ صحیح ثابت ہے کہ ''مومن کی روح ایک پرندے کی شکل میں جنت کے پھل کے ساتھ معلق ہے۔'' مختصراً یہ باطل ترین قول ہے۔ انہوں نے اس بات کا مناقشہ کیا: ''مومنوں کی روحیں حوض میں ہیں جبکہ کافروں کی روحیں حضر موت (یمن) میں برہوت نامی کنویں میں ہیں''۔ اس کے آخر پر فرمایا: شاید کہ اس کے قائل نے یہ بات اہل کتاب سے لی ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قاطع (رحم) جنت میں نہیں جائے گا''۔

یعنی بہن، خالہ، پھوپھی، بھانجی اور اس طرح کے دیگر رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

پس ہم اللہ تعالیٰ سے اس کی اطاعت کرنے کی توفیق طلب کرتے ہیں، کیونکہ وہ سخی داتا بڑا فیاض ہے۔

☆☆☆

(۱۰) زنا

بعض، بعض سے زیادہ بڑے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلًا.﴾ (الاسراء: ١٧/ ٣٢)

’’اور زنا کے قریب تک نہ جاؤ، کیونکہ وہ بے حیائی کا فعل اور برا طریقہ ہے‘‘۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۝ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ﴾ (الفرقان: ٢٥/٦٨- ٧٠)

’’اور وہ لوگ ہیں جو اللہ کے ساتھ اور معبودوں کو نہیں پکارتے، اور جس کے قتل کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اس کو قتل نہیں کرتے، مگر حق پر اور وہ زنا کا ارتکاب نہیں کرتے، اور جو افعال قبیحہ کا مرتکب ہوگا وہ گناہ کی سزا پائے گا۔ قیامت کے دن اسے دگنا عذاب ہوگا اور وہ وہاں ہمیشہ رسوائی کے ساتھ رہے گا، مگر جس شخص نے توبہ کرلی‘‘۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝﴾ (النور: ٢٤/ ٢)

’’زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والا مرد ہر ایک کو سو سو کوڑے مارو اور اللہ کے دین کے معاملے میں تمہیں ہرگز رحم نہ آئے، اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو اور دونوں کی سزا کے وقت مومنوں کی ایک جماعت کو موجود رہنا چاہیے‘‘۔

علماء نے فرمایا: یہ زانیہ عورت اور زانی مرد کی دنیا میں سزا ہے بشرطیکہ وہ دونوں کنوارے غیر شادی شدہ ہوں، پس اگر شادی شدہ ہوں یا انہوں نے عمر میں خواہ ایک مرتبہ ہی نکاح کیا ہو تو پھر انہیں پتھروں سے رجم کیا جائے گا حتیٰ کہ وہ دونوں ہلاک ہو جائیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت

سے اسی طرح ثابت ہے۔ اگر ان سے دنیا میں قصاص نہ لیا جا سکے اور وہ توبہ کیے بغیر فوت ہو جائیں تو پھر انہیں جہنم میں آگ کے کوڑوں کے ساتھ عذاب دیا جائے گا۔

جیسا کہ وارد ہے کہ زبور میں لکھا ہوا ہے کہ زنا کاروں کو ان کی شرم گاہوں کے ساتھ جہنم میں لٹکا دیا جائے گا۔ انہیں لوہے کے کوڑوں سے مارا جائے گا۔ پس جب وہ مار سے فریاد رسی کی درخواست کریں گے تو جہنم کے داروغے کہیں گے: یہ آواز کہاں تھی جب کہ تم ہنستے خوش ہوتے اور تکبر کیا کرتے تھے اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے نہ حیا کیا کرتے تھے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

”جب زانی زنا کرتا ہے تو وہ اس وقت مومن نہیں ہوتا، جب چور چوری کرتا ہے، تو وہ اس وقت مومن نہیں ہوتا۔ شراب نوش اور جس وقت شراب پیتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا، جب کوئی ڈاکو کسی صاحب شرف کو لوٹتا ہے، جس کی طرف لوگوں کی نگاہیں اٹھتی ہیں۔ جس وقت لوٹتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔“ ①

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جب بندہ زنا کرتا ہے تو ایمان اس سے نکل کر اس کے سر پر سائبان کی طرح ہو جاتا ہے، پھر جب وہ اس سے فارغ ہوتا ہے تو ایمان اس کی طرف لوٹ آتا ہے۔“ ②

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جو شخص زنا کرتا ہے یا شراب پیتا ہے تو اللہ اس سے ایمان کو اس طرح کھینچ لیتا ہے جس طرح انسان اپنے سر سے قمیض اتار لیتا ہے“۔ ③

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”تین قسم کے لوگ ہیں، اللہ جن سے روز قیامت نہ کلام کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ہی انہیں پاک صاف کرے گا، اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ اور متکبر فقیر“۔ ④

---

① بخاری (٥٥٧٨) مسلم (٥٧) ② ابو داؤد (٤٦٩٠)

③ مستدرک حاکم (١/٢٢) ④ مسلم (١٠٧)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ کہ تو اللہ کا شریک قرار دے جب کہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے''۔ میں نے عرض کیا یہ تو بڑا ہوا پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا:

''یہ کہ تم اپنی اولاد کو اس خدشے کے پیش نظر قتل کر دو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گی''۔

میں نے عرض کیا، پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا:

''یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو''۔ ①

﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۝ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ﴾ (الفرقان: ٢٥/ ٦٨- ٧٠)

''اور وہ لوگ ہیں جو اللہ کے ساتھ اور معبودوں کو نہیں پکارتے اور جس کے قتل کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اس کو ناحق قتل نہیں کرتے اور نہ وہ زنا کا ارتکاب کرتے ہیں اور جو افعال قبیحہ کا ارتکاب کرے گا وہ گناہ کی سزا پائے گا۔ قیامت کے دن اسے دگنا عذاب دیا جائے گا اور وہ وہاں ہمیشہ رسوائی کے ساتھ رہے گا، مگر جس شخص نے توبہ کر لی''۔

پس اللہ تم پر رحم فرمائے! دیکھو کس طرح پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا کو اللہ کے ساتھ شرک کرنے اور کسی جان کو، جس کو اللہ عزوجل نے حرام قرار دیا ہے، ناحق قتل کرنے کے ساتھ ملا دیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کی حدیث جسے سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے، اس میں ہے کہ جبریل اور میکائیل علیہما السلام آپ کے پاس آئے، فرمایا: ''پس ہم چلے اور ہم ایک تندور جیسی چیز کے پاس پہنچے جس کا اوپر والا حصہ تنگ اور نیچے والا کھلا تھا۔ اس میں شور اور آوازیں تھیں، فرمایا: ہم نے اس میں جھانک کر دیکھا تو اس میں مرد اور عورتیں ننگے تھے اور شعلوں نے ان کو ان کے نیچے سے اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ پس جب وہ شعلہ ان کی طرف

---

① بخاری (٤٤٧٧)۔ مسلم (٨١)

لپکتا تو وہ اس کی شدت حرارت کی وجہ سے چیختے چلاتے، میں نے پوچھا، جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتایا: یہ زانی مرد اور زانیہ عورتیں ہیں۔ پس یہ ان کا عذاب قیامت تک جاری رہے گا"۔ ① ہم اللہ تعالیٰ سے درگزر اور عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

عطاء بن ابی رباح یا عطا بن یسار اللہ عزوجل کے فرمان: "**لھا سبعة ابواب**" "اس کے سات دروازے ہیں"۔ کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں: ان دروازوں میں سے غم، حرارت، کرب و تکلیف اور سب سے بری بو کے لحاظ سے سب سے برا اور شدید دروازہ وہ ہوگا جو ایسے زانیوں کے لیے ہوگا، جنہوں نے (اس کی حرمت کا) علم ہونے کے بعد زنا کا ارتکاب کیا۔

مکحول دمشقی بیان کرتے ہیں: جہنمی انتہائی تعفن والی بدبو محسوس کریں گے تو وہ کہیں گے: ہم نے اس سے زیادہ تعفن والی بدبو پہلے کبھی محسوس نہیں کی تو انہیں بتایا جائے گا کہ یہ زانیوں کی شرم گاہوں کی بدبو ہے۔

ابن زید (عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم) تفسیر کے امام بیان کرتے ہیں: جہنمی زانیوں کی شرم گاہوں سے اٹھنے والی بدبو سے تکلیف محسوس کریں گے، اور دس آیات میں جنہیں اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کے لیے لکھا: چوری نہ کرنا' نہ زنا کرنا ورنہ میں اپنا چہرہ تجھ سے چھپا لوں گا۔ (دیدار الٰہی سے محرومی)۔ جب یہ خطاب اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہے تو اس کے علاوہ جو ہے اس کے لیے کیسے ہوگا؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: ابلیس اپنے لشکر زمین میں پھیلا دیتا ہے تو انہیں کہتا ہے: تم میں سے جو کسی مسلمان کو گمراہ کرے گا تو میں اس کے سر پر تاج سجاؤں گا۔

پس ان میں سے جو فتنہ میں زیادہ ہوتا ہے وہ منزلت کے لحاظ سے اتنا ہی اس کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ پس ان میں سے ایک اس کے پاس آتا ہے تو وہ اسے کہتا ہے: میں فلاں کے ساتھ لگا رہا حتی کہ اس نے اپنی عورت کو طلاق دے دی۔ تو وہ (شیطان) اسے کہتا ہے: تو نے کچھ بھی نہیں کیا: وہ عنقریب اس کے علاوہ کسی دوسری سے شادی کر لے گا، پھر دوسرا آتا ہے' تو کہتا ہے: میں فلاں کے ساتھ لگا رہا حتی کہ میں نے اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان عداوت پیدا کر دی۔ وہ جواب میں کہتا ہے: تو نے بھی کچھ نہیں کیا، وہ عنقریب اس سے صلح

---

① بخاری

کرلے گا۔ پھر ایک اور آتا ہے اور کہتا ہے: میں فلاں شخص کے ساتھ لگا رہا، حتی کہ اس نے زنا کا ارتکاب کیا، تو شیطان کہتا ہے: ہاں، تو نے کام کیا ہے پس وہ اسے اپنے قریب کرلیتا ہے اور تاج اس کے سر پر رکھ دیتا ہے۔

ہم شیطان اور اس کی فوج سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ایمان ایک لباس ہے، اللہ جسے چاہتا ہے اسے یہ لباس پہنا دیتا ہے، پس جب بندہ زنا کرتا ہے تو اللہ اس کا لباس ایمان چھین لیتا ہے، اگر وہ شخص توبہ کرلے تو وہ اسے واپس کردیتا ہے۔'' ①

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

''مسلمانوں کی جماعت! زنا سے بچو، کیونکہ اس میں چھ خصلتیں ہیں۔ تین کا تعلق دنیا سے ہے اور تین کا تعلق آخرت سے، پس جن کا تعلق دنیا سے ہے وہ یہ ہیں: چہرے کی رونق جاتی رہتی ہے۔ عمر کم ہوجاتی ہے اور دائمی محتاجی اور جن کا تعلق آخرت سے ہے: وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ناراضی، برا حساب اور آگ کا عذاب'' ②

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

''جو شخص شراب نوشی پر مصر رہتے ہوئے وفات پا جائے تو اللہ تعالیٰ اسے ''نہر غوطہ'' سے پلائے گا، اور وہ ایک نہر ہے جو جہنم میں زانیہ عورتوں کی شرم گاہوں سے بہتی ہوگی۔'' ③

یعنی وہ ان کی شرم گاہوں سے پیپ اور کچھ لہو کی صورت میں جہنم میں بہتا ہوگا، پھر یہ شراب نوشی پر مصر رہتے ہوئے وفات پانے والے شخص کو پلائی جائے گی۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

① بیہقی

② ابن جوزی نے اسے موضوعات میں روایت کیا ہے۔ ابو نعیم نے الحلیہ میں مسلمہ بن علی عن ابی عبدالرحمن الکوفی عن الاعمش عن شقیق عن حذیفہ کی سند سے روایت کیا ہے۔ مسلمہ متروک اور ابو عبدالرحمن الکوفی مجہول ہے۔

③ مسند احمد۔ مسند ابو یعلی۔ ابن حبان

''اللہ کے ساتھ شرک کرنے کے بعد، اللہ کے ہاں اس سے بڑا گناہ کوئی نہیں کہ کوئی آدمی ایسی شرم گاہ میں نطفہ ٹپکائے (زنا کرے) جو اس کے لیے حلال نہیں''۔ ①

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی فرمایا:

''جہنم میں ایک وادی ہے، اس میں سانپ ہیں، ہر سانپ اونٹ کی گردن سے زیادہ موٹا ہے۔ وہ تارک نماز کو ڈسے گا تو اس کی زہر، اس شخص کے جسم میں ستر سال جوش مارتی (ابلتی) رہے گی۔ پھر اس کا گوشت گل جائے گا۔ اور جہنم میں ایک وادی ہے، اس کا نام ''جب الحزن'' ہے۔ اس میں سانپ اور بچھو ہیں اور ہر بچھو خچر کے برابر ہے۔ اس کے ستر ڈنک ہیں اور ہر ڈنک زہر سے پر ہے۔ پھر وہ زانی کو ڈنک مارے گا اور اپنی زہر اس کے جسم میں انڈیل دے گا۔ جس کی تکلیف وہ ہزار برس محسوس کرتا رہے گا۔ پھر اس کا گوشت گل جائے گا، اور اس کی شرم گاہ سے پیپ اور کچھ لہو بہتا ہوگا''۔

اور یہ بھی وارد ہے: جس شخص نے کسی شادی شدہ عورت سے زنا کیا تو اس زانیہ اور اس زانی پر قبر میں اس امت کا نصف عذاب ہوگا۔ پس جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس آدمی (زانی) کی تمام نیکیوں کا فیصلہ اس عورت کے خاوند کے حق میں فرمادے گا بشرطیکہ اسے اس کا علم نہ ہو (کہ اس کی بیوی زانیہ ہے) لیکن اگر اس نے علم ہونے کے باوجود خاموشی اختیار کی تو اللہ نے اس پر جنت حرام کردی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جنت کے دروازے پر لکھ دیا ہے: تو دیوث پر حرام ہے''۔

دیوث اس شخص کو کہتے ہیں، جسے اپنی اہلیہ کے فاحشہ ہونے کا علم ہو اور وہ خاموشی اختیار کرلے اور اسے غیرت نہ آئے۔

اور یہ بھی وارد ہے: جس نے کسی ایسی عورت پر اپنا ہاتھ رکھا، جو شہوت کے حوالے سے اس کے لیے حلال نہیں، تو وہ روز قیامت اس حال میں آئے گا کہ اس کا ہاتھ اس کی گردن کی طرف بندھا ہوا ہوگا۔ اگر اس نے اس کے ساتھ زنا کیا ہوگا تو اس کی ران بولے گی اور روز قیامت اس کے خلاف گواہی دے گی اور کہے گی، میں حرام پر سوار ہوئی۔ پس اللہ تعالیٰ نگاہ غضب سے اس کی

---

① احمد۔ طبرانی

طرف دیکھے گا، اس کے چہرے کا گوشت گر جائے گا اور بڑا ہو جائے گا، اور وہ کہے گا: میں نے نہیں کیا، تو اس کی زبان اس کے خلاف گواہی دے گی، تو وہ کہے گی: میں نے ایسی گفتگو کی تھی جو حلال نہیں تھی۔ اس کے ہاتھ کہیں گے: میں نے حرام چیز کو پکڑا تھا۔ اس کی آنکھیں کہیں گی: میں نے حرام چیز کو دیکھا تھا۔ اس کے پاؤں کہیں گے: میں ایسی چیز کی طرف چل کر گیا جو حلال نہیں تھی۔ اس کی شرم گاہ کہے گی: میں نے کیا اور محافظ فرشتہ کہے گا: میں نے سنا، اور دوسرا کہے گا: میں نے لکھا، اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے دیکھ لیا اور میں نے پردہ پوشی کی، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے فرشتو! اسے پکڑ لو اور میرا عذاب اسے چکھاؤ، جو مجھ سے حیا کرنے میں کمی کرتا ہے تو اس پر میرا غضب سخت ہو جاتا ہے۔ اللہ عزوجل کی کتاب میں اس کی تصدیق ہے:

﴿يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَ اَيْدِيْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝﴾

(النور: ٢٤/٢٤)

"جس دن ان کی زبانیں ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان کے خلاف ان کے اعمال کی گواہی دیں گے"۔

(گناہ کے اعتبار سے) سب سے بڑا زنا، ماں، بہن، سوتیلی ماں اور محارم کے ساتھ زنا کرنا ہے۔ ایک روایت میں ہے، امام حاکم نے جسے صحیح قرار دیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص کسی محرم سے زنا کرے تو اس کو قتل کر دو"۔

براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ماموں کو ایک آدمی کی طرف بھیجا، جس نے اپنے باپ کی بیوی (سوتیلی ماں) سے شادی کر لی تھی، کہ اس کو قتل کر دو اور اس سے مال میں سے پانچواں حصہ لے لو۔

پس ہم احسان کرنے والے اللہ سے اس کے فضل سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمارے گناہ معاف کر دے، کیونکہ وہ سخی داتا فیاض ہے۔

☆☆☆

(۱۱) اغلام بازی/لواطت

اللہ عزوجل نے اپنی کتاب عزیز میں کئی مواقع پر قوم لوط کا قصہ بیان کیا ہے۔ اس میں سے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ﴾ (هود: ١١/ ٨٢)

"پھر جب ہمارا حکم آ پہنچا، ہم نے اس بستی کو الٹ کر، اوپر تلے کر دیا اور اس پر لگاتار پتھر کے کھنگر برسائے"۔

"مسومة" "یعنی نشان زدہ تھے، ان سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ دنیا کے پتھر نہیں ہیں۔ "عند ربك" یعنی اس کے خزانوں میں، اس کی اجازت کے بغیر اس میں کسی قسم کا کوئی تصرف نہیں کیا جا سکتا۔ "وماهي من الظالمين ببعيد" اس امت کے ظالم لوگ بھی جب انہی جیسا فعل کریں گے تو ان پر بھی وہی عذاب نازل ہوگا، اور یہ ان سے کوئی دور نہیں۔

اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مجھے تمہارے بارے جس چیز کا سب سے زیادہ اندیشہ ہے وہ قوم لوط کا عمل ہے"۔ ①

آپ نے ان جیسے فعل کے مرتکب کے لیے تین بار لعنت کرتے ہوئے فرمایا:

"اللہ قوم لوط کا سا عمل کرنے والے شخص پر لعنت فرمائے اور اس شخص پر لعنت فرمائے جو قوم لوط کا سا فعل کرتا ہے۔ اور اس شخص پر لعنت فرمائے جو قوم لوط کا سا عمل کرتا ہے"۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم جس شخص کو قوم لوط کا سا عمل کرتے دیکھو تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو"۔ ②

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

بستی کی سب سے اونچی عمارت دیکھی جائے اور اس (لواطت کرنے والے) کو اس سے گرا

---

① ابن ماجة، ترمذی

② ابوداود (٤٤٦٢)۔ ترمذی (١٤٥٦)۔ ابن ماجه (٢٥٦٣)

دیا جائے اور پھر اوپر سے پتھر برسائے جائیں جیسا کہ قوم لوط کے ساتھ کیا گیا۔

مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ لواطت کبیرہ گناہوں میں سے ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَ تَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ﴾ (الشعراء: ٢٦/١٦٥-١٦٦)

”کیا سارے جہاں میں سے تم ہی مردوں پر مائل ہوتے ہو، اور تمہارے رب نے تمہارے لیے جو بیویاں پیدا کی ہیں، ان کو چھوڑ دیتے ہو، بلکہ تم حد سے گزر جانے والی قوم ہو“۔

یعنی حلال سے حرام کی طرف تجاوز کر جاتے ہو، اور اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں اپنے نبی لوط علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

﴿وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ﴾ (الانبياء: ٢١/٧٤)

”اور ہم نے اس کو اس بستی سے نجات دی، جس کے رہنے والے گندے کاموں کے عادی تھے، بے شک وہ بری اور بدکار قوم تھی“۔

ان کی بستی کا نام سدوم تھا، اس کے باشندے گندے کام کرتے تھے جن کا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔ وہ سارے جہاں میں سے صرف وہی ایسے تھے جو مردوں سے ان کی پیٹھ میں جماع کیا کرتے تھے اور وہ دیگر برے کاموں کے ساتھ ساتھ اپنی مجلسوں میں گوز مارتے تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: دس خصلتیں قوم لوط کے اعمال میں سے ہیں۔ مانگ نکالنا، بٹن کھولے رکھنا' غلیلہ پھینکنا، کنکری پھینکنا، کبوتر بازی، انگلیوں سے سیٹی بجانا، ایڑیاں چٹخنا، ازار لٹکانا، بڑی چادریں اوڑھنا۔

شراب نوشی کا عادی ہونا اور مردوں سے بدکاری کرنا اور یہ امت اس میں یہ اضافہ کرے گی عورتیں عورتوں سے اپنی شرم گاہ ملا کر بدکاری کریں گی۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

''عورتوں کا آپس میں شرم گاہ ملانا، رگڑنا زنا ہے''۔ ①

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''چار قسم کے لوگ اللہ کے غضب میں صبح کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی میں شام کرتے ہیں''۔ عرض کیا گیا، اللہ کے رسول! وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: ''مردوں میں سے عورتوں سے مشابہت کرنے والے، عورتوں میں سے مردوں سے مشابہت کرنے والی، چوپاؤں اور مرد کے ساتھ لواطت کرنے والا''۔ ②

مروی ہے ③ کہ جب مرد، مرد کے ساتھ لواطت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے خوف سے عرش رحمان کانپ جاتا ہے۔ قریب ہے کہ آسمان زمین پر گر پڑے، پس فرشتے اسے کناروں سے پکڑ لیتے ہیں اور وہ سورۂ اخلاص کی تلاوت شروع کر دیتے ہیں، حتیٰ کہ اللہ عزوجل کا غضب تھم جاتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: ''سات قسم کے لوگ جن پر اللہ تعالیٰ لعنت فرماتا ہے اور وہ روز قیامت (نظر رحمت سے) ان کی طرف نہیں دیکھے گا اور فرمائے گا: جہنم میں جانے والوں کے ساتھ تم بھی داخل ہو جاؤ، قوم لوط کا عمل کرنے والا یعنی فاعل اور مفعول، چوپائے کے ساتھ برا فعل کرنے والا، ماں اور اس کی بیٹی سے جماع کرنے والا اور مشت زنی کرنے والا، الا یہ کہ وہ توبہ کر لیں''۔

اور مروی ہے کہ کچھ لوگ قیامت کے دن آئیں گے کہ ان کے ہاتھ (مشت زنی کی وجہ سے) حاملہ ہوں گے۔ وہ دنیا میں اپنی شرم گاہوں کے ساتھ عبث کام کیا کرتے تھے۔ یہ بھی مروی ہے کہ چوسر کھیلنا، کبوتروں کا مقابلہ کرانا، کتوں کو لڑانا، مینڈھوں کو بھڑانا، مرغ لڑانا، ننگے نہانا اور ناپ تول میں کمی کرنا قوم لوط کے اعمال میں سے ہے۔ ایسا کرنے والے کے لیے ویل

---

① الدوری (۷۸)۔ الآجری (۲۲) اس کی سند میں ایک متروک راوی ہے۔

② طبرانی' البیقھی

③ سیوطی نے اسے ذکر کیا ہے۔

(ہلاکت، تباہی) ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: لواطت کرنے والا اگر توبہ کیے بغیر فوت ہو جائے تو اسے اس کی قبر میں خنزیر کی صورت میں مسخ کر دیا جاتا ہے۔ ①

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص کسی مرد یا عورت کی پشت میں جماع کرے تو اللہ اس کی طرف نہیں دیکھے گا''۔ ②

ابو سعید صعلوکی نے بیان کیا: اس امت میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جنہیں لوطی کہا جائے گا۔ ان کی تین قسمیں ہوں گی۔ ایک قسم ہوگی جو صرف دیکھیں گے۔ دوسری قسم کے لوگ مصافحہ کریں گے اور تیسری قسم کے لوگ یہ گندا عمل کریں گے۔ کسی عورت اور بے ریش لڑکے کو نظر شہوت سے دیکھنا زنا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

''آنکھ کا زنا' دیکھنا ہے' زبان کا زنا بولنا ہے' ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے' پاؤں کا زنا چلنا ہے۔ کان کا زنا سننا ہے۔ نفس تمنا اور رغبت رکھتا ہے' جبکہ شرم گاہ اس کی تصدیق کرتی ہے یا اس کی تکذیب کرتی ہے''۔ ③

اسی لیے صالحین نے بے ریش لڑکوں کی طرف دیکھنے، ان سے میل جول رکھنے اور ان کی ہم نشینی سے مبالغے کی حد تک اعراض کیا ہے۔

حسن بن زکوان (بصری) نے کہا: مال دار لوگوں کے بچوں سے ہم نشینی نہ رکھو، کیونکہ ان کی صورتیں کنواری لڑکیوں جیسی ہوتی ہیں۔ اور وہ عورتوں سے بھی زیادہ فتنہ کا باعث بنتے ہیں۔

بعض تابعین نے کہا: میں عبادت گزار نوجوان کے بارے میں نقصان پہنچانے والے درندے سے اتنا خوف زدہ نہیں جتنا اس بے ریش لڑکے کا خطرہ ہے جو اس کے پاس بیٹھتا ہے اور یہ مشہور تھا کہ کوئی آدمی کسی ''بے ریش لڑکے'' کے ساتھ کسی ایک جگہ رات بسر نہ کرے اور بعض علماء نے بے ریش لڑکے کے ساتھ گھر یا دکان یا حمام میں، عورت پر قیاس کرتے ہوئے، خلوت نشینی کو حرام قرار دیا ہے۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

① ابن جوزی نے اسے موضوعات میں مرفوعاً ذکر کیا ہے اور فرمایا: مروان بن محمد منکر روایات روایت کرتا ہے، جبکہ اسماعیل بن ام درہم قابل حجت نہیں۔

② ترمذی' نسائی' ابن حبان ③ بخاری' مسلم' ابو داؤد' نسائی

''جو آدمی عورت کے ساتھ خلوت اختیار کرتا ہے تو ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے''۔ ①

بے ریش لڑکوں میں ایسے بھی ہوتے ہیں جو عورتوں سے بھی زیادہ حسین ہوتے ہیں، اس لیے ان سے بڑے فتنے کا اندیشہ ہے اور جس قدر اس کے متعلق شر کا امکان ہے اتنا عورت کے بارے میں امکان نہیں ہوتا اور شک وشر کے ذریعے جس قدر اس کے حق میں رسائی آسان ہے اتنی آسان رسائی عورت کے حق میں نہیں۔ اس لیے وہ بدرجہ اولی حرام ہے۔ ان بے ریش لڑکوں سے فرار حاصل کرنے اور ان کو دیکھنے سے بچنے کے متعلق علماء سلف کے بے شمار اقوال ہیں اور انہوں نے انہیں ''اُنتان'' ''دوناپاک چیزوں'' کا نام دیا ہے کیونکہ وہ شرعاً اس کو ناپاک سمجھتے اور نفرت کرتے ہیں۔ ہم نے جو ذکر کیا ہے یہ سب کے لیے برابر ہے، خواہ کوئی اصلاح کی غرض سے دیکھتا ہے یا ویسے دیکھتا ہے۔ یعنی بے ریش لڑکوں کو نہیں دیکھنا چاہیے۔ سفیان ثوریؒ حمام میں داخل ہوئے تو ایک حسین لڑکا وہاں پہنچ گیا تو انہوں نے کہا: اسے میرے پاس سے لے جاؤ، اسے نکالو، میں سمجھتا ہوں کہ ہر عورت کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہر خوبصورت لڑکے کے ساتھ کچھ دس کے قریب شیطان ہوتے ہیں۔

ایک آدمی امام احمدؒ کے پاس آیا، اس کے ساتھ ایک خوبصورت لڑکا تھا۔ امامؒ نے پوچھا: یہ تمہارا کیا لگتا ہے؟ اس نے کہا: میرا بھانجا ہے۔ انہوں نے کہا: آئندہ اسے ہمارے پاس نہ لانا اور اس کے ساتھ راستے میں نہ چلنا تاکہ جو شخص تمہیں اور اسے نہیں جانتا وہ تمہارے متعلق بدگمانی کا شکار نہ ہو۔

مروی ہے کہ جب عبدالقیس کا وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان میں ایک خوبصورت بے ریش لڑکا بھی تھا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے پیچھے بٹھایا اور فرمایا: ''داؤد علیہ السلام کا فتنہ نظر سے تھا''۔ ②

---

① ترمذی' طبرانی نے اسی طرح کی حدیث ابوامامہؓ سے روایت کی ہے اور امام منذری نے اس کے ضعیف ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔

② دیلمی نے اسے روایت کیا ہے۔

ابن الصلاح نے ثالث کی صورت میں فرمایا:

''اس حدیث کی کوئی اصل نہیں''۔ زرکشی نے الشرح الکبیر کی احادیث کی تخریج میں فرمایا: یہ حدیث منکر ہے اس کے راویوں میں ضعیف، مجہول راوی ہیں اور سند میں انقطاع بھی ہے اور انہوں نے اس کے بطلان کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے استدلال کیا ہے: ''میں اپنی پشت کے پیچھے سے بھی تمہیں دیکھتا ہوں''۔

اشعار:

کل الحوادث مبدؤها من النظر   و معظم النار من مستصغر الشرر

''تمام حادثات کی ابتدا نظر سے ہوتی ہے۔ چھوٹی سی چنگاری بہت بڑی آگ کا پیش خیمہ ہوتی ہے''۔

و المرء مادام ذا عین یقلبها   فی أعین الغیر موقوف علی الخطر

''آدمی جب آنکھیں پھیرتا رہتا ہے تو غیر کی آنکھ میں پرخطر ٹھہرتا ہے''۔

کم نظرة فعلت فی قلب صاحبها   فعل السهام بلا قوس ولا وتر

''کتنی مرتبہ اس دیکھنے نے دیکھنے والے کے دل میں کمان کے بغیر تیر کا سا کام کیا ہے''۔

یسر ناظره ما ضر خاطره   لا مرحبًا بسرور عاد بالضرر

''دیکھنے والے کو یہ بھلا معلوم ہوتا ہے جبکہ وہ اس کے دل کے لیے نقصان دہ ہے۔''
ایسے سرور کا استقبال نہ کرو جس کا انجام نقصان ہو''۔

مشہور ہے کہ نظر، زنا کا قاصد ہے اور حدیث میں ہے:

''نظر ابلیس کے تیروں میں سے ایک زہر آلود تیر ہے، پس جو شخص اللہ کی رضا کی خاطر اسے چھوڑ دیتا ہے تو اللہ اس کے دل میں عبادت کی حلاوت پیدا کر دیتا ہے، جسے وہ روز قیامت تک محسوس کرتا رہتا ہے''۔

فصل

جو شخص خوشی سے اپنے آپ کو برائی کے لیے پیش کرتا ہے، اس کی سزا کے بارے میں ہے۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ انہوں نے کسی علاقے میں ایک آدمی پایا ہے جو اپنی پیٹھ میں جماع کراتا ہے۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس معاملے میں صحابہ سے مشورہ طلب کیا تو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ ایسا گناہ ہے، جس کا ارتکاب صرف قوم لوط نے کیا اور اللہ نے ان کے ساتھ جو سلوک کیا، اس بارے میں اس نے ہمیں بتادیا۔ میرا مشورہ ہے کہ اسے آگ سے جلادیا جائے۔ پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں جواب لکھا کہ اس شخص کو آگ سے جلادیا جائے، تو خالد رضی اللہ عنہ نے اس کو آگ سے جلادیا۔ ①

علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص اپنی مرضی سے اپنے سے برائی کرنے کا اختیار دے تو اللہ اس پر عورتوں کی سی شہوت ڈال دیتا ہے اور اس کو روز قیامت تک اس کی قبر میں شیطان مردود بنا دیتا ہے۔

امت کا اس پر اجماع ہے کہ جو شخص اپنے مملوک سے ایسا فعل کرے تو وہ لوطی مجرم ہے۔

مروی ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اپنی سیاحت کے دوران ایک آگ کے پاس سے گزرے جو ایک آدمی پر جلائی گئی تھی، پس عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے آگ بجھانے کے لیے پانی لیا تو آگ ایک لڑکا بن گئی اور وہ آدمی آگ میں تبدیل ہوگیا۔ عیسیٰ علیہ السلام کو اس سے بہت تعجب ہوا اور دعا کی، پروردگار! ان کو ان کی دنیا والی حالت میں لوٹا دے تاکہ میں ان سے ان کے حالات کے بارے میں سوال کرسکوں۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو زندہ کیا تو وہ دونوں ایک آدمی اور ایک لڑکا تھے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے ان دونوں سے فرمایا:

تمہارا کیا معاملہ ہے؟ آدمی نے عرض کیا: روح اللہ: میں دنیا میں اس لڑکے کی محبت میں گرفتار تھا۔ شہوت مجھ پر غالب آئی اس نے مجھے اس کے ساتھ برائی کرنے پر آمادہ کیا۔ پس

---

① ابن ابی الدنیا نے جید سند سے اسے روایت کیا ہے۔

جب میں فوت ہوا اور لڑکا بھی فوت ہو گیا تو ایک مرتبہ یہ آگ بن کر مجھے جلاتا ہے اور ایک مرتبہ میں آگ بن کر اسے جلاتا ہوں اور روز قیامت تک ہمارا عذاب جاری رہے گا۔

ہم اللہ کے عذاب سے اس کی پناہ طلب کرتے ہیں اور ہم اس سے درگزر و عافیت اور ایسے امور کی توفیق کی درخواست کرتے ہیں جو اسے پسند ہیں اور وہ جن سے راضی ہوتا ہے۔

فصل

عورت سے اس کی پیٹھ میں جماع کرنا بھی لواطت کے زمرے میں آتا ہے، جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ﴾ (البقرة : ۲/۲۲۳)

"تمہاری بیویاں، تمہارے لیے کھیتیاں ہیں، پس جس طرح چاہو اپنی کھیتی میں آؤ"

یعنی جس طرح تم چاہو، سامنے سے یا پیچھے سے، یہ اختیار حاصل ہے، لیکن آنا ایک ہی جگہ پر ہے۔ اور وہ عورت کی شرم گاہ ہے۔

اس آیت کا سبب نزول یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہود کہا کرتے تھے:

"جب آدمی عورت سے اس کی پچھلی طرف سے اس کی اگلی شرم گاہ میں جماع کرے تو پیدا ہونے والا بچہ بھینگا ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے اس بارے پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس خیال کی تکذیب میں یہ آیت نازل فرمائی:

﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ﴾ (البقرة : ۲/۲۲۳)

"تمہاری بیویاں تمہارے لیے کھیتیاں ہیں، پس جس طرح چاہو اپنی کھیتی میں آؤ"۔

جس طرح چاہو آؤ لیکن شرط یہ ہے کہ آنا ایک ہی جگہ ہے اور وہ ہے شرم گاہ۔

ایک روایت میں ہے:

"پیٹھ اور حیض سے بچو"۔

"صمام واحد" یعنی ایک جگہ اور وہ شرم گاہ ہے۔ کیونکہ کھیتی کا موضع وہی ہے۔ یعنی بچے کی کھیتی کی جگہ جہاں بچہ تیار ہوتا ہے۔ رہی پیٹھ، وہ تو پیٹ سے خارج ہونے والی ریح یا غلاظت کی

جگہ ہے اور یہ خبیث گندی چیز ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

''جو شخص حائضہ سے یا اس کی پیٹھ میں جماع کرتا ہے یا وہ کسی کاہن کے پاس جاتا ہے تو اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی شریعت کا انکار کر دیا''۔ ①

پس جو شخص عورت سے اس کے ایام حیض میں جماع کرے یا اس کی پیٹھ میں جماع کرے تو وہ لعنتی ہے اور وہ اس شدید وعید میں داخل ہے۔ اور اس طرح جو شخص کاہن کے پاس جاتا ہے تو وہ بھی اسی زمرے میں آتا ہے، کاہن وہ نجومی ہے جو گم شدہ اور سامان سروقہ کے متعلق جاننے کا دعویٰ کرتا ہے اور غیبی امور کے متعلق بات کرتا ہے۔ پس جو شخص اس سے سوال کرے اور اسے سچا جانے تو وہ بھی ملعون ہے۔

بہت سے جہال ان معاصی میں مبتلا ہیں اور یہ ان کے علم و معرفت کی قلت کے باعث ہے۔ اسی لیے ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عالم بن یا متعلم یا علم کی سماعت کرنے والا بن یا علم سے محبت کرنے والا۔ ان کے علاوہ پانچواں نہ بن، ورنہ تو ہلاک ہو جائے گا۔ اور اس سے مراد وہ شخص ہے جو علم رکھتا ہے نہ سیکھتا اور نہ ہی سنتا ہے اور نہ ہی علم سے تعلق رکھنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ بندے پر واجب ہے کہ وہ تمام گناہوں اور خطاؤں سے اللہ کے حضور توبہ کرے اور جہالت کی بنا پر جو کچھ ہو چکا ہے اس پر اللہ سے عفو و درگزر کی درخواست کرے اور جو باقی زندگی رہ گئی ہے اس میں عافیت طلب کرے۔

اے اللہ! ہم آپ سے دین و دنیا اور آخرت کے حوالے سے عفو و درگزر اور عافیت کا سوال کرتے ہیں، یقیناً تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

☆☆☆

---

① مسند احمد، ترمذی، نسائی، ابوداؤد اور ابن ماجہ ان سب نے حکیم الاثرم عن ابی تمیمہ طریف بن خالد عن ابی ہریرہ کی سند سے روایت کیا ہے۔ امام بخاری نے تاریخ کبیر میں فرمایا: ابو تمیمہ کا ابو ہریرہ سے سماع ثابت نہیں۔

(۱۲) سود

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾ (آل عمران /۳: ۱۳۰)

”اے ایمان والو! تم سود نہ کھاؤ (کہ اصل میں مل کر) دگنا، چوگنا (ہو جائے) اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم کامیاب رہو۔“

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا. ﴾ (البقرہ: ۲/ ۲۷۵)

”وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں وہ (قیامت کے دن) اس شخص کی طرح (اپنے پاؤں پر) کھڑے نہ ہو سکیں گے جسے شیطان نے چھو کر دیوانہ کر دیا ہو، یہ انہیں اس بات کی سزا ہے کہ انہوں نے کہا: خرید و فروخت بھی تو سود ہی کی طرح ہے۔“

یعنی سود بھی حلال ہے۔ پس اللہ کی حرام کردہ چیز کو انہوں نے حلال قرار دے لیا۔ جب اللہ تعالیٰ روز قیامت لوگوں کو اٹھائے گا تو سود خوروں کے سوا باقی لوگ بڑی تیزی سے اپنی قبروں سے نکلیں گے، وہ کھڑے ہوں گے، گر پڑیں گے، جیسے وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جسے مرگی کا دورہ پڑتا ہو، جب بھی وہ کھڑا ہوتا ہے تو گر جاتا ہے کیونکہ جب وہ دنیا میں حرام سود کھاتے تھے، اللہ نے اسے ان کے پیٹ میں بڑھا دیا حتیٰ کہ ان کو روز قیامت ثقیل کر دیا۔ پس جب بھی وہ کھڑا ہونے کا ارادہ کریں گے تو گر پڑیں گے اور وہ لوگوں کے ساتھ جلدی کرنے کی کوشش و ارادہ کریں گے لیکن وہ قدرت نہیں پائیں گے۔ قتادہ رحمہ اللہ نے بیان کیا: سود خور روز قیامت دیوانے کی صورت میں کھڑا ہوگا، یہ سود خور کی علامت و نشانی ہوگی۔ حشر کے میدان میں لوگ ان کی اس نشانی سے انہیں پہچان لیں گے۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں ایک قوم کے پاس سے گزرا، ان کے پیٹ ان کے آگے (نکلے ہوئے) تھے، ان میں سے ہر شخص کا پیٹ بڑے گھر کی طرح تھا۔ ان کے پیٹ آل فرعون کی گزرگاہ پر مسلسل جھکے ہوئے ہوں گے اور آل فرعون صبح وشام آگ پر پیش کیے جاتے ہیں۔ وہ (سودخور) شکست خوردہ اونٹ کی طرح آئیں گے۔ وہ سنتے ہوں گے نہ سمجھتے۔ پس جب یہ پیٹوں والے ان (آل فرعون) کو آتے ہوئے محسوس کریں گے تو وہ کھڑے ہوکر اپنے پیٹ ہٹانے کی کوشش کریں گے لیکن وہ وہاں سے ہٹ نہیں سکیں گے حتی کہ آل فرعون ان کو ڈھانپ لیں گے۔ اور وہ آتے جاتے انہیں روندیں گے اور ان کا یہ عذاب دنیا و آخرت کے درمیان عالم برزخ میں ہوگا"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ وہ لوگ ہیں جو سودخور تھے۔ یہ اس شخص کی طرح (اپنے پاؤں پر) کھڑے نہ ہوسکیں گے جسے شیطان نے چھوکر دیوانہ کردیا ہو"۔ ①

اور ایک روایت میں ہے: آپ نے فرمایا: جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں نے ساتویں آسمان میں اپنے سر کے اوپر کڑک اور گرج سنی اور میں نے کچھ آدمی دیکھے ان کے پیٹ مکانوں کی طرح آگے نکلے ہوئے تھے جن میں سانپ اور بچھو تھے اور وہ ان کے پیٹ کے باہر سے نظر آرہے تھے۔ میں نے کہا: جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا: "یہ سودخور ہیں" ②

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: جب کسی بستی میں زنا اور سود عام ہوجاتا ہے تو اللہ اس کی ہلاکت کا حکم فرمادیتا ہے۔ ③

عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے: "جب لوگ درہم و دینار میں مصروف ہوجائیں، بیع عینہ کرنے لگیں، بیلوں کی دمیں پکڑ لیں اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ترک کردیں گے تو اللہ ان پر

---

① یہ ابوہارون العبدی عن ابی سعید کی سند سے مروی ہے۔ ابوہارون کا نام عمارہ بن جوین ہے، یہ ائمہ کے نزدیک ضعیف ہے۔

② امام احمد اور ابن ماجہ نے علی بن زید عن ابی الصلت عن ابی ہریرہ کی سند سے روایت کیا ہے۔ علی بن زید جو کہ ابن جدعان ہے اس کی تضعیف میں بہت کلام کیا گیا ہے۔

③ ابویعلی نے اسے جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

عذاب نازل فرمائے گا اور جب تک وہ اپنے دین کی طرف لوٹ نہ آئیں، وہ عذاب ان سے نہیں اٹھایا جائے گا"۔ ①

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس قوم میں سود عام ہو جائے تو ان میں دیوانگی عام ہو جاتی ہے، جس قوم میں زنا عام ہو جاتا ہے تو ان میں موت عام ہو جاتی ہے اور جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے تو اللہ ان سے بارش روک لیتا ہے"۔ ②

اور ایک طویل حدیث میں ہے:

"سود خور کو اس کی موت سے لے کر روز قیامت تک سرخ نہر میں تیرنے کی صورت میں عذاب دیا جائے گا، جو کہ خون کی مثل ہوگی۔ وہ پتھر نگلے گا اور یہ وہ حرام مال ہے جو اس نے دنیا میں جمع کیا تھا، وہ اس میں مشقت برداشت کرے گا۔ وہ آگ کے پتھر نگلے گا جیسے اس نے حرام نگلا تھا، اور وہ مال حرام ہوگا جیسے اس نے دنیا میں جمع کیا تھا، یہ قیامت کے دن سے پہلے اس کے لیے برزخی عذاب ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے لیے اللہ کی لعنت ہے۔" ③

جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

"چار قسم کے لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ پر حق ہے کہ وہ انہیں جنت میں داخل کرے گا نہ انہیں اس کی نعمتوں کا مزہ چکھائے گا: عادی شراب نوش، سود خور، مال یتیم کو ناحق کھانے والا اور اپنے والدین کا نافرمان، مگر یہ کہ وہ توبہ کر لیں"۔

یہ بھی وارد ہے کہ سود خور، سود کھانے کے لیے حیلہ سازی کرنے کی وجہ سے، کتوں اور خنزیروں کی صورت میں اُٹھائے جائیں گے۔ جیسا کہ اصحاب سبت (ہفتہ کے دن والوں) کی شکلوں کو مسخ کر دیا گیا تھا، جب انہوں نے مچھلیاں پکڑنے کے بارے میں حیلہ سازی کی جب اللہ نے انہیں ہفتہ کے دن ان کے شکار کرنے سے منع فرمایا تھا۔ انہوں نے مچھلیوں کے لیے تالاب بنا لیے، ہفتہ کے روز مچھلیاں ان میں آجاتیں اور وہ اتوار کے روز انہیں پکڑ لیتے۔ پس

---

① ابو داؤد۔ ② ابن ماجہ، بزار۔ ③ بخاری۔

جب انہوں نے یہ کیا تو اللہ نے انہیں بندر اور خنزیر بنا دیا۔

اسی طرح جو لوگ سود کے بارے میں مختلف حیلوں کے ذریعے حیلہ سازی کرتے ہیں۔ یقیناً اللہ پر ان حیلہ سازوں کا کوئی حیلہ مخفی نہیں۔ ایوب سختیانی نے کہا: وہ اللہ کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں، جس طرح وہ کسی بچے کو دھوکہ دیتے ہیں اور اگر وہ ظاہراً اس کا ارتکاب کرتے تو ان کے لیے آسان ہوتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ''سود کے ستر باب ہیں، ان میں سے سب سے ہلکا یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے نکاح کرے اور سب سے بڑا سودی باب یہ ہے کہ آدمی اپنے مسلمان بھائی کی عزت پر حملہ کرے''۔ ①

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو سود کا ذکر کیا اور اس کی سنگینی کے بارے میں بتایا تو فرمایا:

> ''آدمی جو درہم سود کے ذریعے حاصل کرتا ہے وہ اسلام میں چھتیس مرتبہ زنا کرنے سے بھی زیادہ سنگین ہے''۔ ②

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''سود کے ستر گناہ ہیں ان میں سے کم تر گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے جماع کرے''۔ ③

اور ایک روایت میں ہے:

> ''ان میں سے کم تر گناہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی ماں سے نکاح کرے''۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

> ''زائد دینے والا اور زائد لینے والا جہنمی ہیں''۔

ہم اللہ سے عافیت مانگتے ہیں۔

---

① طبرانی فی الاوسط

② ابن ابی الدنیا، بیہقی منذری نے اس کے ضعیف ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔

③ ابن ماجہ، بیہقی

فصل

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''جب تم نے کسی شخص سے قرض لینا ہو اور وہ تمہیں کوئی تحفہ پیش کرے تو اسے قبول نہ کرو، کیونکہ وہ سود ہے۔ حسن بصری نے فرمایا: ''جب تم نے کسی شخص سے قرض لینا ہو تو تم اس کے گھر سے جو کھاؤ گے وہ حرام ہوگا۔''

اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے ہے:

''ہر وہ قرض جو نفع کھینچ لائے وہ سود ہے''۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہی نے فرمایا:

''جس شخص نے کسی کے حق میں سفارش کی اور وہ اسے کوئی تحفہ پیش کرے تو یہ حرام ہے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے اس کی تصدیق ہوتی ہے:

''جس شخص نے کسی کے حق میں سفارش کی اور اس نے اسے تحفہ پیش کیا اور اس نے اسے قبول کر لیا تو وہ سود کے دروازوں میں سے ایک بڑے دروازے پر آیا۔'' ①

پس ہم اللہ سے دین و دنیا اور آخرت میں عفو و درگزر اور عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

☆☆☆

---

① الصغریٰ میں یہ اضافہ فضل کیا: ''سات مہلکات سے بچو''۔ سود کھانے کو ان میں ذکر کیا (متفق علیہ) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ سود کھانے والے اور کھلانے والے پر لعنت فرمائے''۔ (مسلم، ترمذی) اور یہ اضافہ نقل کیا۔ ''اس کے دونوں گواہوں اور اس کے لکھنے والے پر'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سود کھانے والا، کھلانے والا اور اس کا لکھنے والا، جب انہیں اس کے متعلق معلوم ہو تو وہ روز قیامت، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر لعنتی ہیں۔''

(۱۳) مال یتیم کو کھانا اور اس پر ظلم کرنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِىْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا۝﴾ (النسآء: ٤/ ١٠)

''یقیناً وہ لوگ جو ظلم سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں، وہ اپنے پیٹ میں انگارے بھرتے ہیں اور وہ عنقریب بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے''۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ.﴾ (الانعام: ٦/١٥٢)

''اور یتیم کے مال کے نزدیک نہ جاؤ، مگر مستحسن طریقے سے یہاں تک وہ اپنے سن بلوغ کو پہنچ جائے''۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کے موقع پر فرمایا:

''میں نے اچانک کچھ آدمی دیکھے کہ کچھ لوگ ان پر مامور ہیں جو ان کے جبڑوں کو کھولتے ہیں اور دوسرے لوگ آ کے پتھر لے کر آتے ہیں اور انہیں ان کے مونہوں میں پھینکتے ہیں اور وہ ان کی پیٹھ سے نکل جاتے ہیں۔ تو (یہ منظر دیکھ کر) میں نے کہا: جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ وہ لوگ ہیں جو ظلم سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں۔ وہ اپنے پیٹ میں انگارے بھرتے ہیں''۔ ①

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ عزوجل ایک قوم کو ان کی قبروں سے اٹھائے گا، ان کے پیٹ سے آگ نکل رہی ہوگی۔ ان کے مونہوں سے آگ بھڑک رہی ہوگی۔ انہوں نے عرض کیا۔ اللہ کے رسول! وہ کون

---

① مسلم

لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: کیا تم اللہ تعالیٰ کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا.﴾

(النساء: ٤/ ١٠)

''یقیناً وہ لوگ جو ظلم سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں، وہ اپنے پیٹ میں انگارے بھرتے ہیں''۔

السدی رحمہ اللہ نے فرمایا: ''ظلم سے یتیم کا مال کھانے والا، روز قیامت اس حالت میں میدان حشر میں آئے گا کہ اس کے منہ، اس کے کانوں، اس کی ناک اور اس کی آنکھوں سے آگ نکل رہی ہوگی۔ اسے دیکھنے والا ہر شخص یہ پہچان لے گا کہ وہ یتیم کا مال کھانے والا ہے''۔

علماء نے فرمایا:

''یتیم کی کفالت کرنے والا ہر شخص اگر تو وہ فقیر ہے اور اس نے بھلے طریقے سے اس کے مال سے اس قدر کھالیا، جو اس کے مصالح اور اس کے مال کی افزائش کے لیے ضروری ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں اور بھلے طریقے سے جو زائد ہوا تو وہ حرام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ.﴾

(النساء: ٤/ ٦)

''اور جو دولت مند ہو، اسے چاہیے کہ وہ پرہیز کرے اور جو غریب ہو اسے چاہیے کہ وہ بقدر ضرورت کھائے''۔

بھلے طریقے سے کھانے کے متعلق چار اقوال ہیں:

۱۔ وہ بطور قرض لے۔

۲۔ ضرورت کے مطابق کھائے اسراف نہ کرے۔

۳۔ جس قدر یتیم کا کام کرے اس قدر اس کے مال سے لے لے۔

۴۔ ضرورت کے تحت لے لے، اگر ہو سکے تو اس کی قضا کرے اور اگر ادائیگی کرنا ممکن نہ ہو تو پھر وہ اس کے لیے حلال ہے۔

ابن جوزی نے یہ چاروں اقوال اپنی تفسیر میں نقل کیے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے"۔ ①

آپ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی سے اشارہ کیا اور پھر آپ نے دونوں انگلیوں کے مابین فرق کیا:

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"یتیم کی کفالت کرنے والا، وہ (یتیم) اس کا اپنا رشتہ دار ہو یا کوئی اور تو میں اور وہ جنت میں اس طرح ہوں گے"۔ آپ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی سے اشارہ کیا"۔

یتیم کی کفالت یہ ہے کہ اس کے معاملات کو درست رکھا جائے، اس کے طعام ولباس اور اگر اس کا مال ہو تو اس کی افزائش کے مصالح کے لیے کوشش کی جائے اور اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے اس پر خرچ کیا جائے، اسے لباس فراہم کیا جائے۔

حدیث میں ہے "لـه أو لغيره" یعنی "وہ یتیم اس کا کوئی قریبی ہو یا کوئی غیر" یہ سب برابر ہے، قرابت مثلاً یتیم کا دادا یا اس کا بھائی یا اس کی ماں یا اس کا چچا یا اس کی ماں کا خاوند یا اس کا ماموں یا کوئی بھی قریبی رشتہ دار اس کی کفالت کرے اور اجنبی سے مراد وہ ہے جس کی اس کفالت کرنے والے کے ساتھ کوئی قرابت نہ ہو۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص کسی مسلمان یتیم بچے کو اپنے کھانے پینے میں ساتھ ملا لے، حتی کہ اللہ اسے بے نیاز کر دے تو اگر وہ کوئی ایسا ناقابل معافی جرم نہ کرے تو اللہ اس کے لیے جنت کو واجب قرار دے دیتا ہے"۔ ②

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص اللہ کی رضامندی کے لیے کسی یتیم کے سر پر دست شفقت پھیرتا ہے تو اس

---

① بخاری ② ترمذی

کے ہاتھ کے نیچے آنے والے ہر بال کے بدلے میں اس کے لیے ایک نیکی ہے اور جو شخص اپنے زیر کفالت یتیم لڑکے یا یتیم لڑکی سے حسن سلوک کرے تو میں اور وہ جنت میں اس طرح ہوں گے"۔ ①

ایک آدمی نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے کہا: مجھے کوئی وصیت کریں، انہوں نے کہا: "یتیم پر رحم کر، اسے اپنے قریب کر اور اپنے کھانے سے اسے کھلا، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا۔ ایک آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے اپنے دل کی سختی کے متعلق شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا دل نرم ہو جائے تو پھر یتیم کو اپنے قریب کرو، اس کے سر پر دست شفقت پھیرو، اپنے کھانے سے اسے کھلاؤ۔

پس یہ چیز تمہارے دل کو نرم کر دے گی اور تم اپنی حاجت برآوری پر قادر ہو جاؤ گے۔ ②

بعض سلف سے حکایت بیان کی گئی ہے وہ بیان کرتے ہیں: میں شروع شروع میں معاصی اور شراب نوشی کا رسیا تھا، پس ایک روز میں نے یتیم ومحتاج بچے کو حاصل کیا۔ اس سے اچھا سلوک کیا، اسے کھانا کھلایا، لباس پہنایا، اسے نہلایا اور اس کی میل کچیل دور کی۔ اس کے بالوں کو سنوارا، جس طرح آدمی اپنے بچے کی تکریم کرتا ہے اس کی تکریم کی، بلکہ اس سے بھی زیادہ اس کے بعد میں رات کو سویا تو خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے اور مجھے حساب کے لیے بلایا گیا ہے۔ میرے گناہوں اور برے کرداروں کی وجہ سے مجھے جہنم رسید کرنے کا فیصلہ سنا دیا گیا ہے۔ جہنم کے داروغے مجھے گھسیٹ رہے ہیں تا کہ وہ مجھے جہنم کی طرف لے جائیں، میں حقیر وذلیل کی حیثیت سے ان کے ہاتھوں میں ہوں اور وہ مجھے گھسیٹ کر جہنم کی طرف لے جا رہے ہیں کہ اچانک وہ یتیم راستے میں آجاتا ہے اور کہتا ہے: میرے رب کے فرشتو! اس کو چھوڑ دو حتی کہ میں اس کے بارے میں اپنے رب سے سفارش کرلوں، کیونکہ اس نے میرے ساتھ احسان کیا تھا اور میری تکریم کی تھی۔ فرشتے کہیں گے، ہمیں اس کا حکم نہیں دیا گیا، اتنے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئے گی۔ اسے چھوڑ دو اس نے یتیم کے ساتھ جو احسان کیا تھا، اس کے بدلے میں یتیم نے

---

① احمد ② طبری

اس کی سفارش کی تو میں نے اسے قبول کرلیا۔ وہ بیان کرتے ہیں: میں بیدار ہوا تو میں نے اللہ عزوجل کے حضور توبہ کی اور میں نے اپنے آپ کو یتیموں پر رحم کرنے کے لیے وقف کرلیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم، انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''جس گھر میں یتیم ہو اور اس سے اچھا سلوک ہوتا ہو تو وہ گھر سب سے بہتر ہے اور سب سے برا گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس سے برا سلوک کیا جاتا ہو اور اللہ تعالیٰ کو وہ شخص انتہائی پسند ہے جو کسی یتیم یا بیوہ خاتون کے ساتھ بھلائی کرتا ہے''۔

مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی: داؤد! یتیم کے لیے رحیم باپ کی طرح اور بیوہ کے لیے شفیق خاوند کی طرح ہوجا۔ جان لے، جیسا بوؤ گے ویسا کاٹو گے، اس کا معنی ہے کہ جیسا تم کرو گے ویسا ہی تمہارے ساتھ کیا جائے گا، یعنی یہ تو ضروری ہے کہ تم نے فوت ہونا ہے اور اپنے پیچھے یتیم بچہ یا بیوہ عورت چھوڑ کر جانا ہے۔ داود علیہ السلام نے اپنی مناجات میں عرض کیا: میرے معبود! جو شخص تیری رضا کی خاطر یتیم اور بیوہ کی مدد کرتا ہے، اس کی جزا کیا ہے؟ اللہ نے فرمایا: ''اس کی جزا یہ ہے کہ میں اس کو اس روز اپنے سائے میں جگہ عطا کروں گا، جب میرے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا، اس سے مراد ہے کہ قیامت کے دن اپنے عرش کے سائے میں جگہ دوں گا۔

بعض علماء یتیموں اور بیوہ عورتوں کے ساتھ احسان کرنے کی فضیلت کے بارے میں بیان ہوا ہے کہ ایک شخص نے بلاد عجم میں سے بلخ شہر میں قیام کیا، اس کی بیوی علویہ تھی اور اسی سے بیٹیاں بھی تھیں، وہ خاندان بہت خوشحال زندگی بسر کررہا تھا۔ پس خاوند فوت ہوگیا تو اس کے بعد عورت اور اس کی بیٹیاں فقر وقلت سے دوچار ہوگئیں، تو وہ دشمنوں کے خوش ہونے کے اندیشے سے اپنی بیٹیوں کے ساتھ کسی دوسرے ملک کے لیے روانہ ہوئی۔ اس نے اپنے سفر کا آغاز سخت سردی میں کیا، جب وہ اس شہر میں پہنچی تو اس نے اپنی بیٹیوں کو ایک ویران مسجد میں بٹھایا اور خود ان کے لیے خوراک کا انتظام کرنے کے لیے چلی گئی۔ وہ دو گروہوں کے پاس سے گزری، ایک گروہ ایک مسلمان شخص کے پاس جمع تھا اور وہ شخص شہر کا بڑا تھا اور دوسرا گروہ ایک مجوسی شخص کے پاس جمع تھا، جو شہر کا ضامن اور ذمہ دار تھا۔ اس عورت نے مسلمان شخص سے ابتدا کی اور اسے

اپنے حالات سے آگاہ کیا اور بتایا کہ میں ایک علوی عورت ہوں، میرے ساتھ یتیم بیٹیاں ہیں، میں نے انہیں ایک غیر آباد مسجد میں بٹھایا ہے اور میں ان کے لیے رات کا کھانا چاہتی ہوں۔ اس نے کہا: مجھے ثبوت پیش کرو کہ تم ایک علوی شریف زادی ہو، اس نے کہا: میں تو ایک پردیسی خاتون ہوں، شہر میں تو کوئی بھی ایسا نہیں جو مجھے جانتا پہچانتا ہو۔ پس اس شخص نے اس خاتون سے منہ موڑ لیا۔ تو وہ شکستہ دل ہو کر اس سے چل پڑی۔ پھر وہ اس مجوسی شخص کے پاس گئی اور اسے اپنے حالات بتائے اور اسے بتایا کہ اس کے ساتھ یتیم بیٹیاں بھی ہیں اور وہ ایک شریف زادی پردیسی عورت ہے۔ اس نے مسلمان بڑے کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ بھی اسے بیان کیا۔ پس وہ کھڑا ہوا اور اپنی بعض خواتین کو بھیجا، وہ اس خاتون اور اس کی بیٹیوں کو اس کے گھر لے آئیں۔ اس نے انہیں بہترین کھانا کھلایا اور فاخرانہ لباس پہنایا۔ انہوں نے نعمت وعزت کے ساتھ اس کے ہاں رات بسر کی۔ بیان کرتے ہیں کہ جب آدھی رات ہوئی تو اس مسلمان شیخ نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے پاس جھنڈا لگا دیا گیا ہے۔ سبز زمرد کا محل ہے، جس کے کنگرے موتیوں اور یاقوت کے ہیں، اس کے گنبد موتیوں اور مرجان کے ہیں۔ اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول! یہ محل کس کا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”موحد مسلمان شخص کے لیے ہے“۔ اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں موحد مسلمان شخص ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مجھے ثبوت فراہم کرو کہ تم موحد مسلمان ہو“۔ اس پر وہ حیران پریشان ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: جب علویہ خاتون تیرے پاس آتی تھی تو تو نے کہا تھا: مجھے ثبوت فراہم کرو کہ تم علویہ ہو، اس طرح تم بھی مجھے ثبوت مہیا کرو کہ تم مسلمان ہو۔ پس وہ شخص اس خاتون کو خالی ہاتھ لوٹانے پر غم زدہ ہو گیا۔ پھر وہ اس کا سراغ لگانے کے لیے شہر کے چکر لگانے لگا، حتی کہ اسے بتایا گیا کہ وہ مجوسی کے پاس ہے۔ اس نے اسے پیغام بھیجا، وہ اس کے پاس آیا تو اس نے اسے کہا: میں تم سے شریف زادی علویہ اور اس کی بیٹیاں لینا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا: میں یہ نہیں کر سکتا، مجھے تو ان سے بہت سی برکات حاصل ہوئی ہیں۔ اس نے کہا: مجھ سے ہزار دینار لے لو اور انہیں میرے حوالے کر دو۔ اس نے جواب دیا۔ میں ایسے نہیں کروں گا۔ الشیخ نے کہا: وہ مجھے ضرور چاہئیں، اس پر اس شخص نے کہا: جو چیز تم چاہتے ہو،

میں اس کا زیادہ حق دار ہوں، تم نے جو محل خواب میں دیکھا ہے، وہ میرے لیے بنایا گیا ہے۔ کیا تم مجھے اسلام کے متعلق بتاتے ہو؟ اللہ کی قسم! میں نے اور میرے اہل وعیال نے رات سونے سے پہلے ہی اس علویہ خاتون کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا تھا اور جو کچھ تم نے خواب میں دیکھا ہے، وہی کچھ میں نے خواب میں دیکھا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا:

”علویہ خاتون اور اس کی بیٹیاں تیرے پاس ہیں؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ”وہ محل تیرے اور تیرے اہل وعیال کے لیے ہے، نیز تم اور تمہارے اہل خانہ جنتی ہو۔ اللہ نے ازل ہی سے تمہیں مومن پیدا کیا تھا“۔ بیان کرتے ہیں کہ وہ مسلمان اس قدر رنج وغم کے ساتھ واپس ہوا کہ اس کیفیت کو بس اللہ ہی جانتا ہے۔ اللہ تم پر رحم کرے! بیوہ اور یتیم بچیوں کے ساتھ حسن سلوک کی برکت اور اس حسن سلوک کرنے والے کو جو دنیا میں عزت ملی اس کا مشاہدہ کرو۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

> ”بیوہ اور مساکین کی ضرورتوں کا خیال رکھنے والا اور ان کے لیے تگ ودو کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے“۔ ①

راوی بیان کرتے ہیں، میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا:

> ”وہ اس قیام کرنے والے کی طرح ہے جو سستی اور کمزوری نہیں دکھاتا اور اس روزہ دار کی طرح ہے جو افطار نہیں کرتا“۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ہمیں بھی ان کاموں کی توفیق عنایت فرمائے، کیونکہ وہ سخی داتا، فیاض، بخشنے والا شفیق ومہربان ہے۔

☆☆☆

---

① بخاری، مسلم

(۱۴) اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ پر جھوٹ بولنا

اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ﴾ (الزمر: ۶۰/۳۹)

''اور قیامت کے دن آپ ان لوگوں کو دیکھیں گے جنہوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہوگا، کہ ان کے چہرے سیاہ ہوں گے''۔

حسن بصری نے فرمایا کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں: ''اگر ہم نے چاہا تو ہم نے کیا اور اگر ہم نے چاہا تو ہم نے نہ کیا''۔

ابن جوزی نے اپنی تفسیر میں کہا: علماء کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا کفر ہے، جو کہ ملت اسلامیہ سے خارج کر دیتا ہے، دوسری ملت (کفر) کی طرف منتقل کر دیتا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ اور اس کے رسول پر، حلال کو حرام کرنے اور حرام کو حلال کرنے کے بارے میں جھوٹ بولنا، خالص کفر ہے، جبکہ اس کے علاوہ جھوٹ بولنے کی الگ حیثیت ہے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص نے مجھ پر جھوٹ باندھا' اس کے لیے جہنم میں گھر بنا دیا جاتا ہے''۔ ①

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص عمداً مجھ پر جھوٹ بولے تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے''۔

''جس شخص عمداً مجھ سے کوئی حدیث روایت کرے، اور اسے پتہ ہو کہ وہ جھوٹ ہے، تو وہ بھی ایک جھوٹا شخص ہے''۔ ②

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''یقیناً مجھ پر جھوٹ بولنا، میرے علاوہ کسی اور پر جھوٹ بولنے کی طرح نہیں، جو شخص

---

① بخاری و مسلم ② مسلم

مجھ پر جھوٹ بولے تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے''۔ ①

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص میری طرف (نسبت) سے کوئی بات بیان کرے، جو میں نے نہ کی ہو تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے''۔ ②

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مومن خیانت اور جھوٹ کا ارتکاب نہیں کر سکتا''۔ ③

☆☆☆

---

① بخاری (۱۲۹۱) مسلم (٤)

② احمد - ۵/۲۹۷)

③ بزار' ابو یعلی

(۱۵) میدان جہاد سے فرار

جب دشمن کی تعداد مسلمان سے دگنی نہ ہو تو میدان جہاد سے فرار ہونا کبیرا گناہ ہے، مگر قتال کے لیے پینترا بدلنے والا یا اپنی جماعت کی طرف پلٹ کر آنے والا ہو اگرچہ وہ دور ہو تو پھر یہ شخص جہاد سے فرار ہونے کے زمرے میں نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ۝﴾ (الانفال: ۸/ ۱۶)

''اور جو اس دن ان سے پیٹھ پھیرے گا ماسوا اس بات کے کہ وہ لڑائی کی خاطر پہلو بدل رہا ہو یا اپنے ہی کسی دوسرے گروہ سے جا ملتا ہے، تو بے شک اس نے اللہ کا غضب اپنے سر پر لے لیا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے''۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''سات مہلکات سے اجتناب کرو۔'' صحابہ نے عرض کیا، اللہ کے رسول! وہ کیا ہیں؟ فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، جس جان کو قتل کرنا اللہ نے حرام قرار دیا ہو اسے ناحق قتل کرنا، سود کھانا، مال یتیم کو کھانا، جہاد سے فرار ہونا اور پاک دامن بے خبر مومنات پر الزام لگانا''۔ ①

ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، جب یہ آیت نازل ہوئی:

﴿اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْۤا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۝﴾ (الانفال: ۸/ ۶۶)

''اب اللہ نے تم پر سے بوجھ (اور بھی) ہلکا کر دیا ہے، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ تم میں کمزور و ناتواں بھی ہیں۔ پس اگر تم میں سے ایک سو ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو وہ دو سو پر غالب آئیں گے اور اگر تم میں سے ایک ہزار ہوں گے تو وہ اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب آئیں گے اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے''۔

پس ان پر فرض کر دیا کہ سو، دو سو سے فرار نہ ہو۔

---

① بخاری (۲۷۶۶) مسلم (۸۹)

(١٦) حکمران کا رعیت سے دغا بازی اور ظلم کرنا:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝﴾ (الشورى: ٤٢/٤٢)

''الزام تو ان پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں، اور ملک میں ناحق فساد پھیلاتے ہیں، ان لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہے''۔

اور فرمایا: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ۝ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ۝﴾ (ابراهيم: ١٤/٤٢_٤٣)

''اور اللہ کو ان کاموں سے بے خبر خیال نہ کیجئے جو ظلم کر رہے ہیں، وہ تو ان کو اس دن تک مہلت دے رہا ہے، جس دن آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔ سر اوپر کو اٹھائے ہیبت کے مارے جلدی جلدی آنکھیں جھپک رہے ہوں گے، ان کی آنکھیں ان کی طرف پھر نہ پلٹیں گی، اور ان کے دل پریشان ہوں گے''۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۝﴾ (الشعرا: ٢٦/٢٢٧)

''اور جن لوگوں نے ظلم کیا ہے، ان کو جلد معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس جگہ لوٹ کر جاتے ہیں''۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝﴾ (المائدة: ٥/٧٨-٧٩)

''وہ جو برے کام کر بیٹھتے تھے، ان سے ایک دوسرے کو روکتے نہ تھے، واقعی ہی ان کا یہ فعل بہت برا تھا''۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص نے ہم سے دغابازی کی وہ ہم میں سے نہیں''۔ ①

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ظلم، روز قیامت، ظلمات (کا سبب) ہوگا''۔ ②

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم میں سے ہر شخص نگہبان و ذمہ دار ہے، اور تم میں سے ہر ایک اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے''۔ ③

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس ذمہ دار شخص نے اپنی رعیت سے دغابازی کی تو وہ جہنمی ہے''۔ ④

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ جس شخص کو کسی رعیت کا ذمہ دار بنا دے پھر وہ ان سے خیر خواہی نہ کرے تو اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے''۔ ⑤

اور فرمایا:

''اور وہ جس دن اس حال میں فوت ہو جائے کہ وہ اپنی رعیت کے متعلق دغاباز ہو تو اللہ نے اس پر جنت کو حرام قرار دیا ہے''۔ ⑥

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو حاکم لوگوں کے مابین فیصلہ کرتا ہے، تو قیامت کے روز اسے روک لیا جائے گا اور فرشتے نے اسے اس کی گدی سے پکڑ رکھا ہوگا، اگر اس (اللہ) نے فرما دیا کہ اسے ڈال دو، تو وہ اسے ڈال دے گا تو وہ جہنم میں چالیس برس تک رہے گا''۔ ⑦

---

① مسلم (١٠١)

② بخاری (٢٤٤٧) مسلم (٢٥٧٩)

③ بخاری (٨٩٣) مسلم (١٨٢٩)

④ مسند احمد (٥/٢٥)

⑤ بخاری (٧١٥١)

⑥ بخاری (٧١٥١) مسلم (١٤٢)

⑦ ابن ماجہ اور بزار نے اسی طرح حدیث ابن مسعود سے روایت کیا ہے۔ دونوں کی سند میں مجالد بن سعید، مختلف فیہ ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''حکمرانوں، ذمہ داران اور امانت داروں کے لیے ویل ہے۔ روز قیامت لوگ آرزو کریں گے کہ کاش ان کے گیسو ثریا کے ساتھ معلق ہوتے اور وہ عذاب میں مبتلا رہے لیکن یہ امارت وغیرہ کے کام اختیار نہ کرتے۔'' ①

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''روز قیامت عدل کرنے والے قاضی پر ایک ایسی گھڑی آئے گی کہ وہ خواہش کرے گا کہ اس نے دو آدمیوں کے درمیان ایک کھجور کے بارے میں بھی کبھی فیصلہ نہ کیا ہوتا''۔ ②

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''دس آدمیوں کے امیر و حکمران کو قیامت کے دن لایا جائے گا کہ اس کا ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ بندھا ہوا ہوگا۔ اب یا تو اس کا عدل اسے چھڑا دے گا یا اس کا ظلم اسے ہلاک کردے گا''۔ ③

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے کہ آپ نے فرمایا:

''اے اللہ! جس شخص کو اس امت کے کسی معاملے کا ذمہ دار بنادیا جائے اور وہ ان کے ساتھ نرمی کرے، تو تو بھی اس کے ساتھ نرمی و مہربانی فرمانا اور جو شخص ان پر سختی کرے تو تو بھی اس پر سختی فرمانا''۔ ④

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ جس شخص کو مسلمانوں کے امور میں سے کسی چیز کا ذمہ دار بنادے اور وہ ان کی حاجات و ضروریات اور ان کے فقر کے متعلق کار برآری نہ کرے، چھپا رہے تو اللہ بھی اس کی حاجت و ضرورت اور اس کے فقر و محتاجی سے کے آگے پردہ ڈال دے گا''۔ (انہیں حل نہیں کرے گا جس طرح وہ لوگوں کے مسائل حل نہیں کیا کرتا تھا) ⑤

---

① احمد ② بزار۔ طبرانی فی الاوسط ③ احمد۔ ابن حبان

④ مسلم، نسائی ⑤ ابوداؤد۔ ترمذی

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''عنقریب فاسق ظالم حکمران ہوں گے، پس جس شخص نے ان کے جھوٹ کی تصدیق کی اور ان کے ظلم پر ان کی مدد کی، تو ایسا شخص مجھ سے ہے نہ میں اس سے اور وہ حوض کوثر پر بھی نہیں آئے گا''۔ ①

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میری امت میں سے دو قسم کے لوگ ہیں، جنہیں میری شفاعت نصیب نہیں ہوگی۔ ظالم دغا باز بادشاہ اور دین میں غلو کرنے والا، ان کے خلاف گواہی دی جائے گی اور ان سے لاتعلقی کا اظہار کیا جائے گا۔'' ②

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''روز قیامت ظالم بادشاہ کو سب سے زیادہ عذاب دیا جائے گا''۔ ③

اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لوگو! نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو، اس سے پہلے کہ تم اللہ سے دعائیں کرو اور وہ قبول نہ ہوں، تم اللہ سے مغفرت طلب کرو وہ تمہیں معاف نہ کرے، کیونکہ یہود کے علماء اور عیسائیوں کے راہبوں نے جب نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا چھوڑ دیا تو اللہ نے ان کے انبیاء کی زبان پر ان پر لعنت فرمائی پھر ان پر عمومی طور پر عذاب بھیج دیا''۔ ④

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص نے ہمارے اس امر (دین) میں کوئی نیا کام جاری کیا جو اس سے نہیں تو وہ مردود ہے۔ اور جس نے کوئی نیا کام جاری کیا یا کسی نئے کام جاری کرنیوالے (بدعتی) کو پناہ دی تو اس پر اللہ فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو اللہ اس کا کوئی فرض بقول کرتا ہے نہ نفل۔'' ⑤

---

① احمد، ابو داؤد ② طبرانی فی الکبیر ③ طبرانی

④ اصبہانی نے حدیث ابن عمر سے روایت کیا ہے اور منذری نے اس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے۔

⑤ بخاری، مسلم

اور حدیث میں یہ بھی ہے:

''جو شخص رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جاتا اور جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا تو اللہ اس پر رحم نہیں کرتا''۔ ①

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''امام عادل کو اللہ اس روز اپنے سائے میں جگہ نصیب فرمائے گا، جب اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا'' ②

اور فرمایا:

''انصاف کرنے والے نور کے منبروں پر ہوں گے، جو اپنے فیصلوں، اپنے اہل و عیال اور ماتحتوں کے درمیان انصاف کرتے تھے''۔ ③

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا:

''ان کے قیمتی اور عمدہ قسم کے مال لینے سے بچنا اور مظلوم کی بددعا سے بھی بچنا، کیونکہ اس (بددعا) کے اور اللہ کے مابین کوئی پردہ نہیں''۔ ④

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تین قسم کے لوگ ہیں جن سے اللہ روز قیامت کلام نہیں فرمائے گا۔ آپ نے جھوٹے بادشاہ کا بھی ان میں ذکر فرمایا''۔ ⑤

اور آپ نے فرمایا:

''تم یقیناً امارت وحکمرانی کی حرص کرو گے، جبکہ روز قیامت وہ ندامت کا باعث ہوگی''۔ ⑥

اور بخاری کی روایت میں یہ بھی ہے:

''اللہ کی قسم! ہم اس عمل (امارت) پر کسی ایسے شخص کو مامور نہیں کریں گے جو اس کا

---

① بخاری، مسلم، ترمذی
② بخاری (٦٦٠)، مسلم (١٠١٣)
③ مسلم (١٨٢٧)
④ بخاری (٢٤٤٨)، مسلم (١٩)
⑤ مسلم (١٠٧)
⑥ بخاری (٧١٤٨)

طلب گار رہو یا وہ اس کا حریص ہو''۔ ①

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کعب بن عجرہ! اللہ آپ کو نادانوں کی امارت سے پناہ میں رکھے، میرے بعد حکمران ہوں گے، جو میری ہدایت کے ذریعے ہدایت حاصل کریں گے نہ میری سنت پر چلیں گے''۔ ②

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا:

''جو شخص مسلمانوں کے قاضی بننے کا منصب طلب کرے حتی کہ وہ اس پر فائز ہو جائے، پھر اس کا عدل، اس کے ظلم پر غالب آ جائے تو اس کے لیے جنت ہے اور جس کا ظلم اس کے عدل پر غالب آ جائے تو اس کے لیے جہنم ہے''۔ ③

اور آپ نے فرمایا:

''تم عنقریب امارت کی حرص کرو گے جبکہ روز قیامت وہ ندامت کا باعث ہو گی''۔ ④

عمر رضی اللہ عنہ نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے کہا: مجھے کوئی حدیث بیان کریں جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو تو ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرماتے ہوئے سنا:

''حکمران کو روز قیامت لایا جائے گا اور اسے جہنم کے پل پر پھینک دیا جائے گا، وہ پل اس شدت سے ہلائے گا کہ اس کا کوئی جوڑ اپنی جگہ پر نہیں رہے گا، پس اگر وہ اپنے عمل میں اللہ کی اطاعت کرنے والا ہوا تو وہ وہاں سے گزر جائے گا اور اگر اس نے اپنے عمل میں اللہ کی نافرمانی کی ہو گی تو پل میں سوراخ ہو جائے گا اور اسے پچاس سال کی مقدار جہنم میں پھینک دیا جائے گا''

تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابو ذر! اسے کون طلب کرے گا؟ انہوں نے کہا: جو اللہ کے لیے

---

① بخاری (۷۱٤۹' مسلم (۱٤)

② احمد (۳۲۱/۳)' حاکم (٤۲۲/٤)

③ ابو داؤد

④ پوری حدیث اس طرح ہے: ''اس کا ملنا اچھا ہے اور اس کا چلے جانا برا ہے'' (بخاری، نسائی)

اپنی ناک کاٹ دے اور اپنے رخسار کو مٹی سے ملا دے۔ ⑤

عمرو بن مہاجر بیان کرتے ہیں: عمر بن عبدالعزیز نے مجھے فرمایا: جب تم مجھے حق سے انحراف کرتا ہوا دیکھو تو اپنا ہاتھ میرے گریبان پر رکھ کر کہنا: ''عمر کیا کر رہے ہو؟

ظالم کے نام پر راضی ہونے والے! تم پر کس قدر مظالم ہیں، قید، جہنم ہے اور حاکم حق ہے، جس چیز کے بارے میں تم جھگڑا کرتے ہو، اس میں تمہارے لیے کوئی حجت نہیں۔ قبر ہولناک ہے، پس تم اپنی اسیری کو یاد کرو اور حساب طویل ہے، پس اپنے آپ کو رہا کرا، عمر ایک دن کی طرح ہے، پس جلدی کر، تو اپنے مال سے خوش ہوتا ہے جبکہ کمائی حرام ہے، تو اپنی امیدوں پر اتراتا ہے حالانکہ چلنا جلدی سے ہے، بے شک ظلم جو ہے، اس سے انگلی کے پور کے برابر بھی کچھ نہیں چھوڑا جائے گا، پس جب تم ظالم کو دیکھو کہ ظلم بہت ہو گیا ہے تو پھر پرسکون رہو' کیونکہ بسا اوقات جب وہ کسی رات سوئے گا تو اس کے جسم میں پھوڑے نکل آئیں گے۔

☆☆☆

---

⑤ اس طرح کی روایت ابن ابی الدنیا نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے جسے منذری نے ضعیف قرار دیا ہے۔

(۱۷) تکبر

تکبر، فخر، غرور اور اکڑ کبیرہ گناہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَقَالَ مُوْسٰی عُذْتُ بِرَبِّیْ وَ رَبِّکُمْ مِّنْ کُلِّ مُتَکَبِّرٍ لَّا یُؤْمِنُ بِیَوْمِ الْحِسَابِ۝﴾ (المؤمن: ٢٧/٤٠)

''اور موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: میں اپنے اور تمہارے رب کی پناہ لے چکا ہوں ہر اس متکبر شخص سے جو روز حساب پر ایمان نہیں لاتا''۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَکْبِرِیْنَ﴾ (النحل: ٢٣/١٦)

''وہ تکبر کرنے والوں کو یقیناً پسند نہیں کرتا''۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ایک مرتبہ ایک آدمی اترا کر چل رہا تھا کہ اللہ نے اچانک اسے زمین میں دھنسا دیا، اب وہ قیامت تک اس میں دھنستا چلا جا رہا ہے''۔ ①

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جابر اور متکبر قسم کے لوگ روز قیامت چیونٹیوں کی طرح جمع کیے جائیں گے، لوگ انہیں روندیں گے اور ذلت ہر جگہ سے انہیں ڈھانپ لے گی''۔ ②

سلف میں سے کسی نے کہا، سب سے پہلا گناہ، جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نافرمانی کی گئی، تکبر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ﴾ (البقرہ: ٣٤/٢)

---

① بخاری (٥٧٨٩)، مسلم (٢٠٨٨) ② احمد (٢/١٧٩) ترمذی (٢٤٩٢)

’’اور (یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا، اس نے نہ مانا، تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے تھا۔‘‘

پس جو شخص حق پر تکبر کرے تو اس کا ایمان اس کے لیے نافع نہیں، جیسا کہ ابلیس نے کیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، آپ نے فرمایا:

’’جس شخص کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہوگا، وہ جنت میں نہیں جائے گا‘‘۔ ①

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝﴾ (لقمان: ١٨/٣١)

’’یقیناً اللہ ہر اترانے والے اور شیخی والے کو پسند نہیں کرتا‘‘۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ نے فرمایا: عظمت میری ازار اور کبریائی میری چادر ہے، پس جس شخص نے ان میں سے کھینچنے کی کوشش کی تو میں اسے جہنم میں ڈالوں گا‘‘۔ ②

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’جنت اور جہنم میں جھگڑا ہوا، تو جنت نے کہا: میرے لیے کیا ہے، مجھ میں تو ضعیف اور غیر اہم لوگ ہی داخل ہوں گے؟ جہنم نے کہا: میرے اندر تو جابر اور متکبر قسم کے لوگ آئیں گے‘‘۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝﴾ (لقمان: ١٨/٣١)

’’اور لوگوں سے بے رخی نہ کر، اور زمین پر اترا کر نہ چل، اللہ کسی اترانے والے اور شیخی والے کو پسند نہیں کرتا‘‘۔

سلمہ بن اکوع بیان کرتے ہیں: ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بائیں

---

① مسلم (٩١) مسلم (٢٦٢٠)

② بخاری (٤٨٥٠) مسلم (٢٨٤٦)

ہاتھ سے کھایا، آپ نے فرمایا: ''دائیں ہاتھ سے کھاؤ''۔ اس نے کہا: میں استطاعت نہیں رکھتا، تو آپ نے فرمایا: ''تو استطاعت نہیں رکھتا، اس کو صرف تکبر نے روکا ہے''۔ پس وہ بعد میں اس ہاتھ کو اپنے منہ تک نہیں اٹھا سکا۔ ①

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کیا میں تمہیں جہنمیوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ فرمایا: ہر اکھڑ مزاج، اترا کر چلنے والا اور متکبر''۔ ②

ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

''جو شخص اترا کر چلتا ہے اور اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے تو وہ اللہ سے ملاقات کرے گا تو وہ اس پر ناراض ہوگا''۔ ③

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جو صحیح ثابت ہے کہ پہلے تین شخص جو جہنم میں جائیں گے:

''ظالم بادشاہ، زکوٰۃ ادا نہ کرنے والا مال دار اور متکبر فقیر''۔ ④

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تین قسم کے لوگ ہیں، اللہ جن کی طرف روزِ قیامت (نظر رحمت سے) نہیں دیکھے گا، انہیں پاک نہیں کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا، ازار لٹکانے والا، احسان جتلانے والا اور جھوٹی قسم سے اپنا سودا بیچنے والا''۔

''مسبل'' اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنا ازار یا اپنا کپڑا یا اپنی شلوار ٹخنوں سے نیچے تک لٹکاتا ہے حتی کہ وہ اس کے پاؤں پر آ جاتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو ازار ٹخنوں سے نیچے ہو تو وہ آگ میں ہے''۔ ⑤

---

① مسلم (٢٠٢١)

② بخاری (٤٩١٨) مسلم (٢٨٥٣)

③ بخاری فی الادب المفرد (٥٤٩)

③ احمد (٢/ ٤٢٥) روایت ضعیف ہے۔

⑤ بخاری

سب سے برا تکبر جو کسی میں ہو سکتا ہے، وہ شخص ہے جو اپنے علم کی بدولت بندوں پر تکبر کرتا ہے اور اپنی فضیلت کی وجہ سے اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے، پس یہ علم اس کے لیے نفع مند نہیں، کیونکہ جو شخص آخرت کے لیے علم حاصل کرتا ہے اس کا علم اس میں کسر نفسی پیدا کرتا ہے، اس کے دل میں خشیت پیدا ہوتی ہے اور نفس (جی) میں عاجزی پیدا کرتا ہے، وہ اپنے نفس کی نگرانی کرتا ہے۔ وہ اس سے سستی نہیں کرتا بلکہ وہ ہر وقت اس کا محاسبہ کرتا ہے، اگر وہ اس سے غافل ہو جائے تو وہ صراط مستقیم سے نکل جائے اور اسے ہلاک کر ڈالے اور جو شخص فخر و غلبے اور مسلمانوں پر تکبر کرنے، انہیں بے وقوف بنانے اور ان کو پریشان کرنے کے لیے ہو تو یہ سب سے بڑا تکبر ہے اور جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا، وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ (لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم)

☆☆☆

(۱۸) جھوٹی گواہی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ﴾ (الفرقان: ۲۵/۷۲)

''اور وہ لوگ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے''۔

اثر ① (قول صحابی) میں ہے کہ جھوٹی گواہی کو دو مقامات پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے کے برابر قرار دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ٥﴾ (الحج: ۳۰)

''اور جھوٹی باتوں سے اجتناب کرو''۔

حدیث میں ہے:

''جھوٹی گواہی دینے والے کے قدم روز قیامت ہل نہیں سکیں گے حتی کہ اس کے لیے جہنم واجب ہو جائے''۔ ②

مصنفؒ نے فرمایا: جھوٹی گواہی دینے والا بڑے گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے۔ ان میں سے ایک کذب وافترا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ٥﴾ (المؤمن/ ۴۰: ۲۸)

''یقیناً اللہ اس شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو حد سے گزرنے والا کذاب ہو''۔

حدیث میں ہے:

''مومن خیانت اور جھوٹ کا ارتکاب نہیں کر سکتا''۔ ③

جھوٹی گواہی دینے والا جھوٹ کے علاوہ ظلم کا ارتکاب کرتا ہے کہ وہ کسی شخص کے خلاف

---

① یہ اثر نہیں، بلکہ حزیم بن فاتک سے مرفوع روایت ہے۔ ابو داؤد میں ہے اور الفاظ ترمذی کہتے ہیں، انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی: "فاجتنبو الرجس من الاوثان"

② ابن ماجه (۲۳۷۳) روایت ضعیف ہے۔ اس کی سند میں محمد بن الفرات کذاب ہے۔

③ احمد (۵/۲۵۲) روایت ضعیف ہے۔

جھوٹی گواہی دیتا ہے حتی کہ وہ اپنی گواہی سے اس کا مال، اس کی عزت اور اس کی جان لے لیتا ہے۔

تیسرا اس نے اس شخص پر ظلم کیا جس کے حق میں جھوٹی گواہی دی کیونکہ اس طرح اس نے اس کو حرام مال کا وارث بنا دیا اور اس نے یہ حرام مال اس کی گواہی کے باعث لیا، تو اس کے لیے جہنم واجب ہوگئی۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ''میں جس شخص کے لیے اس کے بھائی کے مال میں سے ناحق حصہ دینے کا فیصلہ کردوں تو وہ اس مال کو نہ لے، (ناحق صورت میں) میں تو اس کے لیے محض جہنم کی آگ کا ٹکڑا کاٹ کر دے رہا ہوں''۔ ①

جھوٹی گواہی دینے سے چوتھا گناہ یہ ہوتا ہے کہ وہ شخص اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیز کو مباح قرار دے دیتا ہے اور اللہ نے جو مال و جان اور عزت محفوظ کی تھی یہ اس گواہی کے ذریعے اسے مباح قرار دے دیتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں کے متعلق نہ بتاؤں؟'' ''اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا، سن لو جھوٹی بات کرنا اور سن لو جھوٹی گواہی دینا۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار یہ فرماتے رہے، حتی کہ ہم نے کہا کہ کاش آپ خاموش ہو جائیں۔'' ②

ہم اللہ تعالیٰ سے ہر قسم کی بلاء سے سلامتی اور عافیت کی درخواست کرتے ہیں۔

☆☆☆

---

① بخاری (٢٦٨٠) مسلم (١٧١٣)

② بخاری (٢٦٥٤) مسلم (٨٧)

(۱۹) شراب نوشی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَ يَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ۝﴾ (المائدة: ٩٠-٩١)

”اے ایمان والو! شراب پینا، جوا کھیلنا، بت پوجنا اور پانسے پھینکنا بلا شبہ ناپاک شیطانی کام ہیں، پس ان سے اجتناب کرو تاکہ تمہیں فلاح حاصل ہو۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تمہارے درمیان دشمنی اور بغض ڈلوا دے اور اللہ کے ذکر اور نماز سے تمہیں روکے تو کیا اب بھی تم (ان برائیوں سے) باز نہیں آتے“۔

اللہ عزوجل نے اس آیت میں شراب سے منع کیا اور اس سے ڈرایا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”شراب سے بچو، کیونکہ وہ تمام برائیوں کی اصل اور ماں ہے“۔

پس جو شخص اس سے اجتناب نہ کرے تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی اور وہ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی وجہ سے عذاب کا مستحق ٹھہرا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ۝﴾ (النساء: ٤/ ١٤)

”اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی حدود سے تجاوز کر جائے، اللہ اسے دوزخ میں داخل کرے گا، وہ اس میں ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے رسواکن عذاب ہوگا“۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب حرمت شراب کے بارے میں حکم نازل ہوا تو صحابہ کرام ایک دوسرے کے پاس گئے اور کہنے لگے: شراب حرام قرار دے دی گئی ہے اور اسے شرک کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ ①

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا موقف ہے کہ شراب کبیرہ گناہوں میں سے بڑا گناہ ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ام الخبائث ہے اور کئی احادیث میں اس کے پینے والے پر لعنت کی گئی ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر قسم کی شراب حرام ہے اور جس شخص نے دنیا میں شراب پی، وہ توبہ کیے بغیر فوت ہو جائے اور وہ شراب نوشی کا عادی ہو، تو ایسا شخص آخرت میں شراب طہور نہیں پیئے گا''۔ ②

جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''نشہ آور اشیاء استعمال کرنے والے کے بارے میں اللہ پر یہ عہد ہے کہ وہ اسے دوزخیوں کے پیپ لہو کی تلچھٹ پلائے گا''۔ عرض کیا گیا، اللہ کے رسول! ''طینة الخبال'' کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا: دوزخیوں کا پسینہ یا دوزخیوں کے زخموں کا نچوڑ''۔ ③

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص نے دنیا میں شراب پی تو وہ آخرت میں اس (شراب طہور) سے محروم رہے گا''۔ ④

بیان کیا گیا ہے کہ شراب کا عادی شخص، بت کے پجاری کی طرح ہے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''شراب کا عادی، بت کے پجاری کی طرح ہے''۔ ⑤

---

① طبرانی فی الکبیر (۳۷/۱۲)

② بخاری (۵۵۷۵) مسلم (۲۰۰۳)

③ احمد (۱۷۸/۲)

④ بخاری (۵۵۷۵) مسلم (۲۰۰۳)

⑤ احمد (۲۷۲/۱)

بیان کیا گیا ہے کہ شراب کا عادی جب توبہ کیے بغیر فوت ہو جائے تو وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''والدین کا نافرمان اور عادی شراب نوش جنت میں نہیں جائیں گے''۔ ①

اور ایک روایت میں ہے: ''اللہ نے تین قسم کے لوگوں پر جنت حرام کر دی ہے، عادی شراب نوش، اپنے والدین کا نافرمان اور دیوث جو اپنی اہلیہ کے بارے میں برائی پر خاموشی اختیار کر لیتا ہے''۔

روایت کیا گیا ہے کہ اللہ' نشہ میں مست شخص کی کوئی نیکی قبول نہیں کرتا، جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تین قسم کے لوگ ہیں کہ ان کی نماز قبول ہوتی ہے نہ ان کی کوئی نیکی آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے، مفرور غلام حتی کہ وہ اپنے مالکوں کے پاس واپس آ جائے' اور اپنے آپ کو ان کے حوالے کر دے' وہ عورت جس پر اس کا خاوند ناراض ہو، حتی کہ وہ اس سے راضی ہو جائے اور نشہ میں مست شخص حتی کہ وہ ہوش میں آ جائے''۔ ②

''خمر'' وہ چیز ہے جو عقل کو ڈھانپ دے، خواہ وہ تر ہو یا خشک، کھانے سے تعلق رکھتی ہو یا پینے سے۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ شراب نوش کی اس وقت تک نماز قبول نہیں کرتا جب تک اس کا کچھ حصہ بھی اس کے جسم میں رہتا ہے''۔

اور ایک روایت ہے۔ ''جو شخص شراب پیے' اللہ اس سے کوئی چیز قبول نہیں کرتا اور جس کو اس سے نشہ ہو جائے تو اس کی چالیس روز کی نماز قبول نہیں ہوتی، اگر وہ توبہ کر لے اور پھر پی لے تو اللہ پر حق ہے کہ وہ اس کو جہنم کی پیپ پلائے''۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص شراب پیئے اور نشہ نہ چڑھے تو اللہ اس سے چالیس روز تک اعراض کرتا ہے

---

① نسائی ② ۔ابن خزیمہ' ابن حبان۔

اور جو شخص شراب پیے اور اسے نشہ چڑھ جائے تو اللہ اس سے چالیس روز تک نہ فرض مقبول کرتا ہے نہ نفل اگر وہ اس حالت میں فوت ہو جائے تو وہ بت پوجنے والے کی موت مرے گا اور اللہ پر حق ہے کہ اسے ''طینۃ الخبال'' سے پلائے''۔ عرض کیا گیا، اللہ کے رسول! ''طینۃ الخبال'' کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جہنمیوں کی پیپ اور خون کا نچوڑ''۔ ①

عبداللہ بن ابی اوفی بیان کرتے ہیں: جو شخص عادی شراب نوش کی حالت میں فوت ہو تو وہ لات اور عزیٰ کے پجاری کی موت مرتا ہے، کہا گیا: بتائیں کیا عادی شراب نوش وہ ہے، جو اپنی شراب سے ہوش میں نہ آئے۔ انہوں نے کہا: نہیں، بلکہ اس سے وہ شخص مراد ہے کہ جب بھی اسے شراب میسر آ جائے، خواہ سالوں کے بعد ہو، وہ اسے پی جائے۔

ذکر کیا گیا ہے کہ جو شخص شراب پیتا، وہ جس وقت شراب پیتا ہے تو وہ اس وقت مومن نہیں ہوتا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''چور جب چوری کرتا ہے، تو وہ اس وقت مومن نہیں ہوتا، زانی جب زنا کرتا ہے، تو وہ جس وقت زنا کرتا ہے، اس وقت مومن نہیں ہوتا، اور شراب نوش جب شراب نوشی کرتا ہے تو وہ اس وقت مومن نہیں ہوتا اور اس کے بعد توبہ پیش کی جائے گی۔'' ②

اور حدیث میں ہے:

''جو شخص زنا کرتا ہے یا شراب پیتا ہے تو اللہ اس سے ایمان کو اس طرح نکال لیتا ہے، جس طرح انسان اپنے سر سے قمیص اتارتا ہے''۔ ③

اور اس میں ہے: جو شخص شام کے وقت شراب پیتا ہے تو وہ صبح کے وقت مشرک ہو جاتا ہے اور جو شخص صبح کے وقت اسے پیتا ہے تو وہ شام کے وقت مشرک ہو جاتا ہے۔

اور اس میں ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: ''جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت سے آ جاتی ہے، لیکن والدین کا نافرمان، احسان جتلانے والا، شراب کا

---

① ابن حبان ② بخاری

③ مستدرك حاكم

عادی اور بت کا پجاری، اس کی خوشبو بھی نہیں پائیں گے‘‘۔ ①

ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’عادی شراب نوش، جادو پر یقین رکھنے والا اور قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائیں گے، جو شخص اس حال میں فوت ہو کہ وہ شراب پیتا ہو تو اللہ اس کو ’’نہر غوطہ‘‘ سے پلائے گا اور وہ ایسا پانی ہے جو زانیہ عورتوں کی شرم گاہوں سے جاری ہوتا ہے، جہنمی ان کی شرم گاہوں سے اٹھنے والی بدبو سے تکلیف محسوس کریں گے‘‘۔ ②

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’اللہ نے مجھے جہانوں کے لیے رحمت اور ہدایت بنا کر مبعوث کیا ہے، آلات موسیقی اور امر جاہلیت کو ختم کرنے کے لیے مجھے مبعوث کیا ہے۔ رب تعالیٰ نے اپنی عزت کی قسم اٹھا کر کہا: میرے بندوں میں سے جو بندہ ایک گھونٹ شراب پیئے گا تو میں اسی شکل میں اس کو جہنم کا کھولتا ہوا پانی پلاؤں گا، اور میرے بندوں میں سے جو بندہ میرے خوف کی وجہ سے اسے چھوڑ دے گا تو میں اسے وہی چیز (شراب طہور) جنت میں بہترین ساتھیوں کے ساتھ پلاؤں گا‘‘۔ ③

جس شخص پر شراب کے بارے میں لعنت کی گئی، اس کا ذکر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’شراب، اس کے پینے والے، اس کے ساقی، اس کے بیچنے والے وخریدنے والے، اس کے نچوڑنے والے، رس نکلوانے والے، اس کے اٹھانے (لانے) والے‘ جس کے لیے لائی گئی اور اس کی قیمت کھانے والے پر لعنت کی گئی‘‘۔ ④

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے

---

① طبرانی نے اسے الصغیر میں روایت کیا ہے اور یہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، منذری نے اس کے ضعیف ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔

② ابن حبان

③ امام احمد نے ابو امامہ کی حدیث علی بن یزید یعنی الالھانی کے طریق سے اسے روایت کیا ہے، اس میں خلاف ہے اور اکثر نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

④ ابو داؤد

ہوئے سنا: ''جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے تو انہوں نے کہا:

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اللہ نے شراب، اس کا رس نکالنے والے، نکلوانے والے، بیچنے والے، خریدنے والے، پینے والے، اس کی قیمت کھانے والے، لانے والے، جس کے لیے لائی جائے، اس کے ساقی اور اس کی طلب کرنے والے پر لعنت کی ہے''۔ ①

جب شراب نوش بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرنے اور اسی طرح اسے سلام نہ کرنے کے بارے میں عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''جب شراب نوش بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت نہ کرو''۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''شراب نوش کو سلام نہ کرو''۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''شراب نوشوں کی ہم نشینی اختیار کرو نہ ان کے مریضوں کی عیادت کرو اور نہ ہی ان کے جنازوں کے ساتھ جاؤ، کیونکہ شراب نوش روز قیامت اس حال میں آئے گا کہ اس کا چہرہ سیاہ ہوگا، پیاس کی وجہ سے اپنی زبان اپنے سینے کی طرف نکال رہا ہوگا، اس کا لعاب بہہ رہا ہوگا، اسے دیکھنے والا ہر شخص اسے ملامت کر رہا ہوگا اور اسے پہچان لے گا کہ وہ شراب نوش ہے''۔ ②

بعض علماء نے کہا: ان کی عیادت کرنے اور انہیں سلام کرنے سے محض اس لیے منع کیا گیا ہے، کیونکہ شراب نوش فاسق ملعون ہے، اللہ اور اس کے رسول نے اس پر لعنت فرمائی ہے، جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے، اللہ نے شراب اور اس کے پینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ اگر اس نے اسے خریدا اور اس کا رس نکالا تو وہ دو مرتبہ ملعون ہے۔ اور اگر اس نے اپنے علاوہ اسے کسی کو پلایا تو وہ تین مرتبہ ملعون ہے۔ پس اس لیے اس کی عیادت کرنے اور اسے سلام کرنے سے منع فرمایا ہے۔ الا یہ کہ وہ توبہ کر لے، کیونکہ جو شخص توبہ کر لیتا ہے تو اللہ بھی اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔

---

① احمد، ابن حبان

② ابن جوزی نے اسے موضوعات میں ذکر کیا ہے۔ ابن عدی کی سند سے ابن عمر تک اور کہا: یہ روایت موضوع ہے، اس میں لیث اور جعفر بن الحرث ابو داؤد الأشهب و ابو مطیع ضعیف ہیں۔

شراب سے علاج کرنا جائز نہیں:

ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میری بیٹی بیمار ہوگئی تو میں نے ایک کوزے میں اس کے لیے نبیذ تیار کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو وہ ابل رہی تھی، آپ نے فرمایا: ''ام سلمہ! یہ کیا ہے؟'' میں نے آپ کو بتایا کہ میں اس سے اپنی بیٹی کا علاج کروں گی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میری امت کی شفا اس چیز میں نہیں رکھی، جو اس نے اس پر حرام قرار دے رکھی ہے''۔ ①

شراب کے بارے میں روایت کی گئی متفرق احادیث کا بیان:

ابوموسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک گھڑے میں نبیذ لائی گئی جو کہ کھولنے کی آواز دے رہی تھی، آپ نے فرمایا:

''اس کو اس دیوار پر دے مارو، کیونکہ یہ تو اس شخص کا مشروب ہے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتا''۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص کے سینے میں کتاب اللہ کی ایک آیت ہو اور وہ اس پر شراب ڈالے (پیے) تو روز قیامت اس آیت کا ہر حرف آئے گا، پس وہ اس کی پیشانی کو پکڑے گا، حتی کہ وہ اسے اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے کھڑا کرے گا اور پھر وہ اس سے جھگڑا کرے گا تو وہ مغلوب ہو جائے گا۔ اس شخص کے لیے ہلاکت ہے جس سے قرآن روز قیامت جھگڑا کرے''۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، ''اللہ' دنیا میں جمع ہو کر نشہ آور اشیاء استعمال کرنے والوں کو جہنم میں جمع کرے گا تو وہ ایک دوسرے کے سامنے آپس میں ملامت کریں گے، وہ ایک دوسرے سے کہیں گے: اے فلاں! اللہ تجھے میری طرف سے جزائے خیر عطا نہ فرمائے، تو نے ہی اسے مجھے پلایا تھا۔ جواب میں دوسرا بھی اسے اسی طرح کہے گا۔''

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

---

① بیہقی' ابویعلی

''جس شخص نے دنیا میں شراب پی، اللہ اسے زہریلے خطرناک سانپوں کا زہر پلائے گا، اور اس کے پینے سے پہلے ہی اس کے چہرے کا گوشت برتن میں گر جائے گا، پس جب وہ اسے پی لے گا تو اس کا گوشت اور اس کی جلد گر جائے گی، جس سے جہنمی تکلیف محسوس کریں گے۔ سن لو! اس کو پینے والا، اس کا رس نکالنے والا، رس نکلوانے والا، اسے لانے والا، جس کے لیے لائی جائے اور اس کی قیمت کھانے والا، سب اس کے گناہ میں شریک ہیں۔ جب تک توبہ نہ کریں اللہ ان کا کوئی فرض قبول کرتا ہے نہ نفل اور نہ ہی حج، پس اگر وہ توبہ کرنے سے پہلے فوت ہو جائیں تو اللہ پر حق ہے کہ وہ ان کو اس کے ہر گھونٹ کے بدلے میں، جو انہوں نے دنیا میں پی تھی، جہنم کی پیپ پلائے۔ سن لو! ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر شراب حرام ہے''۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز شراب ہے''۔ اس میں حشیش بھی داخل ہے، جیسا کہ اس بارے میں ان شاء اللہ بات ہوگی۔

اور مروی ہے: ''جب شراب نوش پل صراط پر آئیں گے تو عذاب کے داروغے انہیں نہر خیال کی طرف اچک لیں گے، تو انہیں ہر جام کے بدلے، جو انہوں نے جام شراب نوش کیا تھا، نہر خیال سے جام پلایا جائے گا، اگر وہ مشروب آسمان سے گرایا جائے تو سارے آسمان اس کی حرارت سے جل جائیں، نعوذ باللہ منہا

شراب کے بارے میں سلف سے مروی آثار کا بیان:

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب شراب نوش فوت ہو جائے تو اسے دفن کرو، پھر اس کو لکڑی پر سولی چڑھاؤ، پھر اس کی قبر اکھاڑو، پس اگر تم اس کا چہرہ قبلہ سے مڑا ہوا نہ دیکھو تو ٹھیک ورنہ اسے سولی پر چڑھا ہوا چھوڑ دو۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے ایک شاگرد کے پاس اس وقت گئے جب اس کی موت کا وقت قریب تھا، تو یہ اسے کلمۂ شہادت کی تلقین کرنے لگے، لیکن اس کی زبان سے یہ کلمات ادا نہیں ہو رہے تھے، انہوں نے بار بار اسے پڑھنے کی تلقین کی، تو اس نے کہا: میں اسے نہیں پڑھتا، میں اس سے بیزار ہوں، پس فضیل روتے ہوئے اس کے پاس سے آئے، پھر

انہوں نے مدت کے بعد اسے خواب میں دیکھا کہ اسے آگ کی طرف گھسیٹا جا رہا ہے، تو انہوں نے اسے کہا: اے مسکین! تجھ سے معرفت کس وجہ سے چھین لی گئی؟ اس نے کہا: استاد جی! مجھے کوئی بیماری تھی، میں کسی طبیب کے پاس گیا تو اس نے مجھے کہا: تم ہر سال ایک پیالہ شراب پی لیا کرو، اگر تم ایسے نہیں کرو گے تو پھر تمہاری بیماری نہیں جائے گی، پس میں بطور علاج ہر سال ایک پیالہ شراب پی لیا کرتا تھا! پس یہ حال اس کا ہے جو بطور علاج اسے پیتا ہے، تو جو شخص علاج کے علاوہ اسے پیتا ہے، اس کا کیا حال ہوگا؟

ہم اللہ تعالیٰ سے ہر بلاء کے متعلق عفو وعافیت کا سوال کرتے ہیں، کسی توبہ کرنے والے سے اس کی توبہ کا سبب پوچھا گیا تو اس نے کہا: میں قبریں کھودا کرتا تھا، تو میں نے ان میں مردوں کو قبلہ سے ہٹے ہوئے دیکھا، تو میں نے ان کے متعلق ان کے گھر والوں سے پوچھا تو انہوں نے کہا: وہ دنیا میں شراب پیا کرتے تھے، اور وہ توبہ کیے بغیر فوت ہو گئے۔

کسی صالح شخص نے کہا: میرا چھوٹا بچہ فوت ہو گیا، جب میں نے اسے دفن کر دیا تو میں نے اس کی موت کے بعد اسے خواب میں دیکھا کہ اس کا سر سفید ہو چکا ہے، میں نے کہا: میرے بچے! میں نے تمہیں دفن کیا تھا، اس وقت تو تم چھوٹے تھے، تو تمہیں کس چیز نے بوڑھا کر دیا؟ اس نے کہا: ابا جان! میرے پڑوس میں ایک ایسا شخص ہے جو دنیا میں شراب پیا کرتا تھا۔ اس کے آنے پر جہنم نے ایک سانس لیا ہے، پس اس کے سانس کی شدت کی وجہ سے ہر بچے کا سر سفید ہو گیا ہے۔ نعوذ باللہ منہا، ہم آخرت میں عذاب کا باعث بننے والی ہر چیز کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے عفو وعافیت کی درخواست کرتے ہیں، پس بندے پر واجب ہے کہ وہ اس سے پہلے پہلے، اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کر لے، کہ اسے موت آئے تو وہ بہت بری حالت پر ہو، جس کے سبب اسے جہنم میں ڈال دیا جائے، **نعوذ باللہ منہا**

فصل

پوست کے پتوں سے بنائی ہوئی حشیش بھی شراب کی طرح حرام ہے۔ اس کے پینے والے کو بھی، شراب پینے والے کی طرح حد لگائی جائے گی اور یہ شراب سے بھی زیادہ خبیث ہے، اس

لحاظ سے کہ یہ عقل و مزاج کو خراب کر دیتی ہے حتی کہ وہ آدمی میں مخنث و دیوثی کی خصلتیں پیدا کر دیتی ہے اور اس کے علاوہ بھی بہت سے فساد و خرابیاں ہیں، جبکہ ایک لحاظ سے شراب زیادہ بری ہے، کیونکہ وہ جھگڑے اور مقاتلے تک پہنچا دیتی ہے اور یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز سے روک دیتی ہیں۔

بعض متاخرین علماء نے اس کی حد کے بارے میں توقف کیا ہے اور ان کا خیال ہے کہ اگر کوئی شخص اسے کھا لے تو اسے حد لگانے کی بجائے اس پر تعزیر لگائی جائے، ان کا خیال ہے کہ وہ مستی کے بغیر عقل کو متغیر کر دیتی ہے اور یہ بھنگ کی طرح ہے۔ علماء متقدمین سے اس بارے میں کوئی کلام نہیں، حالانکہ اس طرح نہیں ہے، بلکہ اسے کھانے والوں کو نشہ چڑھتا ہے اور وہ شراب نوش کی طرح، بلکہ اس سے بھی زیادہ وہ اس کی رغبت رکھتے ہیں، حتی کہ وہ اس سے رک نہیں سکتے، اور جب وہ اس کا زیادہ استعمال کرتے ہیں تو وہ انہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز سے روکتی ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ اس میں دیوثیت و تخنث، مزاج و عقل کے بگاڑ کے علاوہ بھی کئی خرابیاں ہیں، لیکن جب وہ جامد ہو، کھائی جاتی ہو، پی نہ جاتی ہو تو پھر اس کی نجاست کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے، اس کے تین اقوال ہیں اور یہ امام احمدؒ وغیرہ کے مذہب کے مطابق ہیں۔

ا۔ کسی نے کہا: یہ شراب مشروب کی طرح نجس ہے اور یہی اعتبار صحیح ہے۔
ب۔ بعض نے کہا، اس کے خشک ہونے کے باعث نجس نہیں۔
ج۔ اور بعض نے کہا: اس کے جامد اور اس کے مائع ہونے کے اعتبار سے اس میں فرق کیا جائے گا۔

بہر حال یہ لفظاً و معناً نشہ آور شراب کے زمرے میں داخل ہے، جسے اللہ اور اس کے رسول نے حرام قرار دیا ہے۔

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول! ہمیں ان دو شرابوں "بتع" اور "مزر" کے متعلق بتائیں، جو ہم یمن میں بنایا کرتے تھے۔

"بتع" یہ شہد سے نبیذ بنائی جاتی تھی حتی کہ وہ سخت ہو جاتی۔

''مزر'' یہ مکئی اور جو سے نبیذ بنائی جاتی تھی حتی کہ یہ بھی سخت ہو جاتی۔

راوی بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جوامع الکلم عطا کیے گئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ہر نشہ آور چیز حرام ہے''۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس چیز کی کثیر مقدار نشہ چڑھا دے تو اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ماکول یا مشروب ہونے کی بنا پر کسی قسم میں فرق نہیں کیا، کیونکہ کبھی شراب کے ساتھ آٹا گوندھ کر روٹی بھی بنائی جاتی ہے اور کبھی اس حشیش کو پانی میں حل کر کے پی لیا جاتا ہے۔ اور شراب پی اور کھائی جاتی ہے اور حشیش پی اور کھائی جاتی ہے۔ علماء نے اس کا ذکر نہیں کیا، کیونکہ گذشتہ سلف کے عہد میں یہ موجود نہیں تھی۔ یہ تو تاتاریوں کے بلاد اسلام کی طرف آنے پر وجود میں آئی ہے۔ اس کے وصف کے بارے میں ایک شعر کہا گیا ہے:

**فآکلها و زارعها حلالاً		فتلك علی الشقی مصیبتان**

''پس اسے حلال سمجھ کر کھانے والا اور اسے کاشت کرنے والے بدنصیب پر یہ دو مصیبتیں ہیں''۔

اللہ کی قسم! ابلس کو جس قدر حشیش سے خوشی نصیب ہوئی، اس قدر وہ پہلے کبھی خوش نہیں ہوا، کیونکہ اس نے اسے نفوس خسیسہ کے لیے مزین کر دیا، تو انہوں نے اسے حلال اور ارزاں سمجھا۔

**قل لمن يأكل الحشيشة جهلاً		عشت في أكلها بأقبح عيشه**
**قيمة المرء جوهر فلماذا		يا أخا الجهل بعته بحشيشه**

''جو شخص جہالت کی بنا پر حشیش کھاتا ہے، اسے کہو، تم نے اسے کھا کر بہت قبیح زندگی گزاری''۔

''آدمی کی قیمت تو جوہر ہے، پس اے بھائی! تم نے اسے حشیش کے بدلہ میں کیوں بیچ دیا''۔

حکایت:

عبداللہ الملک بن مروان سے روایت ہے کہ ایک نوجوان روتا ہوا رنجیدہ حالت میں اس کے پاس آیا تو اس نے کہا: امیرالمومنین! میں نے ایک بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کیا ہے، کیا میرے لیے توبہ کی کوئی صورت ہے؟ اس نے پوچھا: تمہارا گناہ کیا ہے؟ اس نے کہا: میرا گناہ بہت بڑا ہے، اس نے کہا: جو بھی ہو، پس تم اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرو، کیونکہ وہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور گناہوں سے درگزر کرتا ہے۔

اس نے بتایا: امیرالمومنین! میں قبریں کھودا کرتا تھا اور میں اس میں بہت عجیب معاملات دیکھتا تھا۔ اس نے پوچھا: تم نے کیا دیکھا؟ اس نے بتایا: امیرالمومنین! ایک رات میں نے قبر کھودی، تو میں نے صاحب قبر کو دیکھا کہ اس کا چہرہ قبلہ سے موڑ دیا گیا ہے، پس میں اس سے ڈر گیا، اور میں نے وہاں سے نکلنے کا ارادہ کیا تو قبر میں سے کسی نے کہا: مردے سے نہیں پوچھتا کہ اس کا چہرہ قبلے سے کیوں پھیر دیا گیا ہے؟ میں نے کہا: کیوں پھیر دیا گیا ہے؟ اس نے بتایا کہ یہ نماز کو ہلکا جانتا تھا، اسے اہمیت نہیں دیا کرتا تھا۔ یہ اس جیسے کی سزا ہے۔ اسے زنجیروں سے باندھ دیا گیا ہے اور اس کی گردن میں طوق ہیں۔ میں تو اس سے ڈر گیا اور وہاں سے نکلنے لگا تو کوئی مجھے کہہ رہا ہے: تم اس سے اس کے عمل کے بارے میں نہیں پوچھتے کہ اسے عذاب کیوں دیا جا رہا ہے؟ میں نے کہا: کیوں؟ اس نے بتایا: یہ شخص دنیا میں شراب پیا کرتا تھا اور یہ توبہ کیے بغیر فوت ہو گیا۔

امیرالمومنین! میں نے تیسری قبر کھودی تو میں صاحب قبر کو دیکھتا ہوں کہ اسے زمین کے ساتھ آگ کی میخوں سے باندھ دیا گیا ہے اور اس کی زبان کو اس کی گدی سے نکال دیا گیا ہے۔ پس میں تو ڈر گیا اور لوٹ آیا اور میں نکلنے لگا تو مجھے آواز دی گئی، تم اس سے اس کے حال کے متعلق نہیں پوچھتے، کہ اسے کیوں آزمائش سے دوچار کیا گیا ہے؟ میں نے پوچھا: کیوں؟ اس نے کہا: پیشاب سے نہیں بچا کرتا تھا اور لوگوں کے درمیان باتیں پہنچایا کرتا تھا۔ پس یہ اس جیسے شخص کی سزا و جزا ہے۔

امیر المومنین! میں نے چوتھی قبر کھودی تو میں نے صاحب قبر کو دیکھا کہ اس پر آگ بھڑک رہی ہے۔ میں اس سے ڈر گیا اور نکلنے کا ارادہ کیا تو کہا گیا: تم اس سے اس کے اور اس کے حال کے متعلق نہیں پوچھتے؟ میں نے کہا: اس کا حال کیا ہے؟ اس نے کہا: یہ نماز کا تارک تھا۔

امیر المومنین! میں نے پانچویں قبر کھودی تو میں نے اسے دیکھا کہ وہ حد نظر تک میت پر وسیع ہے۔ اس میں نور پھیلا ہوا ہے، جبکہ میت تخت پر سوئی ہوئی ہے۔ اس کا نور چمک رہا ہے اور اس پر اچھے اچھے کپڑے ہیں۔ میں اس سے بھی خوف زدہ ہو گیا، میں نے باہر نکلنے کا ارادہ کیا تو مجھے کہا گیا: تم اس سے نہیں پوچھو گے کہ اسے اس اعزاز سے کیوں نوازا گیا ہے؟ میں نے کہا: اسے کیوں نوازا گیا ہے؟ مجھے بتایا گیا: کیونکہ وہ اطاعت گزار نوجوان تھا، اس نے اللہ عزوجل کی اطاعت وعبادت میں نشو ونما پائی اور پروان چڑھا۔

عبدالملک نے اس وقت کہا: اس میں گناہ گاروں کے لیے عبرت اور اطاعت گزاروں کے لیے بشارت ہے۔ پس ان برائیوں میں مبتلا شخص پر واجب ہے کہ وہ توبہ اور اطاعت کی طرف جلدی کرے۔

اللہ ہم کو اور آپ کو اطاعت گزاروں میں سے بنائے اور ہمیں افعال فاسقین سے بچائے، (آمین) کیونکہ وہ سخی داتا فیاض ہے۔

☆☆☆

(۲۰) جوا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ٥ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَ یَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ٥﴾ (المائدة: ۹۰-۹۱)

''اے ایمان والو! شراب، جوا، بت پوجنا اور پانسے پھینکنا بلاشبہ ناپاک شیطانی کام ہیں۔ پس ان سے تم اجتناب کرو، تاکہ تمہیں فلاح حاصل ہو، شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تمہارے درمیان دشمنی اور بغض ڈلوا دے اور اللہ کے ذکر اور نماز سے تمہیں روکے، تو کیا اب بھی تم (ان برائیوں سے) باز نہیں آتے''۔

''المیسر'' اس سے مراد جوا ہے، خواہ وہ جس بھی نوع سے تعلق رکھتا ہو، چوسر ہو یا شطرنج یا نگینوں کے ذریعے ہو یا نرد (کھیل) کا نگینہ، مہرہ یا اخروٹ یا انڈے یا کنکریاں یا اس کے علاوہ کوئی اور یہ سب لوگوں کا مال باطل طریقے سے کھانے کے زمرے میں آتا ہے۔ جس سے اللہ نے اپنے فرمان سے منع فرمایا ہے:

﴿وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ.﴾ (البقرة: ۱۸۸)

''اور آپس میں ناحق ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ''۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے بھی اس کی ممانعت ثابت ہے، آپ نے فرمایا:

''بے شک جو لوگ اللہ کے مال میں ناحق مشغول ہوتے ہیں تو ان کے لیے روز قیامت جہنم کی آگ ہے''۔ ①

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

① بخاری

''جو شخص اپنے ساتھی سے کہے: آؤ میں تمہارے ساتھ جوا کھیلوں تو اسے صدقہ کرنا چاہیے''۔ ①

جب محض اتنا کہہ دینا کہ آؤ میرے ساتھ جوا کھیلو کفارہ یا صدقہ کو واجب کر دیتا ہے تو جوا کھیلنے کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

فصل

علماء نے چوسر اور شطرنج کے بارے میں اختلاف کی حرمت پر اتفاق کیا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

''جو شخص نردشیر (چوسر) کھیلتا ہے تو گویا وہ اپنا ہاتھ خنزیر کے گوشت اور اس کے خون سے رنگین کرتا ہے''۔ ②

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص نے چوسر کھیلی تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی''۔ ③

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: چوسر کھیلنا جوا ہے اور یہ ایسے ہی جیسے خنزیر کی چربی کا تیل لگانا ہے۔

فرمایا: جہاں تک شطرنج کا تعلق ہے تو اکثر علماء نے اس کے کھیلنے کو حرام قرار دیا ہے، خواہ وہ شرط کے ساتھ ہو یا شرط لگانے کے بغیر ہو، رہا شرط لگا کر کھیلنا تو وہ بلا خلاف حرام ہے۔ صرف اس صورت میں کلام ہے جب وہ شرط کے بغیر ہو، لیکن اکثر علماء کے نزدیک وہ بھی جوا ہے اور حرام ہے۔ امام شافعیؒ سے ایک روایت میں اس کی اباحت بیان کی گئی ہے، بشرطیکہ جب وہ خلوت میں ہو اور وہ کسی واجب اور نماز کو وقت پر پڑھنے سے غافل نہ کر دے، امام نوویؒ سے شطرنج کھیلنے کے بارے میں پوچھا گیا، کیا وہ حرام ہے یا جائز؟ تو آپ نے جواب دیا: وہ اکثر اہل علم کے نزدیک حرام ہے۔ آپ سے یہ بھی پوچھا گیا، شطرنج کھیلنا جائز ہے یا نہیں، کیا اسے کھیلنے والا گناہ گار ہوتا

---

① بخاری (٤٨٦٠) مسلم (١٦٤٧)

② مسلم ③ مالك، ابو داود

ہے یا نہیں؟ آپ نے جواب دیا: اگر اسے کھیلتے ہوئے نماز اپنے وقت سے فوت ہو جائے یا وہ کسی عوض یعنی شرط لگا کر کھیلی جائے تو وہ حرام ہے، بدیگر صورت امام شافعیؒ کے نزدیک مکروہ اور دیگر کے نزدیک حرام ہے۔ پھر امام نووی نے اسے اپنے فتاوی میں ذکر کیا ہے اور اکثر جو اس کی تحریم کی دلیل لیتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَاذَكَّيْتُمْ قف وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ.﴾

(المائدة: ٥/٣)

”تم پر حرام کر دیا گیا ہے، مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور وہ جانور جو اللہ کے سوا کسی اور کے لیے نامزد کر دیا گیا ہو اور وہ جو گلا گھٹنے سے مر گیا، اور جو چوٹ سے مرا ہو، جو اوپر سے گر کر مر جائے، جو کسی جانور کے سینگ مارنے سے مر جائے، وہ جسے درندوں نے پھاڑ کھایا ہو، مگر وہ جسے تم ذبح کر لو، اور وہ جانور جو کسی تھان پر ذبح کیا جائے اور یہ بات کہ تم تیروں کے پانسوں سے تقسیم کرو۔“

وکیع بن جراح اور سفیان نے فرمایا: اس سے مراد شطرنج ہے۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شطرنج، عجمیوں کا جوا ہے، آپ رضی اللہ عنہ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے جو شطرنج کھیل رہے تھے، تو انہوں نے فرمایا: یہ کیا مورتیاں ہیں، جن پر تم اعتکاف کیے بیٹھے ہو؟ یہ کہ تم میں سے کسی کا انگارے کو پکڑ لینا حتی کہ وہ بھسم ہو جائے، اس کے لیے اسے ہاتھ لگانے سے بہتر ہے اور پھر فرمایا:

اللہ کی قسم! تمہاری تخلیق کا مقصد، اس کے علاوہ کچھ اور ہے، اور آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شطرنج کھیلنے والا سب سے جھوٹا انسان ہے، تم میں سے کوئی (کھیل کے دوران) کہتا ہے، میں نے قتل کر دیا، حالانکہ اس نے قتل نہیں کیا اور وہ کہتا ہے، وہ مارا گیا، حالانکہ وہ مرا نہیں ہوتا۔

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: گناہ گار شخص ہی شطرنج کھیلتا ہے، اسحاق بن راہویہ سے کہا گیا: کیا آپ شطرنج میں کوئی برائی محسوس کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ساری برائی ہی

اسی میں ہے، ان سے کہا گیا: اہل ثغور (سرحدوں والے، بارڈر والے) تو جنگ کے لیے اسے کھیلتے ہیں، انہوں نے فرمایا: وہ اہل ثغور، اہل فجور (گناہ گار) ہیں۔

محمد بن کعب القرظی سے شطرنج کھیلنے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: اس میں جو کم تر (گناہ یا سزا) ہے، وہ یہ ہے کہ شطرنج کھیلنے والا قیامت کے دن اصحاب باطل کے ساتھ پیش کیا جائے گا یا اُٹھایا جائے گا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے شطرنج کے بارے میں پوچھا گیا، تو انہوں نے فرمایا: یہ چوسر سے بھی بدتر ہے اور اس کی تحریم کے متعلق بات ہو چکی ہے۔ امام مالک بن انسؒ سے شطرنج کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: شطرنج، چوسر کی قسم ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ وہ ایک یتیم کے مال کے وارث بنے تو انہوں نے یتیم کے والد کے ترکہ میں اسے پایا تو انہوں نے اسے جلادیا، اگر اسکا کھیلنا حلال ہوتا تو آپ اسکے مال یتیم ہونے کی وجہ سے اس کے جلانے کو جائز قرار نہ دیتے، لیکن جب اس کا کھیلنا حرام ہوا تو اسے جلادیا، پس یہ جنس شراب سے ہے کہ جب وہ مال یتیم میں پائی جائے تو اس کا گرادینا، بہادینا واجب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح شطرنج ہے اور یہ جرالأمہ (ابن عباس رضی اللہ عنہما) کا مذہب ہے۔

ابراہیم نخعی سے پوچھا گیا: آپ شطرنج کھیلنے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: وہ تو ملعونہ ہے۔

ابوبکر اثرم نے واثلہ بن اسقع کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی جامع میں روایت کیا، آپ نے فرمایا: اللہ ہر روز تین سو ساٹھ مرتبہ اپنی مخلوق کی طرف دیکھتا ہے، لیکن صاحب شاہ یعنی شطرنج کھیلنے والے کے لیے اس میں کوئی حصہ نہیں، کیونکہ وہ (کھیل کے دوران کئی مرتبہ) کہتا ہے: شاہ (بادشاہ) فوت ہو گیا۔

ابوبکر آجری نے اپنی اسناد سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم ان تیروں کے پانسوں' چوسر' شطرنج اور بے مقصد کھیل کھیلنے والوں کے پاس سے گزرو تو انہیں سلام نہ کرو، کیونکہ جب وہ جمع ہوتے ہیں اور اس پر جھکتے ہیں تو شیطان اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ ان کے پاس آتا ہے اور انہیں گھیر لیتا ہے۔ جب بھی ان میں سے کوئی

جاتا ہے، وہ اس سے اپنی نگاہ ہٹاتا ہے تو شیطان اپنے لشکر کے ساتھ اسے گھونسا مارتا ہے، پس وہ کھیلتے رہتے ہیں حتی کہ وہ کتوں کی طرح متفرق ہو جاتے ہیں، جو کسی مردار پر جمع ہوتے ہیں۔ وہ اس میں سے کھاتے ہیں، حتی کہ ان کے پیٹ بھر جاتے ہیں، پھر وہ بکھر جاتے ہیں کیونکہ وہ اس کھیل میں جھوٹ بولتے ہیں، کہتے ہیں شاہ (بادشاہ) مرگیا''۔

''روز قیامت صاحب شاہ یعنی صاحب شطرنج کو سب لوگوں سے زیادہ سخت عذاب دیا جائے گا، کیا آپ اسے نہیں دیکھتے ہیں، وہ کہتا ہے: میں نے اسے قتل کر دیا، اللہ کی قسم! وہ مرگیا، اللہ کی قسم اس نے جھوٹ باندھا اور اللہ پر جھوٹ باندھا''۔ ①

مجاہدؒ نے بتایا: جو بھی میت فوت ہوتی ہے تو اس کے ہم نشین، جن سے وہ ہم نشینی رکھا کرتا تھا، اس کے لیے تمثیل بنائے جائیں گے، پس ایک شخص جو کہ شطرنج کھیلا کرتا تھا، اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اسے کہا گیا: کہو: لا الہ الا اللہ'' تو اس نے کہا: تمہارا شاہ پھر مرگیا، پس وہ چیز اس کی زبان پر غالب آگئی، جو اس کی زندگی میں کھیل کے دوران اس کا معمول تھی، پس کلمۂ اخلاص کے عوض اسے وہ کلمہ مل گیا: تیرا شاہ۔ اور یہ جیسا کہ ایک دوسرے انسان کے بارے میں آیا ہے کہ وہ شراب نوشوں کا ہم نشین تھا، پس جب اس کی موت کا وقت آیا تو ایک انسان اسے کلمہ شہادت کی تلقین کرنے کے لیے اس کے پاس آیا، تو وہ (شراب نوش) اسے کہتا ہے: خود پیو اور مجھے پلاؤ' پھر وہ اسی حالت پر فوت ہوگیا۔ ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم'' جیسا کہ حدیث میں مروی ہے:

''انسان نے جس حالت پر زندگی بسر کی ہو وہ اس پر وفات پاتا ہے اور وہ جس حالت پر وفات پاتا ہے، اسے اسی حالت پر اٹھایا جائے گا''۔ ہم اللہ احسان کرنے والے سے یہ اس کے فضل کے ذریعے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہمیں مسلمان کی حالت میں وفات دے نہ کہ (دین کو) بدلنے والے' تبدیلی کرنے والے، گمراہ ہونے والے اور کج روی اختیار کرنے والے، بیشک وہ سخی داتا فیاض ہے۔

---

① منذری نے ترغیب میں یہ کہا: شطرنج کا ذکر احادیث میں وارد ہے، میں ان کی اسناد کے صحیح اور حسن ہونے کے بارے میں نہیں جانتا۔

(۲۱) پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانے کی ممانعت:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝ یَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَیْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَ اَیْدِیْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ.﴾ (النور: ۲۴/۲۳-۲۴)

''وہ لوگ جو پاک دامن بھولی بھالی ایمان دار عورتوں پر زنا کی تہمت لگاتے ہیں، ان پر دنیا و آخرت دونوں میں لعنت ہوگی، اور انہیں بڑا عذاب ہوگا، جس دن ان کی زبانیں، ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان کے خلاف ان کے اعمال کی گواہی دیں گے''۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۝﴾

(النور: ۲۴/۴)

''اور وہ لوگ جو پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں، پھر چار گواہ پیش نہ کرسکیں تو ان کو اسی اسی کوڑے لگاؤ اور (اس کے بعد) کبھی ان کی شہادت قبول نہ کرو، اور یہ لوگ فاسق و بدکردار ہیں''۔

اللہ تعالیٰ نے آیت میں بیان فرمایا ہے کہ جو شخص کسی پاک دامن، آزاد عفت دار عورت پر زنا اور فاحشہ ہونے کا بہتان لگائے تو وہ دنیا و آخرت دونوں میں ملعون ہے اور اس کے لیے بڑا عذاب ہے اور دنیا میں اس پر اسی کوڑوں کی حد ہے، اور اگرچہ وہ عادل ہو، اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''سات مہلکات سے بچو'' اور آپ نے ان میں پاک دامن، بھولی بھالی مومن عورتوں پر تہمت لگانے کو بھی شمار کیا۔ اور ''قذف'' یہ ہے کہ کوئی شخص کسی اجنبی آزاد پاک دامن مسلمان

خاتون سے کہے: اے زانیہ! یا اے باغیہ! یا اے بدکارہ! یا وہ اس کے خاوند سے کہے: بدکارہ کے خاوند' یا اس کے بچے سے کہے: زانیہ کے بچے! یا بدکارہ کے بیٹے! یا اس کی بیٹی سے کہے: زانیہ کی بیٹی! یا بدکارہ کی بیٹی! کیونکہ ''قحبہ'' زانیہ سے عبارت ہے، پس جب کوئی آدمی یا کوئی عورت کسی مرد یا کسی عورت سے کہے، جس طرح اس نے کسی آدمی سے کہا: اے زانی! یا وہ کسی آزاد بچے سے کہے: یا علق! یا اے منکوح! تو ایسے شخص پر اسی کوڑوں کی حد واجب ہو جائے گی۔ الا یہ کہ وہ اس پر ''بینہ'' پیش کر سکے اور ''بینہ'' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: چار گواہ جو اس کے' اس عورت یا اس مرد پر بہتان لگانے کے بارے میں اس کی تصدیق کریں، پس اگر وہ دلیل پیش نہ کر سکے تو پھر اس عورت، جس پر اس نے تہمت لگائی ہے یا اس آدمی، جس پر اس نے تہمت لگائی ہے کے مطالبے پر، اس (تہمت لگانے والے) شخص پر اسّی کوڑے لگائے جائیں گے اور اسی طرح جب اس نے اپنے مملوک یا اپنی لونڈی پر تہمت لگائی کہ اسے کہا: اے زانی! یا اپنی لونڈی سے کہا: اے زانیہ! یا اے باغیہ! یا اے بدکارہ! (تو بھی اس پر حد لگائی جائے گی) جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص اپنے مملوک پر زنا کی تہمت لگائے اور اگر وہ ویسا نہ ہو جیسا کہ اس نے کہا ہے، تو روز قیامت اس پر حد قائم کی جائے گی''۔ ①

بہت سے جاہل لوگ اس قسم کے فحش کلام میں مبتلا ہیں جو دنیا و آخرت میں ان کے لیے عقوبت کا باعث ہے، اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

''بے شک آدمی کوئی ایسا کلمہ بولتا ہے، جس کے انجام سے وہ واقف نہیں ہوتا، لیکن وہ اسکی وجہ سے جہنم میں اس قدر دور جا گرے گا جتنا مشرق اور مغرب میں بعد ہے۔'' ②

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا، اللہ کے رسول! ہم جو بات چیت کرتے ہیں، اس پر ہمارا مواخذہ ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا: ''معاذ! تیری ماں تجھے گم پائے، بھلا لوگوں کو چہروں کے بل جہنم میں کون سی باتیں ڈالیں گی، یہی زبان سے نکلی ہوئی باتیں''۔

اور حدیث میں ہے: ''جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ

---

① بخاری (٦٨٥٨) مسلم (١٦٦٠) ② بخاری' مسلم

خیر و بھلائی کی بات کرے یا وہ خاموش رہے‘‘۔ ①

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں فرمایا:

﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ (قٓ: ۱۸)

’’وہ کوئی لفظ بھی منہ سے نہیں نکالنے پاتے مگر محافظ (فرشتہ اسے ضبط تحریر میں لانے کے لیے اس کے پاس تیار رہتا ہے‘‘۔

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اللہ کے رسول! نجات کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ’’اپنی زبان پر قابو رکھ، تیرا گھر تیرے لیے کافی ہونا چاہیے اور اپنی خطاؤں پر رویا کر، کیونکہ سخت دل شخص تمام لوگوں سے زیادہ اللہ سے دور ہوتا ہے‘‘۔ ②

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’اللہ کے ہاں، فحش گو اور بدکلام شخص تمام لوگوں سے زیادہ مبغوض و ناپسند ہے‘‘۔

اللہ تعالیٰ اپنے احسان و کرم سے ہمیں اور تمہیں ہماری زبانوں کے شر سے محفوظ رکھے، کیونکہ وہ سخی داتا فیاض ہے۔ ③

☆☆☆

---

① بخاری، مسلم

② ابوداؤد، ترمذی

③ مؤلف نے ’’الصغریٰ‘‘ میں فرمایا: جو شخص، ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر، ان کی آسمان سے براءت نازل ہونے کے بعد بھی، بہتان لگائے تو وہ قرآن کو جھٹلانے والا کافر ہے اور اسے حالت کفر میں قتل کر دیا جائے گا۔

(۲۲) مال غنیمت میں خیانت کرنا

بیت المال اور زکاۃ سے خیانت کرنا کبیرہ گناہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ۝﴾ (الانفال : ۸/۵۸)

''بے شک اللہ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا''۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ﴾

(آل عمران: ۳/۱۶۱)

''اور کسی نبی کے شایان شان نہیں کہ وہ (کسی طرح کی) خیانت کرے اور جو خیانت کرے گا، قیامت کے دن اپنی خیانت لا حاضر کرے گا''۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز ہمیں خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے کھڑے ہوئے تو خیانت کا ذکر فرمایا: تو آپ نے اس کے معاملے کو بڑا سنگین قرار دیتے ہوئے فرمایا: ''میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ روز قیامت آئے تو اس کی گردن پر اونٹ سوار ہو اور وہ آواز نکال رہا ہو، پھر یہ شخص کہے: اللہ کے رسول! میری مدد فرمائیں، تو میں کہوں گا: میں تمہارے متعلق اللہ سے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا، میں نے تمہیں (مکمل دین) پہنچا دیا تھا، میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے روز آئے تو اس کی گردن پر گھوڑا سوار ہو اور وہ ہنہنا رہا ہو، تو وہ شخص کہے، اللہ کے رسول! میری مدد فرمائیں، تو میں کہوں گا: میں تمہارے لیے اللہ کے ہاں کسی چیز کا بھی اختیار نہیں رکھتا، میں نے تو پہنچا دیا تھا، میں تم سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے کہ اس کی گردن پر بکری ہو اور وہ ممیا رہی ہو اور وہ شخص کہے: اللہ کے رسول! میری مدد فرمائیں، تو میں کہوں: میں تمہارے متعلق اللہ کے ہاں کسی چیز کا بھی اختیار نہیں رکھتا، میں نے تو (دین) پہنچا دیا تھا۔ میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ روز قیامت آئے تو اس کی گردن پر کوئی جان ہو اور وہ آواز نکال رہا ہو، تو وہ شخص کہے گا، اللہ کے رسول! میری مدد فرمائیں، تو میں کہوں

گا: میں تمہارے لیے اللہ کے ہاں کسی چیز کا بھی اختیار نہیں رکھتا، میں نے تو تمہیں پہنچا دیا تھا، میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن آئے تو اس کی گردن پر کپڑا اہل رہا ہو، تو وہ شخص کہے، اللہ کے رسول! میری مدد فرمائیں، تو میں کہوں: میں تمہارے متعلق اللہ کے ہاں کچھ بھی اختیار نہیں رکھتا، میں نے تو پہنچا دیا تھا۔ میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ روز قیامت آئے تو اس کی گردن پر سونا یا چاندی اور وہ شخص کہے: اللہ کے رسول! میری مدد فرمائیں، تو میں کہوں: میں تمہارے لیے اللہ کے ہاں کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا، میں نے تو (دین) پہنچا دیا تھا۔“

پس جو شخص مال غنیمت کی ان مذکورہ اشیاء میں سے، مجاہدین میں تقسیم ہونے سے پہلے، یا امیر کی بیت المال سے اجازت کے بغیر یا فقراء کے لیے جمع کی گئی زکوٰۃ سے کوئی چیز بھی حاصل کر لے، تو وہ روز قیامت اس حال میں آئے گا کہ وہ چیز اس کی گردن پر سوار ہوگی' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

﴿وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ.﴾ (ال عمران: ۳/۱۶۱)

”اور جو خیانت کرے گا، قیامت کے دن اپنی خیانت لا حاضر کرے گا“۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بھی ہے کہ:

”سوئی دھاگے تک ادا کر دو اور خیانت سے بچو کیونکہ روز قیامت وہ اپنے خائن کے لیے باعث عار ہوگی“۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق، جب آپ نے ابن تبیہ کو صدقہ وصول کرنے پر عامل مقرر فرمایا، اور وہ آئے تو انہوں نے کہا: یہ آپ کے لیے ہے اور یہ مجھے ہدیہ (تحفہ) دیا گیا ہے، یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا: ”اللہ کی قسم! تم میں سے جو شخص کوئی چیز ناحق قبول کرتا ہے، تو وہ روز قیامت اسے اٹھائے ہوئے آئے گا۔ پس میں تم میں سے کسی آدمی سے اس حال میں ملاقات نہ کروں کہ وہ اللہ سے ملاقات کرے تو اس نے اونٹ اٹھایا ہوا ہو اور وہ آواز نکال رہا ہو، یا گائے اٹھائی ہوئی اور وہ آواز نکال رہی ہو یا بکری ہو جو ممیا رہی ہو، پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ بلند کیا تو فرمایا ”اے اللہ! کیا میں نے پہنچا

دیا؟'' ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف روانہ ہوئے، وہاں ہمیں فتح نصیب ہوئی، تو ہمیں وہاں مال غنیمت میں سونا ملا نہ چاندی، ہمیں اناج غلہ اور کپڑے غنیمت میں ملے، پھر ہم وادی یعنی وادی قری کی طرف روانہ ہوئے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غلام تھا جو بنو جزام قبیلہ کے رفاعہ بن یزید بنوضبیب نامی شخص نے آپ کو ہبہ کیا تھا، جب ہم نے وادی میں پڑاؤ ڈالا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام آپ کی سواری کا پالان کھولنے لگا تو اسے ایک تیر لگا جس سے اس کی موت واقع ہوگئی، تو ہم نے کہا: اللہ کے رسول! اسے شہادت مبارک ہو، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ہرگز نہیں، اللہ کی قسم!'' شال جو اس نے مال غنیمت سے' اس کی تقسیم سے پہلے ہی چرالی تھی، وہ اس پر آگ بن کر بھڑک رہی ہے''۔

راوی بیان کرتے ہیں، لوگ تو گھبرا گئے، ایک آدمی جوتے کا ایک یا دو تسمے لایا (اس نے کہا، خیبر کے دن مجھے ملے تھے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ایک تسمہ یا دو تسمے آگ کے ہیں''۔ ①

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کرکرہ نامی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامان پر مامور تھا، جب وہ فوت ہوگیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''وہ جہنمی ہے''۔ تو صحابہ اس کا حال جاننے کے لیے اس کی طرف چل دیے، انہوں نے ایک چادر دیکھی، جو اس نے خیانت کی تھی۔ ②

زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے غزوۂ خیبر میں خیانت کی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع فرما دیا، اور فرمایا: ''تمہارے اس ساتھی نے اللہ کی راہ میں خیانت کی ہے''۔

راوی بیان کرتے ہیں، جب ہم نے اس کے سامان کی تلاشی لی تو ہم نے اس میں یہود کے نگینوں میں سے ایک نگینہ پایا جو صرف دو درہم کے مساوی تھا۔ امام احمدؒ نے فرمایا: ہمیں معلوم

---

① بخاری (٤٢٣٤) مسلم (١١٥)

② بخاری (٣٠٧٤)

نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خائن اور خودکشی کرنے والے کے سوا کسی اور کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع فرمایا ہو۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صدقات وصول کرنے والے ذمہ داران کو ملنے والے تحائف خیانت ہیں''۔

اس بات کے متعلق بہت سی احادیث ہیں، ان میں سے بعض کا باب ظلم میں بیان ہوگا۔ ظلم کی تین اقسام ہیں:

ا۔ باطل طریقے سے مال کھانا۔

ب۔ قتل و مار کٹائی، اعضا توڑنے اور زخم لگا کر بندوں پر ظلم کرنا۔

ج۔ گالی گلوچ، لعن طعن، برا بھلا کہہ کر اور تہمت لگا کر بندوں پر ظلم کرنا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں خطاب کیا تو فرمایا:

''سن لو! تمہاری جانیں، تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں، تمہارے اس دن، تمہارے اس مہینے اور تمہارے اس شہر کی حرمت کی طرح، تم پر حرام ہیں''۔ ①

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ طہارت کے بغیر نماز قبول کرتا ہے نہ مال خیانت سے صدقہ قبول کرتا ہے''۔ ②

ہم اللہ تعالیٰ سے اس کے محبوب اور پسندیدہ اعمال کی درخواست کرتے ہیں، کیونکہ وہی سخی داتا ہے۔

☆☆☆

---

① بخاری (٤٤٠٦) مسلم (١٦٧٩)

② مسلم (٢٢٤)

(۲۳) چوری

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○﴾ (المآئدة: ٣٨)

"اور چور مرد ہو تو، عورت ہو تو، دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو ان کے اس فعل کے بدلے میں، یہ اللہ کی طرف سے بطور سزا کے ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے"۔

ابن شہاب رحمۃ اللہ نے فرمایا: اللہ نے لوگوں کے اموال چوری کرنے کی سزا، ہاتھ کاٹنا مقرر فرمائی ہے، اور اللہ چور سے انتقام لینے کے بارے میں غالب ہے، اور اس نے چور کا ہاتھ کاٹنے کی جو سزا مقرر کی ہے، اس میں وہ حکیم و دانا ہے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"زانی جب زنا کرتا ہے تو اس وقت مومن نہیں ہوتا اور چور جب چوری کرتا ہے تو وہ اس وقت مومن نہیں ہوتا، لیکن توبہ پیش کی جائے گی۔" ①

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈھال کی چور پر، جس کی قیمت تین درہم تھی، ہاتھ کاٹا۔ ②

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چوتھائی دینار اور اس سے اوپر (زائد) قیمت کی چوری پر ہاتھ کاٹ دیا کرتے تھے۔ ③

ایک روایت میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ڈھال کی قیمت سے کم چوری کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: چوتھائی دینار، اور ایک روایت میں ہے، فرمایا: "چوتھائی دینار کی چوری پر ہاتھ کاٹو اور اگر اس سے کم ہو اس پر نہ کاٹو"۔ (ان دنوں چوتھائی دینار تین درہم کے برابر تھا اور دینار بارہ درہم کا ہے) ④

---

① بخاری (٦٨١٠) مسلم (٥٧)

② بخاری و مسلم

③ بخاری و مسلم

④ احمد

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اللہ اس چور پر لعنت فرمائے، انڈہ چوری کرتا ہے، تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے، اور رسی چوری کرتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے“۔ ① اعمش بیان کرتے ہیں کہ وہ (انڈے سے) لوہے کا انڈہ مراد لیتے تھے، اور رسی کے بارے میں ان کا خیال تھا کہ اس سے مراد وہ رسی ہے جس کی قیمت تین درہم کے برابر ہو۔ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، مخزومیہ عورت عاریۃً سامان لیتی اور پھر اسے واپس نہیں کرتی تھی (اس کے بعد والے حصہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ چوری کیا کرتی تھی)، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم درمایا۔ اس کے اہل خانہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے اس کے متعلق بات کی، انہوں (اسامہ) نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بات (سفارش) کی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اسامہ! میں تمہیں، اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے کسی حد کے بارے میں سفارش کرتے ہوئے نہ دیکھوں“ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے کھڑے ہوئے تو فرمایا:

”اسی چیز نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا، ان کا معمول تھا کہ جب ان میں سے کوئی شریف (معزز بڑے خاندان والا) چوری کرتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے، اور جب ان میں سے کوئی ضعیف شخص چوری کرتا تو وہ اس کا ہاتھ کاٹ دیتے تھے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی چوری کرتیں تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا“۔ ②

پھر مخزومیہ کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

عبدالرحمٰن بن جریر بیان کرتے ہیں، ہم نے فضالہ بن عبید سے چور کا ہاتھ کاٹ کر اس کی گردن میں لٹکانے کے متعلق سوال کیا، کیا یہ سنت سے ثابت ہے؟ تو انہوں نے فرمایا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چور لایا گیا، اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا، پھر آپ نے اس کے متعلق حکم فرمایا تو اس (ہاتھ) کو اس کی گردن سے لٹکا دیا گیا۔

علماء نے فرمایا: چور کی توبہ تب ہی نفع مند ہوگی کہ اس نے جو چوری کی ہے، وہ مال واپس کرے، اور اگر وہ مفلس ہو تو پھر صاحب مال سے معاف کرائے۔ واللہ اعلم

---

① بخاری (٦٧٨٨)، مسلم (١٦٨٨)

② بخاری (٦٧٨٢) مسلم (١٦٨٧)

(۲۴) ڈاکہ زنی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ یَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ط ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ○﴾

(المائدة: ۳۳)

”جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں، ان کی سزا بلاشبہ یہی ہے کہ وہ قتل کر دیے جائیں، یا سولی چڑھا دیے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف طرف سے کاٹ دیے جائیں یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے، یہ تو ان کی رسوائی دنیا میں ہوگی اور آخرت میں بھی ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔“

واحدیؒ (صاحب التفاسیر المشہورہ) (البسیط والوسیط والوجیز، واسباب نزول القران والتحبیر فی شرح اسماء اللہ الحسنی) نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے سے مراد، ان کی نافرمانی کرنا اور ان کی اطاعت نہ کرنا ہے، جو بھی آپ کی نافرمانی کرے، وہ آپ کے ساتھ لڑائی کرنے والا ہوگا۔

ملک میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں، یعنی قتل، چوری اور لوگوں کے اموال ہتھیانے کا ارتکاب کرتے ہیں، ہر وہ شخص جو مومنوں کے خلاف اسلحہ اٹھاتا ہے تو وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے والا ہے، امام مالک، اوزاعی اور شافعی رحمہم اللہ کا یہ قول ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

”یہ کہ وہ قتل کر دیے جائیں یا سولی چڑھا دیے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف طرف سے کاٹ دیئے جائیں یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے“۔ والبی (علی بن ابی طلحہ)، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، ”او“ ”یا“ تخییر کے لیے داخل کیا گیا ہے اور اس کا معنی اباحت

ہے۔ اگر امام چاہے تو اس کے مرتکب کو قتل کرے، چاہے تو سولی چڑھائے اور اگر چاہے تو اسے جلاوطن کردے، یہ حسن، سعید بن مسیب اور مجاہد رحمہ اللہ کا قول ہے اور عطیہ کی روایت میں کہا: ان سزاؤں میں ”اَوْ“ ”یا“ اباحت کے لیے نہیں، یہ تو جرائم کے اختلاف کی وجہ سے فیصلہ مرتب کرنے کے لیے ہے۔

جس شخص نے قتل کیا اور مال بھی لوٹ لیا تو اسے قتل کیا جائے گا اور اسے سولی چڑھادیا جائے گا۔ جو شخص مال لوٹ لے، لیکن قتل نہ کرے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا، جو قتل کرے لیکن اموال پر قبضہ نہ کرے تو اسے قتل کیا جائے گا، اور جس نے مسافر کو خوف زدہ کیا، اس نے قتل نہیں کیا تو اسے جلاوطن کردیا جائے گا اور یہ امام شافعیؒ کا مذہب ہے اور امام شافعیؒ نے فرمایا: ہر ایک اپنے فعل، جرم کی مقدار کے برابر سزا پائے گا، پس جس شخص پر قتل اور سولی چڑھانا دونوں واجب ہوں تو اسے سولی چڑھانے سے پہلے قتل کیا جائے اور یہ اس کی سزا کی کراہیت کی وجہ سے ہے اور اسے تین روز تک سولی پر لٹکا دیا جائے گا، پھر اسے اتارا جائے گا، اور جس پر سولی چڑھانے کے علاوہ محض قتل کرنا واجب ہو تو اسے قتل کیا جائے گا اور اس کو اس کے اہل خانہ کے سپرد کردیا جائے گا تاکہ وہ اسے دفن کرسکیں اور جس پر قتل کرنے کے علاوہ محض ہاتھ کاٹنا واجب ہو تو اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا جائے گا، پھر اسے داغ دیا جائے گا، پھر اگر وہ دوبارہ چوری کرتے تو اس کا بایاں پاؤں کاٹ دیا جائے گا اور پھر اگر وہ تیسری مرتبہ چوری کرتے تو اس کا بایاں ہاتھ کاٹ دیا جائے گا، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، آپ نے چور کے متعلق فرمایا:

”اگر وہ چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹو، پھر چوری کرتے تو اس کا پاؤں کاٹو، پھر اگر چوری کرتے تو اس کا ہاتھ کاٹو، پھر اگر چوری کرے تو اس کا پاؤں کاٹو“۔ ①

کیونکہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہ کا بھی یہ عمل ہے اور کسی صحابی نے ان دونوں کی مخالفت نہیں کی اور اس کے بایاں ہونے کی وجہ پر اتفاق ہے، جس نے ہاتھ کاٹنے کے بعد پاؤں کاٹنے کو اختیار کیا ہے، کیونکہ وہ بایاں ہی ہوگا اور ”من خلاف“ کا یہی معنی ہے۔

”أو ینفوا من الأرض“

---

① ابوداؤد، نسائی۔

''یا وہ جلاوطن کر دیے جائیں''۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: امام اس شخص کے خون کو رائیگاں قرار دیتے ہوئے کہے، جو شخص اسے ملے تو وہ اسے قتل کر دے، یہ اس کے لیے ہے جو اس پر قادر ہو، رہا وہ شخص جو اس پر قابض ہو تو وہ اسے حبس اور جیل میں قید کر کے جلاوطن کر دے، کیونکہ جب اسے قید کر دیا جائے اور شہروں میں آنے جانے سے روک دیا جائے تو وہ اس ملک سے جلاوطن ہی کی طرح ہے۔

ابن قتیبہ نے بعض قیدیوں کے جذبات و احساسات کے اظہار کے لیے شعر کہے:

خرجنا من الدنيا و نحن من أهلها   فلسنا من الأحياء فيها و لا الموتى
إذا جاءنا السجان يومًا لحاجة   عجبنا و قلنا جاء هذا من الدنيا

''ہم دنیا سے نکل آئے حالانکہ ہم اسی سے تعلق رکھتے ہیں، پس ہم زندوں میں سے ہیں نہ مردوں میں سے ''جب کسی روز داروغۂ جیل ہمارے پاس کسی ضرورت کے تحت آتا ہے، تو ہم تعجب کرتے ہیں اور کہتے ہیں، یہ دنیا سے آیا ہے''۔

فرمایا: ڈاکہ زنی اور مسافروں کو خوف زدہ کرنا ہی بہت بڑا جرم ہے، تو پھر اس کی سنگینی کیسی ہوگی جب مال لوٹ لیا جائے یا زخمی کر دیا جائے یا اسے قتل کر دیا جائے؟ پس انہوں نے متعدد کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کیا، اس پر مستزاد یہ کہ انہوں نے نماز ترک کر دی اور لوٹے ہوئے مال کو شراب نوشی، زنا اور لواطت (اغلام بازی) وغیرہ جیسے کاموں پر خرچ کیا۔

پس ہم اللہ تعالیٰ سے ہر قسم کی آزمائش و پریشانی سے، عافیت طلب کرتے ہیں، کیونکہ وہ سخی داتا فیاض بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

☆☆☆

(۲۵) جھوٹی قسم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ وَلَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا یُزَكِّیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۝﴾ (ال عمران: ۷۷)

”بے شک وہ لوگ جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں پر قلیل (دنیاوی) معاوضہ لیتے ہیں، ان لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں قیامت کے دن اللہ ان سے کلام کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ہی انہیں (گناہوں سے) پاک کرے گا اور ایسے لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہوگا“۔

واحدی (مفسر) نے بیان کیا کہ یہ آیت ان دو آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی، جنہوں نے ایک جاگیر کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مقدمہ پیش کیا، تو مدعی علیہ نے قسم اٹھانے کا ارادہ کیا تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی، اس پر مدعی علیہ قسم اٹھانے سے رک گیا اور مدعی کے حق کو تسلیم کر لیا۔ عبداللہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اشعث نے کہا: اللہ کی قسم! یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی، وہ بیان کرتے ہیں، میرے اور ایک یہودی کے مابین زمین کے بارے میں جھگڑا تھا، اس نے مجھ سے انکار کیا تو میں اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گیا، تو آپ نے فرمایا: ”کیا تمہارے پاس کوئی دلیل ہے؟“ میں نے عرض کیا، نہیں۔ آپ نے یہودی سے فرمایا: قسم اٹھاؤ، میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! وہ تو قسم اٹھا لے گا اور میرا مال لے جائے گا، تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی:

”بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں پر قلیل معاوضہ لیتے ہیں“۔

یعنی وہ دنیا کا معمولی سا سامان حاصل کرنے کے لیے جھوٹی قسم اٹھا لیتے ہیں ﴿اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ﴾ ”ایسے لوگوں کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں“۔ ﴿وَلَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ﴾ ”اللہ ان سے کلام نہیں فرمائے گا“۔ یعنی ایسی کلام نہیں فرمائے گا جس سے

انہیں خوشی نصیب ہو۔ ﴿وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ﴾ ''اور وہ ان کی طرف نہیں دیکھے گا''۔ یعنی نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا جس سے انہیں کوئی خوشی نصیب ہو۔ ﴿وَلَا يُزَكِّيْهِمْ﴾ ''اور انہیں پاک نہیں کرے گا''، ان کو خیر و بھلائی میں بڑھائے گا نہ ان کی ثنا بیان کرے گا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

''جس شخص نے ناحق کسی مسلمان شخص کے مال پر قسم اٹھائی تو وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ وہ اس شخص پر ناراض ہوگا''۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق میں اللہ کی کتاب سے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا.﴾ (ال عمران: ٧٧)

ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ نے فرمایا:

''جس شخص نے اپنی قسم کی بدولت کسی مسلمان شخص کا حق قطع کیا تو اللہ نے اس کے لیے جہنم واجب کر دی اور جنت اس پر حرام کر دی''۔

تو کسی شخص نے عرض کیا، اللہ کے رسول! خواہ وہ (حق) معمولی ہو؟ آپ نے فرمایا: ''اگرچہ وہ پیلو کی شاخ ہو''۔ ①

حفص بن میسرہ نے بیان کیا، یہ حدیث کتنی شدید ہے، تو کہا: کیا کتاب اللہ میں نہیں ہے۔

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا.﴾ (ال عمران: ٧٧)

ابو ذر رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا:

''تین قسم کے لوگ ہیں، روز قیامت اللہ ان سے کلام کرے گا نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا''۔ آپ نے تین مرتبہ انہیں دہرایا، تو ابو ذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اللہ کے رسول! وہ ناکام و نامراد ہوئے، وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''ازار لٹکانے

---

① مسلم (١٣٧)

والا، احسان جتلانے والا اور جھوٹی قسم سے اپنا سودا بیچنے والا"۔ ①

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا، قتل نفس اور جھوٹی قسم کبیرہ گناہ ہیں"۔

"الغموس" عمداً! جھوٹی قسم اٹھانا، جھوٹی قسم کو "غموس" اس لیے کہتے ہیں کہ یہ قسم اٹھانے والے کو گناہ میں ڈبو دیتی ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ اس کو جہنم میں ڈبو دیتی ہے۔

امام منذری نے ان دونوں اقوال کی اس طرح توجیہ بیان کی ہے کہ جھوٹی قسم اُٹھانے والا دنیا میں گناہ کا مستحق ٹھہرتا ہے اور آخرت میں جہنم اس کا مقدر ٹھہرے گی۔

فصل:

اللہ عزوجل کے سوا کسی اور کی قسم اٹھانا، جیسے نبی' کعبہ' فرشتوں' آسمان' پانی' حیات وزندگی اور امانت کی قسم اٹھانا بھی اسی زمرے میں آتا ہے اور اس سے بھی زیادہ سنگین یہ ہے کہ کوئی روح، سر، حیات سلطان (بادشاہ) بادشاہ کی نعمت اور فلاں کی قبر کی قسم اٹھائے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا:

"اللہ تمہیں منع فرماتا ہے کہ تم اپنے آباء کی قسم اُٹھاؤ، پس جس شخص نے قسم اٹھانی ہو تو وہ اللہ کی قسم اُٹھائے یا خاموش رہے"۔

اور ایک روایت میں ہے:

"جو شخص قسم اُٹھائے تو وہ صرف اللہ کی قسم اٹھائے یا پھر خاموش رہے"۔ ②

عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"طواغی اور اپنے آباء کی قسم نہ اٹھاؤ"۔ ③

طواغی، "طاغیہ" کی جمع ہے، اس کا معنی ہے اصنام، اسی سے حدیث ہے، یہ دوس قبیلے کے اصنام اور معبود ہیں۔

---

① بخاری ② مالک' بخاری' مسلم' ابو داؤد ③ مسلم

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص قسم اٹھائے اور کہے کہ میں اسلام سے بیزار ولاتعلق ہوں، پس اگر وہ جھوٹا ہے تو وہ ویسے ہی ہے جیسے اس نے کہا ہے، اور اگر وہ سچا ہے تو بھی وہ اسلام کی طرف صحیح سالم نہیں لوٹے گا''۔ ①

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو کہتے ہوئے سنا: کعبہ کی قسم: تو انہوں نے فرمایا: اللہ کے سوا کسی کی قسم نہ اٹھاؤ، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

''جس شخص نے اللہ کے سوا کسی کی قسم اٹھائی تو اس نے کفر کیا یا شرک کیا''۔ ②

بعض علماء نے ''کفر یا شرک کیا'' کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ سختی کے طور پر ہے، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: ''ریا شرک ہے''۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص نے قسم اٹھائی اور اس نے اپنی قسم میں کہا: لات اور عزی کی قسم! تو اسے ''لا الہ الا اللہ'' پڑھنا چاہیے''۔ ③

صحابہ میں بعض ایسے بھی تھے جو قبول اسلام سے پہلے اس طرح (غیر اللہ) کی قسم اٹھایا کرتے تھے لیکن قبول اسلام کے شروع کے ایام میں وہ سبقت لسانی کی وجہ سے اس طرح کی قسم اٹھا جاتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم انہیں فوراً ''لا الہ الا اللہ'' پڑھنے کا حکم فرماتے تا کہ اس کلمہ کی وجہ سے سبقت لسانی کی وجہ سے جو ہوا وہ ختم ہو جائے۔ وباللہ التوفیق

☆☆☆

---

① ابو داؤد' ابن ماجه

② ابو داؤد (۳۲۵۱) ترمذی (۱۵۳۵)

③ بخاری (٨٦٤٧) مسلم (٤٨٦٠)

(۲۶) ظلم

لوگوں کے اموال کھا کر اور اسے ناجائز طریقے سے لے کر ظلم کرنا، اور مار پٹائی گالی گلوچ اور زیادتی کر کے لوگوں پر ظلم کرنا اور کمزور لوگوں پر دست درازی کرنا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ۝ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ وَ اَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ۝ وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَ نَتَّبِعِ الرُّسُلَ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَالَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ۝ وَّسَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ۝﴾ (ابراهيم: ١٤/ ٤٢۔٤٥)

”اور اللہ کو ان کاموں سے بے خبر خیال نہ کیجیے جو ظالم کر رہے ہیں، وہ تو ان کو اس دن تک مہلت دے رہا ہے جب آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی، سر اوپر کو اٹھائے ہیبت کے مارے جلدی جلدی آنکھیں جھپک رہے ہوں گے، ان کی نظریں ان کی طرف پھر نہ پلٹیں گی اور ان کے دل پریشان ہوں گے اور لوگوں کو اس دن سے آگاہ کیجیے جب ان پر عذاب آئے گا، تو وہ لوگ جو ظالم ہیں، کہیں گے: ہمارے پروردگار! ہمیں تھوڑی سی مدت کے لیے مہلت دے کہ ہم تیری دعوت قبول کریں اور رسولوں کی اتباع کریں، (کہا جائے گا) کیا تم پہلے قسم نہیں کھا چکے کہ تمہیں کچھ بھی زوال نہ ہوگا اور تم ان لوگوں کے گھروں میں رہ چکے ہو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا اور تمہیں معلوم ہو چکا تھا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیسا سلوک روا رکھا اور ہم نے تمہارے لیے مثالیں بیان کر دی تھیں“۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۝﴾ (الشعراء: ٢٦/ ٢٢٧)

''اور جن لوگوں نے ظلم کیا ہے، ان کو جلد معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس جگہ لوٹ کر جاتے ہیں''۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ.﴾ (الشورى: ٤٢/٤٢)

''الزام وملامت تو ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں''۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''یقیناً اللہ ظالم کو ڈھیل دیتا رہتا ہے حتیٰ کہ جب اسے پکڑتا ہے تو پھر اسے چھوڑتا نہیں''۔ ①

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ﴾ (هود: ١١/١٠٢)

''آپ کے رب کی پکڑ ایسی ہی ہوتی ہے کہ جب وہ بستیوں کو پکڑتا ہے جبکہ ان کے رہنے والے ظالم ہوں، بے شک اس کی پکڑ دردناک اور سخت ہے''۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے اپنے (مسلمان) بھائی پر عزت یا کسی چیز کے حوالے سے کوئی ظلم کیا ہو تو وہ آج اس سے معاف کرالے، اس سے پہلے کہ جب درہم و دینار نہیں ہوں گے، اگر اس کے پاس کوئی عمل صالح ہوگا تو وہ اس کے ظلم کے برابر اس سے لے لیا جائے گا، اگر اس کے پاس نیکیاں نہیں ہوں گی تو پھر اسکے صاحب (مظلوم) سے گناہ لے کر اس (ظالم) پر ڈال دیے جائیں گے''۔ ②

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے فرمایا:

''میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے نفس پر حرام قرار دیا ہے اور اسے تمہارے مابین بھی حرام قرار دیا ہے، پس باہم ظلم نہ کیا کرو''۔ ③

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

① بخاری، مسلم ② بخاری، ترمذی ③ مسلم، ترمذی

''کیا تم جانتے ہو، مفلس کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ہم میں مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس درہم ہوں نہ مال ومتاع، آپ نے فرمایا: ''میری امت کا مفلس شخص وہ ہے جو نماز وزکوٰۃ اور روزہ وحج (جیسے اعمال) کے ساتھ روز قیامت اللہ کے حضور پیش ہوگا اور پھر وہ شخص بھی پیش ہو جائے گا، جس کو اس نے گالی دی ہوگی، اس کا مال لیا ہوگا، اس کی عزت پر ڈاکہ ڈالا ہوگا، اس کی پٹائی کی ہوگی اور اس کا خون بہایا ہوگا، تو پھر اس شخص کی نیکیاں لے کر اس (مظلوم) کو دے دی جائیں گی، اور اس (دوسرے مظلوم) کو اس کی نیکیاں لے کر دی جائیں گی، اگر اس کے ذمہ حقوق کی ادائیگی سے پہلے نیکیاں ختم ہوگئیں تو ان (حقداروں) کے گناہ لے کر اس شخص پر ڈال دیے جائیں اور پھر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا''۔ ①

فرمایا: ''جو لوگ اللہ کے مال میں ناحق تصرف کرتے ہیں، روز قیامت جہنم ان کا مقدر ہوگی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ کیا تو فرمایا:

''مظلوم کی بددعا سے بچنا، کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں''۔ ②

اور فرمایا: ''جس نے بالشت برابر زمین پر ناجائز قبضہ کیا تو روز قیامت اسے ساتوں زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا''۔ ③

اور بعض کتابوں میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

جس شخص کا میرے سوا کوئی حامی وناصر نہ ہو، جب اس پر کوئی ظلم کرتا ہے تو اس (ظالم) پر میرا غضب نہایت شدید ہو جاتا ہے''۔

اور کسی نے یہ اشعار کہے ہیں:

لا تظلمن إذا ما كنت مقتدرًا فالظلم يرجع عقباه إلى الندم
تنام عيناك و المظلوم منتبه يدعو عليك وعين الله لم تنم

''جب تم صاحب قدرت ہو تو پھر ظلم نہ کرو، کیونکہ ظلم کا انجام ندامت ہے''۔

تیری آنکھیں سو جاتی ہیں، جبکہ مظلوم جاگ کر تیرے خلاف دعا کرتا ہے، اور اللہ کی آنکھ نہیں سوتی''۔

---

① مسلم، ترمذی ② بخاری، مسلم ③ بخاری (۳۱۹۵)، مسلم (۱٦۱۲)

بعض سلف کا قول ہے:

''ضعفاء پر ظلم نہ کرو ورنہ تو طاقتور اشرار میں سے ہو جائے گا''۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''سرخاب اپنے گھونسلے میں ظالم کے ظلم کی وجہ سے کمزور و لاغر ہو کر دم توڑ جاتا ہے''۔

مشہور ہے کہ تورات میں لکھا ہوا ہے: ''منادی کرنے والا پل صراط کے پیچھے سے آواز دے گا: جابر و سرکش گروہ! غرور و تکبر کرنے والے بدبختو! اللہ اپنی عزت و جلال کی قسم اٹھا کر فرماتا ہے کہ کوئی ظالم آج اس پل کو عبور نہیں کر سکے گا''۔

جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، جب حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے، فتح مکہ کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا:

''کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ ملک حبشہ میں تم نے کون سی عجیب چیز دیکھی؟''

ان میں سے ایک جماعت نے عرض کیا: جی ہاں، اللہ کے رسول! ہم ایک روز بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بڑھیا سر پر پانی کا مٹکا اٹھائے ہوئے ہمارے پاس سے گزری تو جب وہ ان میں سے ایک نوجوان کے پاس سے گزری تو اس نے اس کے کندھوں کے درمیان اپنا ایک ہاتھ رکھا، پھر اسے دھکا دے دیا، وہ بڑھیا اپنے گھٹنوں کے بل گر پڑی اور اس کا مٹکا ٹوٹ گیا، جب وہ کھڑی ہوئی تو اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا، پھر کہا: دھوکے باز! عنقریب تجھے معلوم ہو جائے گا، جب اللہ تمام اولین و آخرین کو جمع کرے گا اور کرسی لگائے گا، ہاتھ اور پاؤں اپنی کارگزاری کے متعلق کلام کریں گے، تجھے عنقریب کل اپنے اور میرے معاملے کے بارے میں اس کے ہاں پتہ چل جائے گا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اس (بڑھیا) نے سچ فرمایا: اللہ کسی قوم کو کیسے پاک کرے گا، جب ان کے طاقتوروں سے ان کے ضعیفوں کا بدلہ نہ لیا جائے''۔

إذا ما الظلوم استوطأ الظلم مركبًا ولج عتوًا فى قبيح اكتسابه
فكله إلى صرف الزمان و عدله سيبدو له مالم يكن فى حسابه

''جب ظالم ظلم پر اتر آئے اور وہ اپنے اس قبیح اکتساب میں بڑھتا چلا جائے تو پھر اس

کو زمانے کے تغیر اور اس کے عدل کے سپرد کر دے، پھر عنقریب وہ سب کچھ اس کے سامنے ظاہر ہو جائے گا جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا"۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

"پانچ قسم کے لوگوں پر اللہ کا غضب ہے، اگر وہ چاہے تو اپنے غضب کو ان پر دنیا ہی میں نافذ کر دے، ورنہ ان کے بارے میں جہنم کا حکم جاری فرما دے، کسی قوم کا حکمران، جب وہ اپنی رعیت سے اپنا حق تو وصول کر لے لیکن اپنی طرف سے انہیں انصاف فراہم کرے نہ ان سے ظلم مٹائے، کسی قوم کا ذمہ دار شخص جو اس کی اطاعت کرتے ہوں' لیکن وہ قوی وضعیف کے مابین مساوی سلوک نہ کرتا ہو اور وہ خواہشات کے مطابق گفتگو کرتا ہو، وہ آدمی جو اپنے اہل و عیال کو اللہ کی اطاعت کا حکم دیتا ہے نہ انہیں ان کا دین سکھاتا ہے اور وہ آدمی جو کسی مزدور کو کام پر لگاتا ہے، وہ اس سے کام تو پورا لیتا ہے، لیکن اس کو اس کی اجرت پوری نہیں دیتا، اور وہ آدمی جس نے عورت پر اس کے حق مہر کے بارے میں ظلم کیا۔"

عبداللہ بن سلام بیان کرتے ہیں، جب اللہ تعالیٰ نے خلق کو تخلیق فرمایا، اور وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے تو انہوں نے اپنے سر آسمان کی طرف اٹھائے اور عرض کیا: پروردگار! تو کس کے ساتھ ہے؟ فرمایا: مظلوم کے ساتھ حتی کہ اس کا حق اسے دلا دیا جائے۔

وہب بن منبہ بیان کرتے ہیں، کسی جابر و ظالم شخص نے ایک مضبوط محل بنایا تو ایک محتاج بڑھیا آئی اور اس نے اس (محل) کی جانب ایک جھونپڑی تعمیر کی وہ اس میں پناہ حاصل کرتی تھی، ایک روز وہ جابر شخص سوار ہوا اور اس نے محل کے ارد گرد چکر لگایا تو اس نے وہ جھونپڑی دیکھی، اس نے کہا: یہ کس کی جھونپڑی ہے؟ اسے بتایا گیا کہ ایک محتاج عورت کی ہے، وہ اس میں پناہ لیتی ہے، پس اس نے اس کے متعلق حکم دیا تو اسے گرا دیا گیا۔ پس وہ بڑھیا آئی تو اس نے اسے گرا ہوا پایا تو پوچھا کہ اسے کس نے گرایا ہے؟ بتایا گیا کہ بادشاہ نے اسے دیکھا، تو اس نے اسے گرا دیا۔ پس اسی اثناء میں بڑھیا نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا: پروردگار! اگر میں موجود نہیں تھی، تو تو کہاں تھا؟ راوی بیان کرتے ہیں کہ اللہ نے جبریل علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ محل کو اس کے باسیوں پر الٹ دے، پس اس نے اس کو پلٹ دیا۔

اور بیان کیا گیا ہے کہ جب خالد بن برمک اور اس کے بیٹے کو قید کیا گیا تو اس (بیٹے) نے کہا: ابا جان! ہم عزت و غلبے کے بعد قید و حبس کا شکار ہو گئے، تو اس نے جواب دیا: بیٹے! مظلوم کی بد دعا رات کے وقت محو سفر ہوتی تھی، ہم اس سے غافل ہوتے تھے، لیکن اللہ اس سے غافل نہ تھا۔

یزید بن حکیم کہا کرتے تھے: میں نے کبھی کسی کو اپنی ہیبت سے خوف زدہ نہیں کیا کہ میں نے اس پر ظلم کیا ہو، مجھے معلوم ہے کہ اللہ کے سوا اس کا کوئی حامی و ناصر نہیں، وہ مجھے کہتا ہے: مجھے اللہ کافی ہے، اللہ میرے اور تیرے درمیان (شاہد و حاکم) ہے۔

ہارون الرشید نے ابو عتاہیہ کو قید کیا تو اس نے قید سے اسے یہ دو شعر لکھے:

أما والله إن الظلم شوم   و مازال المسيء هو المظلوم
ستعلم يا ظلوم إذا التقينا   غدًا عند المليك من الملوم

"سن لو! اللہ کی قسم! ظلم نحوست ہے اور وہ بری ہی رہتی ہے، جبکہ وہ مظلوم ہو"۔

"ظالم شخص! جب کل ہم مالک الملک سے ملاقات کریں گے تو عنقریب تجھے پتہ چل جائے گا کہ ملامت زدہ کون ہے"۔

ابو امامہ بیان کرتے ہیں، ظالم شخص روز قیامت آئے گا حتی کہ جب وہ جہنم کے پل پر پہنچے گا تو مظلوم اس سے ملاقات کرے گا، اور وہ اسے پہچان لے گا، جو اس نے اس کے ساتھ ظلم کیا ہوگا، تو مظلوم، ظالموں سے الگ نہیں ہوں گے حتی کہ وہ ان کے ہاتھوں میں موجود تمام نیکیاں چھین لیں گے۔ جس قدر انہوں نے ان پر ظلم کیا ہوگا حتی کہ وہ جہنم کے نچلے طبقے کی طرف لوٹا دیے جائیں گے۔

عبداللہ بن انیس ؓ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

"روز قیامت بندوں کو اس حال میں جمع کیا جائے گا کہ وہ ننگے پاؤں' ننگے بدن اور غیر مختون ہوں گے۔ پس ایک آواز دینے والا انہیں پکارے گا، اور وہ اسے دور ہی سے ایسے سنیں گے جیسا کہ وہ اسے قریب سے سنتا ہے، میں فیصلہ کرنے والا بادشاہ ہوں، کسی جنتی کو لائق ہے کہ وہ جنت میں داخل ہو جائے یا کسی جہنمی کو لائق ہے کہ وہ جہنم میں چلا جائے اور اس کے ذمے کوئی ظلم ہو یہاں تک کہ اس کا فیصلہ کر دیا جائے' اگر کسی نے طمانچہ مارا ہو یا اس پر کوئی زیادتی کی ہو،

اس کا بھی فیصلہ اور ادائیگی ہوگی اور تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔“

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

”جس شخص نے ایک کوڑا بھی ناجائز مارا ہوگا تو روز قیامت اس سے بدلہ لیا جائے گا“۔

واقعہ نقل کیا گیا ہے کہ بادشاہ ایران کسریٰ نے اپنے بیٹے کی تعلیم و تربیت کے لیے ایک اتالیق مقرر کیا، حتیٰ کہ جب بچہ فضل وادب کی معراج کو پہنچ گیا تو اس اتالیق نے بچے کو بلایا اور کسی جرم وسبب کے بغیر اسے بہت زیادہ سزا دی، بچے نے معلم کے بارے میں دل میں کینہ رکھ لیا، حتیٰ کہ جب وہ بڑا ہو گیا اور اس کا والد فوت ہو گیا تو اس کے بعد وہ بادشاہ کے منصب پر فائز ہوا تو اس نے معلم کو بلایا اور اسے کہا: آپ کو کس چیز نے ابھارا تھا کہ آپ نے فلاں فلاں دن کسی جرم وسبب کے بغیر مجھے بہت تکلیف دہ سزا دی تھی۔ تو معلم نے جواب دیا بادشاہ سلامت! تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ جب تم فضل وادب کی معراج پر پہنچ گئے تو مجھے پتہ چل گیا تھا کہ تم اپنے والد کے بعد بادشاہ بنو گے میں نے ارادہ کیا کہ میں مار پٹائی اور ظلم کی تکلیف کا تمہیں ذائقہ چکھاؤں حتیٰ کہ تم کسی پر ظلم نہ کرو تو اس نے کہا: جزاک اللہ خیرا۔ پھر اس نے اسے انعام و کرام سے نوازنے کا حکم دیا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ مظلوم کی دعا بادلوں کے اوپر بلند ہوتی ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے؟ ”مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! میں تیری ضرور مدد کروں گا، خواہ کچھ مدت کے بعد“۔

اور انہوں نے شعر پڑھے:

توق دعا المظلوم إن دعاءه   ليرفع فوق السحب ثم يجاب
توق دعا من ليس بين دعائه   وبين إله العالمين حجاب
ولا تحسبن الله مطرحًا له   ولا أنه يخفى عليه خطاب
فقد صح أن الله قال وعزتي   لأنصر المظلوم وهو مثاب
فمن لم يصدق ذا الحديث فإنه   جهول وإلا عقله فمصاب

”مظلوم کی بددعا سے بچو، کیونکہ اس کی دعا، بادلوں سے اوپر بلند ہوتی ہے اور پھر قبول ہوتی ہے“۔

’’اس شخص کی بد دعا سے بچو، جس کی دعا اور جہاں کے معبود کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا‘‘۔

’’یہ نہ سمجھو کہ اللہ اس دعا کو نظر انداز کر دے گا اور یہ بھی خیال نہ کرو کہ وہ خطاب (پکار) اس پر مخفی ہے‘‘۔

’’یہ صحیح ثابت ہے کہ اللہ نے فرمایا، مجھے میری عزت کی قسم! میں مظلوم کی ضرور مدد کروں گا اور اسے جزا ملے گی‘‘۔

’’پس جو شخص حدیث والے کی تصدیق نہیں کرتا، تو وہ جاہل ہے یا پھر اس کی عقل کا فتور ہے‘‘۔

فصل:

اپنے ذمے حق کی ادائیگی میں، قدرت ادائیگی کے باوجود ٹال مٹول کرنا سب سے بڑا ظلم ہے، صحیحین میں ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’مال دار شخص کا (حق، قرض کی ادائیگی میں) ٹال مٹول کرنا ظلم ہے‘‘ ①

اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’قرض ادا کرنے کی طاقت رکھنے کے باوجود ٹال مٹول کرنا ظلم ہے، ایسے شخص کو سزا دینا، بے عزت کرنا جائز ہے‘‘۔ یعنی اس کی شکایت کرنا اور اسے روکنا، بند کرنا جائز ہے۔

فصل:

عورت کے حق مہر، اس کے نان ونفقے اور اس کے لباس میں کمی کرنا بھی ظلم کے زمرے میں ہے اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان میں داخل ہے۔

’’حق کی ادائیگی کرنے کی قدرت رکھنے کے باوجود ٹال مٹول کرنا ظلم ہے، اسی کی بے عزتی کرنا اور اسے سزا دینا جائز ہے‘‘۔

---

① بخاری (۲٤۰۰)، مسلم (١٥٦٤)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، روز قیامت غلام یا لونڈی کے ہاتھ سے پکڑ کر تمام مخلوق کی موجودگی میں اعلان کیا جائے گا، یہ فلاں بن فلاں ہے، جس کا اس شخص کے ذمے کوئی حق ہو تو وہ اپنے حق کے حصول کے لیے آجائے۔ تو عورت خوش ہوگی کہ اس کا اپنے والد یا اپنے بھائی یا اپنے خاوند کے ذمے کوئی حق ہو، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:

﴿فَلَآ اَنۡسَابَ بَیۡنَہُمۡ یَوۡمَئِذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوۡنَ﴾ (المؤمنون: ۱۰۱/۲۳)

''اس روز باہمی رشتہ داری کام آسکے گی نہ وہ ایک دوسرے سے کچھ پوچھ سکیں گے''

فرمایا: اللہ اپنے حق میں سے جو چاہے معاف فرمادے گا لیکن وہ لوگوں کے حقوق میں سے کچھ بھی معاف نہیں کرے گا، بندے کو لوگوں کے لیے کھڑا کیا جائے گا، پھر اللہ تعالیٰ حقوق والوں سے فرمائے گا: اپنے حقوق کی طرف آؤ، بیان کیا، اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا: اس کے اعمال صالحہ میں لو سے اور ہر صاحب حق کو اس کے مطالبے کے مطابق (اس کی نیکیاں) دے دو۔ پس اگر وہ شخص اللہ کے ولی ہو اور اس کی ذرہ برابر بھی نیکی بچ گئی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو اس شخص کے حق پر بڑھادے گا، حتی کہ وہ اس کے ذریعے اسے جنت میں داخل فرمادے گا اور اگر وہ شخص بدنصیب ہوا اور اس کی کوئی نیکی نہ بچی تو فرشتے عرض کریں گے، اس کی نیکیاں ختم ہوگئی ہیں، لیکن اس سے مطالبہ کرنے والے ابھی باقی ہیں، تو اللہ فرمائے گا: ان کے گناہ لو اور انہیں اس کے گناہوں کے ساتھ ملا دو پھر جہنم کی طرف دھکیل دیا جائے گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان، جو پہلے بھی بیان ہو چکا ہے' وہ اس کی تائید کرتا ہے۔ فرمایا:

''کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟'' پھر بیان کیا گیا کہ مفلس' آپ کی امت میں سے مفلس وہ شخص ہے جو روز قیامت نماز' زکوٰۃ اور روزے جیسے اعمال لے کر آئے گا اور وہ شخص بھی حاضر ہو جائے گا کہ اس نے اسے گالی دی ہوگی' اور وہ شخص بھی آجائے گا کہ اس نے اس شخص کی پٹائی کی ہوگی اور اس شخص کا اس نے مال لیا ہوگا۔ پس ان میں سے ہر شخص کے لئے اس کی نیکیاں لی جائیں گی۔ اگر اس کے ذمے واجب حقوق کی ادائیگی سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں' تو پھر ان کی خطائیں لے کر اس شخص پر ڈال دی جائیں گی اور پھر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔'' ①

---

① مسلم' ترمذی

فصل:

یہ بھی ظلم ہے کہ کسی مزدور کو مزدوری پر لگا کر یا کسی انسان کو کسی کام پر لگا کر اس کی اجرت نہ دینا جیسا کہ صحیح بخاری میں ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تین قسم کے لوگ ہیں' میں روز قیامت ان کے مقابل و مخالف ہوں گا۔ اور میں جس کے مقابل آ جاؤں تو میں اس پر غالب آ تا ہوں' ایک وہ آدمی جس نے مجھے ضامن ٹھہرایا اور پھر بے وفائی کی۔ دوسرا وہ آدمی جس نے کسی آزاد شخص کو فروخت کر دیا اور تیسرا وہ شخص جس نے کسی مزدور کو مزدوری پر لگایا' اس سے پورا پورا کام لیا۔ لیکن اس کی اجرت نہ دی۔''

اور اسی طرح جب کسی یہودی یا عیسائی پر ظلم کیا یا اس کی طاقت سے بڑھ کر اس کو کس کام پر مامور کیا۔ یا اس کی رضامندی کے بغیر اس سے کوئی چیز لے لی تو وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں داخل ہے: ''میں روز قیامت اس کا مقابل ہوں گا۔''

اور اپنے ذمے قرض کے بارے میں جھوٹی قسم کھالے تو وہ بھی اسے زمرے میں آتا ہے۔ صحیحین میں ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> ''جو شخص اپنی قسم کے ذریعے کسی مسلمان شخص کا حق مارے تو اللہ نے اس کے لئے جہنم واجب قرار دے دی ہے اور اس پر جنت کو حرام قرار دے دیا ہے۔''

عرض کیا گیا' اللہ کے رسول! خواہ وہ کوئی معمولی سی چیز ہو؟ آپ نے فرمایا: ''خواہ وہ پیلو کی شاخ ہو۔''

فخف القصاص غدًا إذا وفيت ما — كسبت يداك اليوم بالقسطاس
في موقف منا فيه إلا شاخص — أو مهطع أو مقنع للراس
أعضاؤهم فيه الشهود و سجنهم — نار و حاكمهم شديد البأس
أن تمطل اليوم الحقوق مع الغنى — فغدا تؤديها مع الإفلاس

''پس قصاص و بدلے سے ڈر جا' جب کل تجھے تیرے ہاتھوں کی کمائی کا انصاف سے

پورا پورا بدلہ دیا جائے گا‘ جو تو نے آج کیا ہے۔“

”حشر کے میدان میں لوگوں کی نگاہیں جھکی ہوں گی یا عاجزی وانکساری سے ان کے سر اٹھے ہوئے ہوں گے۔“

”ان کے اعضاء گواہ بن جائیں گے‘ اور آگ‘ جیل بن جائے گی‘ اور ان کے داروغے سخت گیر ہوں گے۔“

”آج تم مال دار ہونے کے باوجود حقوق کی ادائیگی میں ٹال مٹول کر رہے ہو‘ تو کل (روز قیامت) تم حالت افلاس میں اس کی ادائیگی کرو گے۔“

روایت کیا گیا ہے کہ روز قیامت بندے کو اس بات میں کوئی تنگی نہیں ہوگی کہ وہ اس شخص کو پہچانے جس نے اس پر دنیا میں ظلم کیا ہوگا اور اس کو اپنے اس ظلم کے ازالے کے لئے مطالبہ کرنے میں کوئی ڈر خوف نہیں ہوگا۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

”قیامت کے دن‘ حق داروں کو ان کے حقوق دلائے جائیں گے حتیٰ کہ سینگوں کے بغیر بکری کو سینگوں والی بکری سے بدلہ دلایا جائے گا۔“ ①

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

”جس شخص کے ذمے اپنے کسی بھائی کا‘ اس کی عزت یا کسی اور چیز کے حوالے سے کوئی حق ہو تو وہ آج ہی اس سے معاف کرالے‘ اس سے پہلے کہ درہم و دینار نہیں ہوں گے۔ اگر اس کے پاس نیک اعمال ہوئے تو وہ اس کے ظلم کے برابر اس سے لے لئے جائیں گے‘ اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوئیں تو اس کے صاحب (حقدار) کی خطائیں لے کر اس کے ذمے ڈال دی جائیں گی اور پھر اس کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔“

عبداللہ بن ابی دنیا نے اپنی سند سے ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”روز قیامت سب سے پہلے جو مقدمہ پیش ہوگا وہ آدمی اور اس کی اہلیہ کا ہوگا۔ اللہ کی

---

① مسلم‘ ترمذی

قسم! اس کی زبان بات نہیں کرے گی، بلکہ وہ دنیا میں اپنے خاوند کو جو تکلیف پہنچایا کرتی تھی، اس پر اس کے ہاتھ اور اس کے پاؤں اس کے خلاف گواہی دیں گے۔ اور اسی طرح آدمی جو اپنی بیوی کے خیر یا شر کے معاملے کا ذمہ دار تھا، اس پر اس کے ہاتھ اور پاؤں اس کے خلاف گواہی دیں گے۔ پھر اسی طرح آدمی اور اس کے خادموں کو لایا جائے گا، اور ان سے درہم و دینار نہیں لئے جائیں گے، بلکہ اس ظالم کی نیکیاں لی جائیں گی اور اس مظلوم کو دے دی جائیں گی اور اس مظلوم کی خطائیں اس ظالم پر ڈال دی جائیں گی۔ پھر سرکشوں کو لوہے کے گرزوں کے ساتھ پیش کیا جائے گا، تو انہیں کہا جائے گا کہ انہیں ہانک کر جہنم کی طرف لے جاؤ۔'' ①

قاضی شریح بیان کیا کرتے تھے: عنقریب ظالم جان لیں گے جو انہوں نے حق میں کمی کی، کہ ظالم عذاب کا انتظار کرے گا اور مظلوم مدد اور ثواب کا انتظار کرے گا۔

روایت کیا گیا ہے کہ جب اللہ اپنے بندے سے خیر و بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اللہ ایسے شخص کو اس پر مسلط کر دیتا ہے جو اس پر ظلم کرتا ہے۔

طاؤس یمانی، ہشام بن عبدالملک کے پاس گئے تو اسے کہا: یوم اذان سے اللہ سے ڈر جاؤ، ہشام نے کہا:

یوم اذان کیا ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ﴾ (الاعراف: ٤٤)

''پھر ایک آواز دینے والا ان میں آواز دے گا کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہو۔''

تو ہشام بے ہوش ہو گیا۔ طاؤس نے کہا: یہ ذلت تو صرف تعارف کرنے پر حاصل ہوئی تو جب اس کا عینی مشاہدہ ہو گا تو اس وقت ذلت کی کیا کیفیت ہو گی؟ ظالم کے نام سے راضی ہونے والے! تجھ پر کتنے مظالم کا بوجھ ہے؟ جہنم کا قید خانہ اور حق تو اس حاکم کا ہو گا جس کو فیصلے کا اختیار ہے۔

---

① طبرانی نے عبداللہ بن عبدالعزیز اللیثی کی سند سے، اسے اپنی مسند میں روایت کیا ہے اور وہ ضعیف ہے۔ سعید بن میتب نے اس کی توثیق کی ہے اور کہا ہے کہ امام مالک اس سے خوش تھے۔ (مجمع الزوائد)

فصل:

ظلم کرنے، ظالموں کا ساتھ دینے اور ان کی مدد کرنے سے بچنے کے بارے میں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَالَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ﴾ (ھود: ۱۱۳)

"اور ان لوگوں کی طرف نہ جھکو جو ظالم ہیں۔ ورنہ تمہیں بھی آگ اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔ اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔"

"رکون" یہاں رکون سے مراد ہے کسی چیز سے راحت محسوس کرنا اور محبت سے اس کی طرف میلان و جھکاؤ رکھنا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: محبت، نرم کلامی اور مودت میں مکمل طور پر مائل نہ ہو جاؤ۔

ابن زید اور سدی نے کہا: ظالموں سے مداہنت اور سمجھوتہ نہ کرو۔

عکرمہ نے کہا: اس سے مراد یہ ہے کہ ان کی اطاعت کرو نہ ان سے محبت کرو۔

ابو العالیہ نے کہا: ان کے اعمال کو پسند نہ کرو۔

((فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ)) "ورنہ آگ تمہیں اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔"

((وَمَالَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَاءَ))

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس سے مراد ہے کہ

"تمہیں اللہ کے عذاب سے بچانے والا کوئی نہیں ہوگا۔"

((ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ)) "تم اس کے عذاب کو روک نہیں سکو گے۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ﴾ (الصفات: ۲۲)

"ظالموں کو اور ان کے ہم مشربوں کو جمع کرو۔"

یعنی ان جیسوں اور ان کے پیروکاروں کو جمع کرو۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> ''عنقریب ایسے امراء ہوں گے کہ لوگ ان کے اردگرد اور ان کے آگے پیچھے ہوں گے، وہ ظلم کریں گے، جھوٹ بولیں گے۔ پس جو شخص ان کے پاس جائے، ان کے جھوٹ کی تصدیق کرے اور ان کے ظلم پر ان کی مدد کرے تو وہ مجھ سے ہے نہ میں اس سے ہوں۔ اور جو شخص ان کے پاس جائے نہ ان کے ظلم پر ان کی مدد کرے تو وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔'' ①

اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا:

> ''جو شخص ظالم کی مدد کرتا ہے تو اس کو اسی پر مسلط کر دیا جاتا ہے۔'' ②

سعید بن المسیب رحمہ اللہ نے فرمایا: ظالموں کی اعانت کرنے والوں کو جی بھر کر نہ دیکھو اگر دیکھو تو اپنے دل سے اس کا انکار کرو کہیں تمہارے اعمال صالحہ ضائع نہ ہو جائیں۔

مکحول دمشقی نے فرمایا: روز قیامت منادی کرنے والا اعلان کرے گا، ظالم اور ان کے مددگار کہاں ہیں؟ پس جس شخص نے ان کے لئے روشنائی بنائی یا ان کے لئے روشنائی کو دوات میں ڈالا یا ان کے لئے قلم بنائی یا اس سے اوپر کسی کام میں ان کی اعانت کی، ان میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا، وہ سب (معاون) ان کے ساتھ حاضر ہوں گے اور انہیں آگ کے ایک تابوت میں ڈال کر آگ میں پھینک دیا جائے گا۔

ایک درزی سفیان ثوری کے پاس آیا تو اس نے کہا: میں ایک درزی ہوں اور بادشاہ کے کپڑے سیتا ہوں، کیا میں بھی ظالم کے معاونین میں شمار ہوتا ہوں؟ تو سفیان رحمہ اللہ نے فرمایا: بلکہ تم تو ان ظالموں میں سے ہو، ظالموں کے معاونین میں تو وہ لوگ ہیں جو لوگ تجھے سوئی اور دھاگے فروخت کرتے ہیں۔

---

① احمد، ابو یعلی، ابن حبان

② السیوطی نے اپنی جامع صغیر میں ابن عساکر عن ابن مسعود کی روایت سے نقل کیا ہے اور اس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

> ”قیامت کے دن کوڑوں والے لوگ سب سے پہلے جہنم میں جائیں گے، یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس کوڑے تھے اور وہ ان سے ظالموں کے سامنے، لوگوں کو مارا کرتے تھے۔“

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”جلاوزہ“ اور سپاہی روز قیامت (اپنے ظلم کی وجہ سے) جہنم کے کتے ہوں گے۔ ((جلاوزہ)) ”ظالم کے مددگار“

روایت کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ بنی اسرائیل کو حکم دیں کہ وہ میرے ذکر سے کچھ بھی تلاوت نہ کریں کیونکہ جو میرا ذکر کرتا ہے تو میں اسے یاد کرتا ہوں، اور میرا ذکر ان کے متعلق یہ ہے کہ میں ان پر لعنت کروں اور ایک روایت میں ہے پس ان میں سے جو شخص میرا ذکر کرتا ہے تو میں لعنت کے ساتھ اس کا ذکر کرتا ہوں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ”تم میں سے کوئی شخص ایسی جگہ کھڑا نہ ہو جہاں کسی مظلوم کی پٹائی ہو رہی ہو، کیونکہ اگر وہ اس کا دفاع نہ کریں، تو وہاں موجود ہر شخص پر لعنت نازل ہوتی ہے۔“

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

> ”ایک آدمی اپنی قبر میں آیا تو اسے بتایا گیا، ہم تمہیں سو کوڑے مارنے والے ہیں، وہ مسلسل ان سے رعایت کی درخواست کرتا رہا حتیٰ کہ وہ ایک کوڑے پر رضا مند ہو گئے۔ جب انہوں نے اسے مارا تو قبر سے آگ کے شعلے اٹھنے لگے۔ اس نے کہا: تم نے یہ سزا مجھے کیوں دی ہے؟ تو انہوں نے کہا: تم نے ایک مرتبہ بلا طہارت نماز پڑھی تھی اور تم ایک مظلوم شخص کے پاس سے گزرے تھے تو تم نے اس کی مدد نہیں کی تھی۔“ ①

جب قدرت ہونے کے باوجود مظلوم کی مدد نہ کرنے والے کا یہ حال ہے تو پھر ظالم کا کیا

---

① طبرانی نے ابن عمر کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں یحییٰ بن عبداللہ البابلی ضعیف ہے۔ (مجمع الزوائد)

حال ہوگا؟

رسول اللہ ﷺ سے صحیح ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

''اپنے بھائی کی مدد کرو' خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم''

تو عرض کیا: اللہ کے رسول! جب وہ مظلوم ہوگا تو میں اس کی مدد کروں گا لیکن جب وہ ظالم ہو تو پھر اس کی مدد کیسے کروں؟ آپ نے فرمایا:

''تم اسے ظلم سے روکو کیونکہ یہی اس کی مدد ہے۔''①

جیسا کہ حکایت بیان کی گئی ہے کہ کسی اللہ والے نے کہا: میں نے ظالم اور ٹیکس وصول کرنے والوں کی خدمت کرنے والے ایک شخص کو' اس کی موت کے کچھ مدت بعد' خواب میں بری حالت میں دیکھا' تو میں نے اسے کہا: تیرا کیا حال ہے؟ اس نے کہا' برا حال ہے۔ میں نے کہا: تو کہاں پہنچا؟ اس نے کہا' اللہ کے عذاب کی طرف' میں نے کہا: اس کے نزدیک ظالموں کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا: برا حال ہے۔ کیا تم نے اللہ عزوجل کا فرمان نہیں سنا:

﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ۝﴾ (الشعراء: ۲۲۷)

''اور جن لوگوں نے ظلم کیا ہے' ان کو جلد معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس جگہ لوٹ کر جاتے ہیں۔''

کسی حکایت میں ہے' کسی نے کہا: میں نے ایک آدمی کو دیکھا جس کا ہاتھ کندھے سے کٹا ہوا تھا' اور وہ آواز دے رہا تھا' جس نے مجھے دیکھ لیا ہے' وہ کسی پر ظلم نہ کرے۔ پس میں اس کے پاس گیا تو اسے کہا' بھائی! تمہارا قصہ کیا ہے؟ اس نے کہا: بھائی! بڑا عجیب قصہ ہے۔ وہ اس طرح ہے کہ میں ظالموں کا حمایتی تھا' میں نے ایک دن ایک شکاری کو دیکھا کہ اس نے ایک بہت بڑی مچھلی کا شکار کیا ہے۔ پس وہ مچھلی مجھے پسند آ گئی تو میں اس کے پاس گیا اور اسے کہا کہ یہ مچھلی مجھے دے دو' اس نے کہا' میں یہ تمہیں نہیں دوں گا میں اس کی قیمت سے اپنے اہل وعیال کے لئے خوراک کا انتظام کروں گا۔ پس میں نے اس کی پٹائی کی اور اسے جبراً اس سے لے لیا اور اسے لے کر چل پڑا۔

---

① بخاری' مسلم

وہ بیان کرتا ہے' جب میں اسے اٹھائے ہوئے چل رہا تھا تو اس نے بڑی قوت سے میرے انگوٹھے پر کاٹ لیا۔ جب میں اسے لے کر اپنے گھر آیا اور اسے اپنے ہاتھ سے ڈال دیا' میں نے اپنے انگوٹھے پر پٹی باندھی۔ میں نے بہت شدید تکلیف محسوس کی حتیٰ کہ میں اس کی شدت تکلیف والم سے رات بھر سو نہ سکا' اور میرا ہاتھ سوج گیا۔ پس جب صبح ہوئی تو میں طبیب کے پاس آیا اور اسے تکلیف کے متعلق بتایا۔ تو اس نے کہا: یہ عضو تو کھانے والی بیماری کا آغاز ہے۔ اسے کاٹ ڈالو ورنہ تیرا ہاتھ کاٹنا پڑے گا۔ پس میں نے اپنا انگوٹھا کاٹ ڈالا پھر میں نے اپنے ہاتھ پر پٹی باندھی' لیکن میں تکلیف کی شدت کی وجہ سے سو سکا نہ قرار آیا' مجھے بتایا گیا کہ اپنی ہتھیلی کاٹ ڈالو' پس میں نے اسے کاٹ دیا' لیکن تکلیف بازو تک پھیل گئی اور مجھے شدید تکلیف ہونے لگی۔ مجھے آرام نصیب نہ ہوا۔ میں شدت الم سے مدد طلب کرنے لگا تو مجھے کہا گیا' اسے کہنی تک کاٹ دو' میں نے اسے کاٹ دیا لیکن تکلیف کہنی اور کندھے کے درمیان تک پھیل گئی تو میں نے پہلی تکلیف سے بھی زیادہ زور سے بازو پر پٹی باندھ لی۔ مجھے بتایا گیا کہ اپنا ہاتھ کندھے سے کاٹ دو' ورنہ یہ بیماری تمہارے سارے جسم میں سرایت کر جائے گی' پس میں نے اسے کاٹ دیا۔

کسی شخص نے مجھ سے کہا' تیری تکلیف کا سبب کیا ہے؟ میں نے مچھلی والا قصہ بیان کیا تو اس نے مجھ سے کہا: اگر تم پہلی تکلیف پر ہی مچھلی والے کے پاس چلے جاتے' اس سے معافی مانگ لیتے اور اسے راضی کر لیتے تو تیرا کوئی بھی عضو نہ کاٹا جاتا۔ پس اب بھی اس کے پاس جاؤ اور اس سے پہلے کہ تکلیف تیرے سارے بدن میں پہنچ جائے' اس کی رضامندی حاصل کر لو۔

اس نے کہا: میں اسے شہر میں تلاش کرتا رہا حتیٰ کہ میں نے اسے پا لیا' میں اس کے پاؤں میں گر پڑا انہیں چوما اور رونے لگا میں نے اسے کہا: میرے آقا! میں اللہ کے نام پر تجھ سے سوال کرتا ہوں' کیا آپ مجھے معاف نہیں کریں گے؟ اس نے مجھے کہا: تم کون ہو؟ میں نے کہا: میں وہ شخص ہوں جس نے ناحق تم سے مچھلی لے لی تھی۔ اور میں نے اپنے ساتھ بیتنے والا قصہ بیان کیا اور اپنا ہاتھ اسے دکھایا۔ پس جب اس نے اسے دیکھا تو وہ رو پڑا۔ پھر اس نے کہا: میرے بھائی! جب میں نے تمہیں اس تکلیف میں دیکھا تو فوراً تمہیں معاف کر دیا۔ پھر میں نے کہا' میرے

آقا! تمہیں اللہ کی قسم! کیا جب میں نے تم سے مچھلی لی تھی، تو تم نے میرے لئے بددعا کی تھی؟ اس نے کہا: ہاں! میں نے کہا تھا: اے اللہ! یہ شخص اپنی قوت کے بل بوتے پر میری کمزوری کی وجہ سے اس چیز پر ناحق قابض ہوا، جو تو نے مجھے عطا کی تھی۔ پس تو اس کے متعلق مجھے اپنی قدرت دکھا دے۔ تو میں نے کہا: میرے آقا! اللہ تعالیٰ نے یقیناً مجھ میں اپنی قدرت تمہیں دکھا دی اور میں ظالموں کی جو خدمت کیا کرتا تھا، اس سے اللہ عزوجل کے حضور توبہ کرتا ہوں اور جب تک میں زندہ رہا ان شاء اللہ ان کے دروازے پر دوبارہ جاؤں گا نہ ان کا معاون بنوں گا۔ وباللہ التوفیق

نصیحت:

میرے بھائیو! موت نے کتنے نفسوں کو ان کے گھر سے نکالا، پھر وہ واپس نہیں آ سکے اور کتنے ہی جسموں کو اس کے قرب میں اتارا، جس کے قرب میں وہ نہیں آئے تھے۔ اور اس نے کتنی آنکھوں سے چشموں کی طرح آنسو رواں کر دیئے جبکہ وہ تھم چکی تھیں۔

یا معرضًا بوصال عیش ناعم   ستصد عنه طائعًا أو كارها
إن الحوادث تزعج الأحرار عن   أوطانها و الطير عن أوكارها

"عیش و عشرت ملنے پر اعراض کرنے والے، چار و ناچار تجھے اس سے روک دیا جائے گا۔"

"کیونکہ حادثات نے احرار کو اپنے وطنوں سے اور پرندوں کو ان کے گھونسلوں سے نکال دیا۔"

وہ کہاں ہے، جو مشارق و مغارب کا مالک بنا، اس نے اطراف و اکناف کو آباد کیا، باغات لگائے، خواہشات کی تکمیل کی اور نوجوان لڑکیوں سے شادی کی؟ اب اس کے گھر کوا کائیں کائیں کرتا چکر لگاتا ہے۔ اس کے لہو و لعب کا سلسلہ ختم ہو چکا، کڑک اور بجلیاں اسے ڈانٹ رہی ہیں۔ اس پر ایسے مصائب آئے کہ اس نے مانگ کے بعض بال سفید کر دیئے، اس کے محبوب دوست نے اسے چھوڑ دیا، جو کبھی اس سے جدا نہیں ہوا تھا۔ سچے دوست و ساتھی نے بھی اس سے قطع تعلق کر لیا، وہ مخلوق کے قرب سے خالق کے قرب و جوار میں جا پہنچا اللہ کی قسم! اس پر موت

طاری ہوئی وہ اس سے بچ نہ سکا' اس کے عزت و غلبے کے بعد اسے قہر سے ذلیل کر دیا' اس کے نرم و ملائم بستر ے کے بعد سخت مٹی نصیب ہوئی' اس سے کپڑوں کے ٹکڑوں کی طرح' کیڑوں نے قبر میں اسے ریزہ ریزہ کر دیا' وہ اپنی معاش میں سخت تنگی میں باقی رہا' اور دوست سے دور ہوا گویا کہ وہ اسے پہچانتا ہی نہیں۔ اللہ کی قسم! احتراز (بچاؤ) نے اسے کوئی فائدہ نہ پہنچایا' پوشیدہ خزانہ اس سے نہیں لوٹایا گیا' بلکہ کم زادراہ نے اسے نقصان پہنچایا' اللہ کی قسم! وہ گزرنے والوں کے لئے عبرت بن گیا' اس نے پراگندگی کے عالم میں دور دراز کے سفر کئے' وہ رہن رہ گیا' وہ نہیں جانتا کہ ہلاک ہوا یا کامیاب ہوا اور چند ایام بعد ہی تو اس انجام کو پہنچا۔ اب تو خوابوں میں زندگی بسر کر رہا ہے' تیری دنیا اصلاح نہ کر سکی اور تم نے جو کچھ سنا' اسے مکمل طور پر کل دیکھ لے گا اور میرے اور تیرے لئے واقع ہوگا' افسوس تجھ پر! کیا یہ کلام تمہارے بارے میں موثر نہیں؟

☆☆☆

(۲۷) ٹیکس وصول کرنا

یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں داخل ہے:

﴿اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ (الشوریٰ/٤٢:٤٢)

”الزام تو ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں، اور ملک میں ناحق فساد کرتے ہیں، ان لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔“

ٹیکس وصول کرنا، ظالموں کی بہت بڑی اعانت کرنے کے زمرے میں آتا ہے، بلکہ وہ فی نفسہ ظلم ہے کیونکہ وہ جس چیز کا حق نہیں رکھتا، اسے حاصل کرتا ہے اور جس کا حق نہیں، اسے دے دیتا ہے۔ اسی لئے نبی ﷺ نے فرمایا:

”ٹیکس وصول کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔“ ①

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

”ٹیکس وصول کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔“

اور یہ اس لئے ہے کہ وہ بندوں کے مظالم کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔ روز قیامت ٹیکس وصول کرنے والے کے پاس وہ کہاں سے آئے گا کہ اس نے لوگوں سے جو کچھ لیا تھا، اسے انہیں واپس کردے؟ اگر اس کی کچھ نیکیاں ہوئیں تو وہ اس کی نیکیاں لے لیں گے! اور یہ چیز نبی ﷺ کے اس فرمان میں داخل ہے۔ ”کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟“ صحابہ نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ہم میں مفلس شخص وہ ہے جس کے پاس درہم و دینار ہوں نہ مال و متاع۔ آپ نے فرمایا:

”میری امت کا مفلس شخص وہ ہے جو (روز قیامت) نماز و زکوٰۃ اور روزہ و حج کے ساتھ آئے گا اور وہ شخص بھی آجائے گا جس کو اس نے گالی دی ہوگی، اس کی پٹائی کی ہوگی اور اس کا مال لیا ہوگا۔ پس ان سب کے لئے الگ الگ اس کی نیکیاں لے لی جائیں گی اگر اس کے ذمے واجب الادا حقوق کی ادائیگی سے پہلے نیکیاں ختم ہوگئیں

---

①

تو پھر ان (حقداروں) کی برائیاں لے کر اس کے کھاتے میں ڈال دی جائیں گی اور پھر اسے جہنم رسید کر دیا جائے گا۔"

اس عورت کی حدیث میں ہے جس نے رجم کے ذریعے اپنے آپ کو پاک کیا۔

"اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ٹیکس وصول کرنے والا بھی ایسی توبہ کرے تو اسے بھی بخش دیا جائے یا (فرمایا) اس کی توبہ بھی قبول کی جائے۔"

ٹیکس وصول کرنے والا' راہزن اور چوروں سے مشابہ ہے۔ ٹیکس وصول کرنے والا اسے لکھنے والا' اسے پر گواہ بننے والا اور اسے پکڑنے والا خواہ وہ فوجی ہو یا شیخ یا آگے رپورٹ دینے والا گناہ میں اور حرام کھانے میں سب برابر کے شریک ہیں۔

اور صحیح ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"حرام سے پرورش پانے والا گوشت جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ جہنم اس کی زیادہ حقدار ہے۔"

((السحت)) ہر حرام چیز جس کا ذکر کرنا قبیح ہو اور اس سے عار و شرمندگی لازم آتی ہو۔

واحدیؒ ① نے اللہ تعالیٰ کے فرمان:

﴿قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ﴾ (المائدة/٥: ١٠٠)

"کہہ دیجئے کہ خبیث اور طیب برابر نہیں ہو سکتے۔"

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا اللہ کے رسول! میں شراب کی تجارت کیا کرتا تھا۔ میں نے اس کی بیع سے مال جمع کیا ہے۔ اگر میں اس مال کو اللہ کی اطاعت میں استعمال کروں تو کیا وہ مجھے فائدہ پہنچائے گا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اگر تم نے اسے حج یا جہاد یا صدقہ میں خرچ کر دیا تو وہ اللہ کے ہاں مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں۔ کیونکہ اللہ صرف پاکیزہ و حلال چیز ہی قبول کرتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی تصدیق کے لئے یہ آیت نازل فرمائی:

---

① انہوں نے اپنی تفسیر میں بلا سند ذکر کیا ہے۔ السیوطی نے "لباب النقول فی اسباب النزول" میں ضعیف سند سے روایت کیا ہے۔

﴿قُلْ لَّا یَسْتَوِی الْخَبِیْثُ وَالطَّیِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَکَ کَثْرَۃُ الْخَبِیْثِ﴾

(المائدۃ/۵: ۱۰۰)

”کہہ دیجئے، ناپاک اور پاک برابر نہیں، اگرچہ ناپاک کی بہتات آپ کو اچھی معلوم ہو۔“

عطاء اور حسن رحمہم اللہ نے فرمایا: طیب اور خبیث سے حلال اور حرام مراد ہے۔ ہم اللہ سے عفو و عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

نصیحت:

وہ کہاں ہے جس نے پختہ اور مضبوط قلعے تعمیر کئے اور بڑا بچاؤ کیا۔ باغات آباد کئے، پس اس نے بہت سے درخت لگائے، اپنے لئے عزت و شرف کی کرسی نصب کی اور اس پر براجمان ہوا، وہ عروج کو پہنچا اور عرض گزاروں کو دیکھا، اس نے اپنے دل میں بقا کا گمان کیا، لیکن اس نے اپنے نفس میں ناکام و نامراد گمان کیا، اللہ کی قسم! لذتوں کو ختم کر دینے والی (موت) نے اسے ہلا دیا، اور اچک لیا، قہر کے ساتھ اسے گھوڑے سے اتارا مصائب و آزمائش کی طرف اسے متوجہ کر دیا تو اسے مٹا دیا، اسے جہل و بے عزتی کے اندھیروں میں چھوڑ دیا۔ پس دانا شخص وہ ہے جو اپنے ایام کو یادگار بناتا ہے، کیونکہ انجام تو اچانک ظہور پذیر ہو جاتا ہے۔

تبنی و تجمع والآثار تندرس   وتأمل اللبث والأعمار تختلس
ذا اللب فكر فما فى العيش من طمع   لابد ما ينتهى أمر و ينعكس
أين الملوك و أبناء الملوك ومن   كانوا إذا الناس قاموا هيبة جلسوا
ومن سيوفهم فى كل معترك   تخشى و دونهم الحجاب و الحرس
أضحكوا بمهلكة فى وسط معركة
صرعى و صاروا ببطن الأرض و انطمسوا
وعمهم حدث و ضمهم جدث   باتوا فهم جثث فى الرسم قد حبسوا
كأنهم قط ما كانوا وما خلقوا   ومات ذكرهم بين الورى ونسوا

والله لو عاينت عيناك ما صنعت   أيدى البلا بهم و الدود يفترس

”تم تعمیر کرتے اور جمع کرتے ہو جبکہ نشانات مٹا دیئے جاتے ہیں۔ تم زندہ رہنے کی امید رکھتے ہو جبکہ عمریں اچک لی جائیں گی۔“

”عقل مند شخص! غور کرو زندگی میں کیا طمع ہے۔ جو معاملہ انتہا کو پہنچتا ہے تو وہ لازمی طور پر الٹ جاتا ہے۔“

”بادشاہ اور بادشاہوں کی اولاد اور وہ لوگ کہاں ہیں کہ جب لوگ ہیبت سے کھڑے رہتے تھے اور وہ بیٹھے ہوتے تھے۔“

”ہر معرکے میں ان کی تلواروں سے ڈرا جاتا تھا جبکہ ان کے آگے حجاب اور محافظ ہوتے تھے۔“

”وسط معرکہ میں ہلاکت پر وہ ہنسے' وہ پچھاڑے گئے' وہ زمین کے اندر چلے گئے اور مٹ گئے۔“

”عمومی حادثات نے انہیں اپنی لپیٹ میں لے لیا اور انہیں قبروں سے جا ملایا انہوں نے رات گزاری تو وہ رسمی طور پر جسم و لاشے تھے جو روک لئے گئے تھے۔“

”گویا کہ وہ کبھی تھے ہی نہیں' اور نہ وہ پیدا کئے گئے' مخلوق میں ان کا ذکر ختم ہو گیا اور وہ بھلا دیئے گئے۔“

”اللہ کی قسم! اگر تمہاری آنکھیں اس چیز کا معائنہ کرتیں جو مصائب کے ہاتھوں نے ان کے ساتھ کیا اور کیڑے چیر پھاڑ رہے ہیں۔“

”وہ البتہ ایسے منظر کو دیکھتیں جو دلوں کو غمگین کر دے گی اور وہ ناپسندیدہ اور حیران کن منظر دیکھتیں۔“

”کتنے ہی تر و تازہ چہرے جن کو دیکھنے والا حیران رہ جاتا ہے۔ ان میں حسن کی رونق ہے' وہ کیسے مٹا دیے گئے۔“

”اور بڑی بڑی بوسیدہ ہڈیاں جن میں کوئی رمق نہیں۔ وہ اس کے لئے باقی نہیں رہیں گی' جبکہ وہ نوچی جاتی ہیں۔“

''بولنے والی زبانیں جن کو ادب نے زینت بخشی ہو۔ ان کی کیا شان تھی کہ گونگے پن کی آفت نے انہیں عیب دار بنا دیا۔''

''عقل مند شخص! فیصلہ کر، اس کی نادانی تمہیں باز نہ رکھے۔ اور تیری آنکھوں کے آنسوں تھمیں گے نہیں، جبکہ وہ جاری کر دیئے جائیں۔''

نصیحت:

اے وہ شخص! جو ہر روز ایک مرحلہ کوچ کرتا ہے، اور اس کی کتاب نے ہر چیز کا حتی کہ رائی کے دانے کا بھی احاطہ کیا ہوا ہے۔ وہ آگاہ کرنے والے سے نفع حاصل نہیں کرتا جبکہ ڈرایا جانا بالکل متصل اور مسلسل ہے۔ وہ ناصح (خیر خواہ) کی طرف کان نہیں دھرتا حالانکہ اس نے اسے معزول کیا ہے۔ اس کی زرہیں پھٹ چکی ہیں جبکہ تیر چلائے جا چکے ہیں۔ نور ہدایت تو ظاہر ہو چکا۔ لیکن اس نے اسے دیکھا نہ اس پر غور و فکر کیا جبکہ وہ تو بقا کی امید کرتا تھا۔ حالانکہ وہ دیکھتا ہے پھر نا اس کا جو اس کی امید کرتا ہے، اسے دیوانگی کے جوش کے ساتھ بڑھاپے کے بعد عیب و نقص پر روک لیا گیا ہے۔ جس طرح چاہو ہو جاؤ، حساب و زلزلہ تمہارے سامنے ہے۔ اور ہاں تیری جلد کو کیڑوں نے ضرور کھانا ہے۔ جزا اور سوال و جواب کا یقین رکھنے والے مومن پر تعجب ہے جو فتور و غرور کا شکار ہے۔ اے تجھ پر افسوس ہے کس نے تجھے دعوت دی اور اپنی منزل کھول دی اور تجھے ہلاکت کے کنارے تک پہنچا دیا، کاش کہ تو اس کی منزل کو جان لے۔ پس تمہاری جو عمر باقی رہ گئی ہے اس میں جلدی کر اور اپنے ماضی کو پانے کی کوشش کر۔ اور مومن کی باقی عمر تو قیمتی جوہر ہے۔

☆☆☆

(۲۸) حرام کھانا اور جس طرح بھی ہو اسے حاصل کرنا

اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝﴾ (البقرة: ١٨٨)

''اور آپس میں ناحق ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ۔''

یعنی تم میں سے کوئی ناحق کسی کا مال نہ کھائے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یعنی آدمی باطل جھوٹی قسم کے ذریعے اپنے بھائی کا ناحق طریقے سے مال نہ کھائے۔ اور ناحق طریقے سے مال کھانا دو طرح سے ہیں۔

(الف) ظلم کے طور پر ہو۔ جیسے غصب، خیانت اور چوری۔

(ب) ہنسی مذاق اور کھیل وغیرہ کے ذریعے جیسا کہ جوے اور آلات لہو ولعب اور اس طرح کے ذرائع سے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو لوگ اللہ کے مال میں ناحق تصرف کرتے ہیں، ان کے لئے روز قیامت آگ ہوگی۔''①

صحیح مسلم میں ہے جب نبی ﷺ نے ذکر فرمایا: ''آدمی دور دراز کا سفر طے کرتا ہے، پراگندہ حال بکھرے بال، پاؤں گرد آلود ہیں، وہ آسمان کی طرف ہاتھ بلند کرتا ہے اور کہتا ہے، اے رب! اے رب! جبکہ اس کا کھانا، اس کا پینا اور اس کا لباس حرام ہے۔ اس کی غذا ہی حرام ہے۔ تو ایسے شخص کی دعا کیسے قبول ہوگی۔''

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے مستجاب الدعوۃ بنا دے۔ تو آپ نے فرمایا:

''انس! اپنی کمائی پاکیزہ کر لے، تیری دعائیں قبول ہوں گی، کیونکہ آدمی حرام کا لقمہ

---

① بخاری

اپنے منہ کی طرف اٹھاتا ہے تو اس کی چالیس روز تک دعا قبول نہیں ہوتی۔"

بیہقی نے اپنی اسناد سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"بیشک اللہ نے تمہارے مابین تمہارے اخلاق تقسیم کیے جس طرح اس نے تمہارے درمیان تمہارے رزق تقسیم کیے۔ اور اللہ دنیا اپنے پسند و ناپسند سب کو دیتا ہے لیکن وہ دین اپنے صرف پسندیدہ شخص ہی کو عطا کرتا ہے۔ پس اللہ جس شخص کو دین عطا کر دے تو وہ اس کا پسندیدہ شخص ہے اور بندہ جو حرام مال کماتا ہے اور وہ اس میں سے خرچ کرتا ہے تاکہ اس میں اس کے لئے برکت ہو ایسا نہیں ہوتا اور وہ اس میں سے جو صدقہ کرتا ہے وہ بھی قبول نہیں ہوتا۔ اور جو مال اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہے تو وہ اس کا جہنم کی طرف زادِ راہ ہے کیونکہ اللہ برائی کے ذریعے برائی کو ختم نہیں کرتا بلکہ وہ نیکی کے ذریعے برائی کو ختم کرتا ہے۔"

ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"دنیا شیریں و سرسبز و شاداب ہے، جس نے اس میں حلال طریقے سے مال کمایا، اسے اس کے حق میں خرچ کیا، اللہ نے اسے ثواب عطا کیا اور اسے اپنی جنت میں داخل کر دیا اور جس شخص نے اس میں ناجائز طریقے سے مال کمایا اور اسے ناحق خرچ کیا تو اللہ تعالیٰ اسے ذلت و رسوائی کے گھر میں داخل فرمائے گا۔ اور بسا اوقات (نفس کی خواہش پر حرام میں) تصرف کرنے والے کیلئے قیامت کے روز جہنم ہوگی۔"

اور آپ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

"جو شخص اس چیز کی پروا نہیں کرتا کہ اس نے مال کہاں سے کمایا ہے، تو اللہ بھی پروا نہیں کرے گا کہ وہ اسے کس دروازے سے جہنم میں داخل فرمائے گا۔"

ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں:

"تم میں سے کوئی شخص اپنے منہ مٹی میں ڈال لے یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ اپنے منہ میں حرام داخل کرے۔" ①

---

① احمد

یوسف بن اسباطؒ نے فرمایا: جب نو جوان عبادت کرتا ہے تو شیطان اپنے حمایتیوں سے کہتا ہے: دیکھو اس کا کھانا کیسا ہے؟ اگر اس کا کھانا برا ہو تو وہ کہتا ہے؟ اسے چھوڑ دو، اسے تکلیف اور مشقت و تھکاوٹ برداشت کرنے دو، تمہارے لئے یہ خود ہی کافی ہے۔ کیونکہ اس کا حرام کھا کر محنت و کوشش کرنا اس کے لئے نفع مند نہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے اس کی تائید ہوتی ہے، جب آپ نے اس آدمی کے متعلق فرمایا تھا: ''جس کا کھانا، پینا اور لباس حرام تھا، اس کی غذا اور پرورش حرام سے تھی، اس کی دعا کیسے قبول ہو؟'' ایک حدیث میں مروی ہے کہ بیت المقدس پر ایک فرشتہ ہر روز اور ہر رات آواز دیتا ہے:

''جو شخص حرام کھاتا ہے، اللہ اس کا نفل قبول کرتا ہے نہ فرض''

عبداللہ بن مبارکؒ نے فرمایا: ''اگر میں مشتبہ اور مشکوک ایک درہم لینے سے انکار کر دوں تو یہ مجھے ایک لاکھ درہم صدقہ کرنے سے زیادہ پسند ہے۔''

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

''جو شخص حرام مال سے حج کرے اور وہ کہے، لبیک ''میں حاضر ہوں'' تو فرشتہ جواب دیتا ہے: تیری حاضری قبول ہے نہ تیرا آنا باعث سعادت ہے۔ تیرا حج قبول نہیں۔'' ①

امام احمدؒ نے اپنی مسند ② میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ''جو شخص دس درہم کا کپڑا خریدے اور اس کی قیمت میں ایک درہم حرام کی کمائی سے ہو تو جب تک وہ کپڑا اس کے جسم پر رہے گا، اللہ اس کی نماز قبول نہیں کرے گا۔''

وہب بن ورد بیان کرتے ہیں: اگر تم ستون کی طرح (ہمیشہ) قیام کرو، تو یہ تیرے لئے تب نفع مند ہے کہ تو یہ دیکھے کہ تیرے پیٹ میں حلال داخل ہوتا ہے یا حرام۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''اللہ اس شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جبکہ اس کے پیٹ

---

① طبرانی نے حدیث ابی ہریرہؓ سے روایت کیا ہے اس کی سند میں سلیمان بن داؤد الیمانی ضعیف ہے۔

② ابن عمر کی حدیث سے مروی ہے کہ اس کی سند میں ہاشم ہے۔ ہیثمی اسے نہیں پہچانتے، اس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے۔

میں حرام ہو حتیٰ کہ وہ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرے۔"

سفیان ثوریؒ نے فرمایا: "جو شخص حرام مال نیک کام میں خرچ کرتا ہے' وہ اس شخص کی طرح ہے جو پیشاب سے کپڑا پاک کرتا ہے۔ جبکہ کپڑا تو پانی سے پاک صاف ہوتا ہے۔ اور گناہ حلال سے ختم ہوتا ہے۔"

عمرؓ نے فرمایا: ہم حرام میں واقع ہونے کے اندیشے سے حلال کے دس میں سے نو حصے بھی چھوڑ دیا کرتے تھے۔

کعب بن عجرہؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"حرام سے تیار ہونے والا جسم جنت میں نہیں جائے گا۔" ①

زید بن ارقم بیان کرتے ہیں: ابوبکرؓ کا ایک غلام تھا جو ان کے لئے خراج وصول کیا کرتا تھا یعنی وہ ان کے مال پر مامور تھا۔ وہ ہر روز خراج لے کر آتا تو آپ اس سے پوچھتے کہ تم اسے کہاں سے لے کر آئے ہو؟ اگر آپ اسے پسند کرتے تو اسے کھا لیتے ورنہ چھوڑ دیتے۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات وہ آپ کے پاس کھانا لے کر آیا۔ ابوبکرؓ روزہ سے تھے' انہوں نے اس سے ایک لقمہ لے لیا۔ آپ اس سے پوچھنا بھول گئے۔ پھر انہوں نے پوچھا کہ تم اسے کہاں سے لائے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ وہ دور جاہلیت میں لوگوں کے لئے کہانت کیا کرتا تھا' حالانکہ میں اچھی طرح کہانت نہیں جانتا تھا۔ میں تو بس انہیں دھوکہ دیتا تھا۔ ابوبکرؓ نے فرمایا: تم پر افسوس ہو' تم تو مجھے ہلاک کرنے لگے تھے! پھر آپ نے اپنا ہاتھ اپنے منہ میں ڈالا اور قے کرنے لگے' لیکن وہ نکل نہیں رہا تھا۔ آپ کو بتایا گیا کہ وہ پانی کے ساتھ نکلے گا۔ انہوں نے پانی منگایا۔ اور پانی پی کر قے کرنے لگے حتیٰ کہ آپ کے پیٹ میں جو کچھ تھا وہ سب نکال دیا۔ آپ سے کہا گیا: اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ یہ سب کچھ ایک لقمے (کو نکالنے) کی خاطر کیا۔ انہوں نے فرمایا: اگر اسے نکالنے میں میری جان بھی چلی جاتی تو میں اسے ضرور نکالتا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

"جو جسم حرام سے پرورش پائے وہ آگ کا زیادہ مستحق ہے۔" ②

---

① ترمذی' ابن حبان۔ ② بخاری

اس لئے مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں اس لقمے کی وجہ سے میرے جسم میں نشو ونما نہ ہو۔

اور آپ ﷺ کا فرمان گزر چکا ہے:

”حرام سے تیار ہونے والا جسم جنت میں نہیں جائے گا۔“

علماء رحمہم اللہ نے فرمایا: اس باب میں درج ذیل سب داخل ہیں:

ٹیکس وصول کرنے والا، خیانت کرنے والا، جعل ساز، چور، بے ہودہ کام کرنے والا، سود کھانے اور کھلانے والا، یتیم کا مال کھانے والا، جھوٹی گواہی دینے والا، ادھار چیز لے کر واپس نہ کرنے والا، رشوت خور، ناپ تول میں کمی کرنے والا، کسی چیز کے عیب چھپا کر فروخت کرنے والا، جوا باز، جادوگر، نجومی، مصور، زانیہ، نوحہ کرنے والی، اختلاط کرنے والی، دلال، جب وہ بائع کی اجازت کے بغیر اپنی اجرت لے لے اور خریدار کو زیادہ قیمت کی خبر دینے والا اور وہ شخص جو کسی آزاد آدمی کو فروخت کر کے اس کی قیمت کھا جائے۔

فصل:

رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

”قیامت کے دن کچھ لوگوں کو لایا جائے گا، ان کے پاس تہامہ کے پہاڑوں جیسی نیکیاں ہوں گی حتیٰ کہ جب انہیں پیش کیا جائے گا تو اللہ نے ان کو اڑتی ہوئی خاک کر دے گا اور پھر انہیں جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔“

عرض کیا گیا، اللہ کے رسول! یہ کس طرح؟ آپ نے فرمایا: ”وہ نماز پڑھا کرتے تھے، روزے رکھا کرتے تھے، زکوۃ دیا کرتے تھے اور حج کیا کرتے تھے لیکن جب انہیں کوئی حرام چیز پیش کی جاتی تو وہ اسے بھی لے لیتے تھے پس اللہ نے ان کے اعمال کو ضائع کر دیا۔“ ①

بعض صالحین سے روایت ہے کہ اسے اس کی موت کے بعد خواب میں دیکھا گیا، تو اسے کہا گیا، اللہ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اس نے کہا: بہتر لیکن ایک بات ہے کہ مجھے ایک

---

① طبرانی نے ابو امامہ باہلی کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں کلثوم بن زیاد اور بکر بن سہل الدمیاطی ہیں۔ دونوں کی توثیق کی گئی ہے۔ اور اس میں ضعف ہے باقی رجال صحیح ہیں۔ (مجمع الزوائد)

سوئی کی وجہ سے، جو میں نے عاریۃً لی تھی لیکن اسے واپس نہیں کیا تھا جنت میں جانے سے روک دیا گیا ہے۔

پس ہم اللہ تعالیٰ سے عفو و درگزر و عافیت و سلامتی اور اس کے پسندیدہ اعمال کی توفیق کی درخواست کرتے ہیں کیونکہ وہ سخی داتا فیاض شفیق و مہربان ہے۔

نصیحت:

اللہ کے بندو! کیا راتیں اور دن زندگیوں کو ختم نہیں کر دیتے ہیں؟ کیا دنیا میں مقیم رہنے کا انجام زوال کی طرف نہیں؟ کیا صحت کا انجام آخر کار بیماری نہیں؟

کی اسلامتی کی غایت، نقصان کمال نہیں؟ کیا استقرار حمل کے بعد آجال (موتیں) حملہ آور نہیں ہو جاتیں؟ کیا تمہیں کوچ کے بارے میں نہیں بتا دیا گیا جبکہ انتقال کا وقت تو قریب آ پہنچا کیا تمہارے لئے عبر و نصائح واضح نہیں ہوئے جبکہ تمہیں مثالیں بیان کر دی گئیں۔

وعزیز ناعم ذل له   کل صعب المرتقی وعر المرام
فکساه بعد لین ملبس   خشنًا بالرغم منه فی الرغام
ووجوه ناضرات بدلت   بعد لون الحسن لونًا کالقتام
وشموس طالعات أفلت   بعد ذاك النور منها بالظلام

’’عزیز نرم و نازک شخص، بلندی کی ہر مشکل اور مقصود کی ہر رکاوٹ اس کے قابو میں آ گئی۔‘‘

’’نرم و ملائم لباس کے بعد، اس کی ناپسندیدگی کے باوجود اسے مٹی میں کھردرا لباس پہنا دیا گیا۔‘‘

’’تر و تازہ چہرے، خوبصورت رنگ کے بعد سیاہ گرد میں بدل دیئے گئے۔‘‘

’’چڑھتے سورج غائب ہو گئے اور اس نور کے بعد اب اندھیرے ہیں۔‘‘

’’بلند و بالا عمارتیں ان کے کنارے نرم پڑ گئے اور ان کی بنیادیں ہل گئیں۔‘‘

’’دنیا کے لئے افسوس، اس کی تو عادت ہی میں ہے کہ وہ عہد و پیمان اور امان کا خیال

نہیں رکھتی' اس کو توڑ دیتی ہے۔"

"پس زادراہ کی تیاری کرو' نجات پا جاؤ گے اور خیمے گرانے سے پہلے پہلے نیک عمل کر لو۔"

چمک دمک سے متعلق شخص! اس کی بقا بجلیوں کی رفتار سے چمکتی ہے۔ حقوق کی ادائیگی کو خواہشات میں ضائع کرنے والے! تو خالق سے مقابلہ کرتا ہے اور مخلوق سے حیا کرتا ہے۔ بلندیوں اور چوٹیوں پر اثر انداز ہونے والے ان فسوق کو چھپانے والے! سن لے عنقریب تم ان فسوق کو دیکھ لو گے۔ خواہشات کے گہوارے میں پھرنے والے' حالانکہ وہ ذلت کی قید اور معمولی چیز ہے۔ تم اپنے بیمار نفس پر روؤ کیونکہ تم رونے کے مستحق ہو۔

اس شخص پر افسوس ہے جس نے اپنے ساتھی کو مرتے دیکھا' اس کے ختم ہو جانے کا یقین کر لیا لیکن اپنی باری کا فیصلہ نہیں کیا' آخرت پر ایمان اپنے دل میں ساکن کر لیا (عمل نہ کیا) اپنے پہلو پر غفلت کی نیند سو گیا' اپنے جرم و گناہ پر ملنے والی جزا و سزا کو بھول گیا' اپنی خواہشات کی تکمیل کی خاطر اپنے رب سے غافل ہو گیا۔ اسے گرم کھولتے ہوئے پانی کا جام پلا دیا گیا' وہ اپنے اس پینے سے مدد طلب کرے گا۔ موت نے اس کو اس کے اہل و عیال اور مال مویشی سے تنہا کر دیا۔ اس کو اس کی قبر کی طرف منتقل کر دیا اور اس کے عجب و غرور کے بعد اسے ذلیل کر دیا پس عقل مند شخص! اس کی قبر کے پاس سے گزر اور اس کو آواز دو کہ مواعظ نے کان پھاڑ دیئے۔ میں نہیں سمجھتا کہ سامع نے اس سے استفادہ کیا ہو۔ نور تو اپنے طلوع ہونے کی جگہ سے ظاہر ہو گیا لیکن اس نے مطالع کو نابینا کر دیا۔ عبر و نصائح تو غیر کے آثار سے اس شخص کے لئے ظاہر ہو گئے جو ایسی جگہوں سے دھوکہ کھا گیا۔ تو اس کا کیا حال ہے جو آنسو نہیں بہاتا۔ اس دل پر تعجب ہے جو ذکر حق پر ڈرتا نہیں۔ یقیناً اس میں طمع و لالچ نے پنجے گاڑ دیئے۔ اے وہ شخص جس پر اس کا بڑھاپا طاری ہو چکا تیرا کیا خیال ہے کہ تیری گزری ہوئی عمر واپس آ جائے گی۔ جو باقی رہ گئی ہے اس کے متعلق ہوشیار ہو جا' باز آ جا اور لوٹ آ۔

ہولناکی بہت بڑی ہو گی' حساب سخت اور راستہ دور پر خطر۔ یقیناً تیرے رب کا عذاب واقع ہونے والا ہے' اسے کوئی ٹالنے والا نہیں۔

(۲۹) خود کشی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا٥ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا٥﴾ (النساء: ۲۹ - ۳۰)

''اور ایک دوسرے کو قتل نہ کرو، یقین کرو اللہ تم پر بڑا رحم کرنے والا ہے۔ اور جو سرکشی اور ظلم سے ایسا کرے گا تو ہم عنقریب اسے آگ میں جھونکیں گے اور اللہ کے لئے ایسا کرنا بہت ہی آسان ہے۔''

واحدیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

﴿وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ﴾ یعنی تم میں سے کوئی کسی کو قتل نہ کرے، کیونکہ تم سب کا ایک دین ہے اور تم ایک نفس کی مانند ہو، ابن عباسؓ اور اکثر کا یہی مذہب و موقف ہے اور کچھ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ انسان کو اپنے آپ کو قتل کرنے سے منع کیا ہے۔ اس موقف کی تائید ابو منصور محمد بن محمد المنصوری کی سند سے عمرو بن عاصؓ سے مروی روایت سے ہوتی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں، ایک سرد رات میں مجھے احتلام ہو گیا اور میں غزوۂ ذات السلاسل میں شریک تھا۔ مجھے خدشہ ہوا کہ اگر میں نے غسل کیا تو میں ہلاک ہو جاؤں گا پس میں نے تیمم کیا اور اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔ میں نے نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا:

''عمرو! تم نے اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھا دی، جبکہ تم جنبی تھے؟''

پس میں نے آپ کو غسل نہ کرنے کی وجہ بتائی تو میں نے عرض کیا، میں نے اللہ کا فرمان سنا ہے:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ

رَحِيْمًا٥﴾ (النساء: ٢٩)

"اور ایک دوسرے کو قتل نہ کرو' یقین کرو اللہ تم پر بڑا رحم کرنے والا ہے۔"

اس پر رسول اللہ ﷺ مسکرا دیئے اور آپ نے انہیں کچھ نہ کہا۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عمروؓ نے اس آیت کی تفسیر اپنے آپ کو ہلاک کرنے سے کی ہے۔ کسی اور کو قتل کرنے سے نہیں کی اور نبی ﷺ نے اس پر نکیر نہیں فرمائی۔

((ومن يفعل ذلك)) "اور جو ایسا کرے گا۔"

ابن عباسؓ فرمایا کرتے تھے: اس میں ان تمام امور کی طرف اشارہ ہے' جن سے سورت کے شروع سے لے کر یہاں تک منع کیا گیا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ وعید' باطل طریقے سے مال کھانے اور نفس محرمہ کو قتل کرنے کی طرف' راجع ہے۔

﴿عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا﴾ زیادتی کے ساتھ' یہ کہ اللہ نے جس کا امر دیا ہے' اس میں زیادتی کرنا۔

﴿وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا٥﴾

یعنی اس نے آگ میں داخل کرنے کا کی جو دھمکی دی ہے وہ اس کے واقع کرنے یعنی ایسا کرنے پر قادر ہے۔ یہ اس کے لئے آسان ہے۔

جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "تم سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی تھا' اسے کوئی زخم ہو گیا تو وہ گھبرا گیا' اس نے چھری لی اور اس سے اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا' خون بہنے لگا حتیٰ کہ وہ فوت ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "میرے بندے نے اپنے نفس (کو ہلاک کرنے) پر مجھ سے جلدی کی' میں نے اسے پر جنت حرام قرار دے دی۔" ①

ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس شخص نے اپنے آپ کو لوہے (کے آلے) سے قتل کیا تو اس کا لوہا اس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ جہنم میں ہمیشہ کے لئے اسے اپنے پیٹ میں مارتا رہے گا اور جس نے اپنے آپ کو زہر سے قتل کیا' تو اس کا زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ جہنم میں ہمیشہ

---

① بخاری (٣٤٦٣) مسلم (١١٣)

ہمیشہ کے لئے تھوڑا تھوڑا کر کے اسے پیتا رہے گا اور جس نے پہاڑ سے گر کر اپنے آپ کو قتل کیا تو وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں گرتا رہے گا۔" ①

ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مومن پر لعنت بھیجنا' اس کے قتل کرنے کے مترادف ہے' جس نے کسی مومن پر کفر کا بہتان لگایا تو وہ اس کے قتل کرنے کے مترادف ہے' اور جس نے اپنے آپ کو کسی چیز سے قتل کیا تو روز قیامت اس کو اسی کے ساتھ عذاب دیا جائے گا۔" ②

صحیح حدیث میں اس آدمی کے متعلق ہے جس کو زخم نے تکلیف پہنچائی تو اس نے موت کے بارے میں جلد بازی کی اور اپنی تلوار کی دھار سے اپنے آپ کو قتل کر لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"وہ شخص جہنمی ہے۔" ③

پس ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ہماری رشد و ہدایت عطا فرمائے اور ہمیں ہمارے نفسوں اور ہمارے برے اعمال کی شرور سے محفوظ رکھے' کیونکہ وہ سخی داتا فیاض بخشنے والا مہربان ہے۔

نصیحت:

ابن آدم! تم اپنے اعمال کو کیسے مضبوط سمجھتے ہو حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ وہ ایک دھوکہ فریب ہے؟ تم مولیٰ کے معاملے کو کیسے چھوڑ دیتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو کہ وہ مفید ہے؟ تم اپنے زادراہ میں کیسے کمی کرتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو کہ راستہ لمبا اور دور ہے؟ ہم سے اعراض کرنے والے! یہ جفا اور اعراض کب تک چلے گی؟ موت اور عمر سے غافل! خاتمے میں کوئی شک نہیں۔ اپنی امید میں فریفتہ ہونے والے' موت کے ہاتھ اس کی امید کو قینچی کے ساتھ کتر رہے ہیں۔ اپنی صحت اور اپنے بدن کے بارے میں غرور کرنے والے' تم ہر روز انہدام و شکستگی کی طرف

---

① بخاری (۵۷۷۸) مسلم (۱۰۹)

② بخاری (۶۱۰۵)' مسلم (۱۱۰)

③ بخاری (۲۸۹۸)' مسلم (۱۱۲)

جا رہے ہو۔

اے وہ شخص! جس کا کچھ حصہ روزانہ فنا ہوتا ہے' اللہ کی قسم! عنقریب سارا فنا ہو جائے گا۔ زاد راہ سے غافل شخص! حالانکہ سیاہی (جوانی کے بعد سفیدی (بڑھاپے) نے تجھے متنبہ کر دیا ہے۔ کم حفاظت کرنے والے! جبکہ موت کے تیر لمبے چوڑے ہیں۔ اے وہ شخص جو تلف و ہلاکت کے گھاٹ کی طرف چلایا جاتا ہے حالانکہ تو حوض سے بھی دور کر دیا گیا ہے' اسے مسکرانے والے! فنا کی آنکھیں سوتی نہیں۔ جس شخص کے سامنے یہ اوقات ہوں تو اس کی پلکیں چشم پوشی پر کیسے قادر ہو سکتی ہیں؟

☆☆☆

(٣٠) اکثر جھوٹ بولنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَاجَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا نِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۝﴾ (ال عمران: ٦١)

”جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہو۔“

اور فرمایا:

﴿قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ﴾ (الذاریات: ١٠)

”اٹکل مارنے والے (اندازہ لگانے والے) مارے گئے۔“

اور فرمایا:

﴿ان اللہ لا یھدی من ھو سرف کذاب﴾ (المومن/ ٤٠: ٢٥)

”یقین رکھو کہ اللہ حد سے گزرنے والے جھوٹے کو ہدایت نہیں دیتا۔“

ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”یقیناً سچائی نیکی کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔ آدمی سچ بولتا رہتا ہے اور سچائی کا قصد کرتا ہے حتیٰ کہ وہ اللہ کے ہاں سچا لکھا جاتا ہے۔ یقیناً جھوٹ گناہوں کی طرف راہنمائی کرتا ہے، گناہ جہنم کی طرف راہنمائی کرتے ہیں، آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ کا قصد کرتا ہے حتیٰ کہ وہ اللہ کے ہاں جھوٹا لکھا جاتا ہے۔“ ①

صحیحین میں روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”منافق کی تین نشانیاں ہیں، خواہ وہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور وہ گمان کرے کہ وہ مسلمان ہے: جب بات کرے جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے خلاف ورزی کرے

---

① بخاری (٦٠٩٤) مسلم (٢٦٠٧)

اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو وہ خیانت کرے۔'' ①

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

'' چار خصلتیں ایسی ہیں، وہ جس شخص میں ہوں تو وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان میں سے کوئی ایک خصلت ہو تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہو گی حتی کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے، جب کوئی معاہدہ کرے تو بے وفائی کرے اور جب جھگڑا کرے تو گالی گلوچ پر اتر آئے گا۔'' ②

اور صحیح بخاری میں نبی ﷺ کے خواب کی حدیث میں ہے آپ نے فرمایا:

'' پس ہم ایک آدمی کے پاس آئے وہ اپنی گدی کے بل (یعنی الٹا) لیٹا ہوا تھا، جبکہ دوسرا شخص لوہے کا آنکڑا لیے اس پر کھڑا ہے۔ وہ اس کا گلپھڑا اس کی گدی تک چیر دیتا ہے اور اس کی آنکھوں کو بھی اس کی گدی تک پھر وہ دوسری جانب جاتا ہے وہ اس کے ساتھ بھی وہی کرتا ہے جو اس نے پہلی جانب کیا تھا۔ وہ ابھی اس طرف واپس نہیں آئے گا کہ وہ اپنی پہلی حالت پر پھر آ جائے گا، قیامت کے دن تک اس کے ساتھ اسی طرح ہوتا رہے گا۔ میں نے ان دونوں سے پوچھا، یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا: یہ وہ شخص ہے کہ وہ صبح اپنے گھر سے نکلتا تو ایسا جھوٹ بولتا کہ وہ ساری دنیا تک پہنچ جاتا۔'' ③

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

مومن میں خیانت اور جھوٹ کے علاوہ کوئی بھی خصلت ہو سکتی ہے۔'' ④

اور حدیث میں ہے:

'' بدگمانی سے بچو، کیونکہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے۔'' ⑤

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

---

① بخاری (٣٣) مسلم (٥٩)

② بخاری (٣٤) مسلم (٥٨)

③ بخاری (٧٠٤٧)

④ احمد (٥/٢٥٢)

⑤ بخاری (٦٠٦٦) مسلم (٢٥٦٣)

''تین قسم کے لوگ ہیں' اللہ ان سے کلام کرے گا نہ روز قیامت ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذب ہے۔ بوڑھا زانی' جھوٹا بادشاہ اور متکبر فقیر۔'' ①

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

''اس شخص کے لئے ہلاکت ہے جو بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے تا کہ وہ اس کے ذریعے لوگوں کو ہنسائے۔ اس کے لئے ہلاکت ہے' اس کے لئے ہلاکت ہے اور اس کے لئے ہلاکت ہے۔'' ②

اور اس سے بری جھوٹی قسم اٹھانا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کے متعلق فرمایا:

﴿وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾ (المجادلة/ ٥٨: ١٤)

''وہ جھوٹی قسم کھا جاتے ہیں۔ حالانکہ وہ جانتے ہیں۔''

صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تین قسم کے لوگ ہیں کہ اللہ روز قیامت ان سے کلام کرے گا نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا ایک وہ آدمی جس کے پاس کوئی زائد چیز (پانی) ہو تو وہ اسے مسافر سے روک لیتا ہے' ایک وہ آدمی جو کسی کو سودا فروخت کرتا ہے اور اللہ کی قسم اٹھاتا ہے کہ اس نے اسے اتنی قیمت پر خریدا ہے حالانکہ اس نے اس کو اس بتائی ہوئی قیمت کے علاوہ قیمت پر خریدا ہوتا ہے۔ ایک وہ آدمی جو دنیا کی خاطر امام وحکمران کی بیعت کرتا ہے اگر وہ اس کو اس (دنیا) میں سے کچھ دے دیتا ہے تو وفا کرتا ہے اور اگر وہ اسے کچھ نہیں دیتا تو وہ اس سے بے وفائی نہیں کرتا ہے۔''

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

''سب سے بڑی خیانت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی سے کوئی بات کرو جبکہ وہ اس کے متعلق تمہیں سچا سمجھتا ہو' جبکہ تم اس کے ذریعے اس سے جھوٹ بولتے ہو۔'' ③

---

① مسلم ② احمد

③ امام ترمذی کے علاوہ محدثین کی جماعت نے اسے ہدایت کیا ہے۔

یہ بھی حدیث میں ہے آپ نے فرمایا:

’’جس شخص نے کوئی ایسا خواب بیان کیا، جو کہ اس نے دیکھا نہیں تو (روز قیامت) اسے دو جو کے درمیان گرہ لگانے کے متعلق مکلّف و ذمہ دار بنا دیا جائے گا جبکہ وہ گرہ نہیں لگا سکے گا۔‘‘ ①

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’اللہ پر جھوٹ باندھنے کے مترادف ہے کہ آدمی اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھائے (جھوٹا خواب بیان کرے) جو انہوں نے دیکھی نہیں۔‘‘ ②

اس کا معنی یہ ہے کہ وہ شخص کہے: میں نے اپنے خواب میں یہ یہ کچھ دیکھا ہے، جبکہ اس نے کچھ بھی نہ دیکھا ہو۔

ابن مسعودؓ نے فرمایا: بندہ جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ کا قصد کرتا ہے، حتیٰ کہ اس کے دل پر سیاہ نکتہ لگا دیا جاتا ہے حتیٰ کہ اس کا دل بالکل سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ اللہ کے ہاں جھوٹوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔ ③

پس مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنی زبان کو کلام سے محفوظ رکھے، سوائے ایسے کلام کے جس میں مصلحت ظاہر ہو پس سکوت (خاموشی) میں سلامتی ہے اور سلامتی کے مساوی کوئی چیز نہیں۔

ابو ہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا:

’’جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اسے چاہیے کہ خیر و بھلائی کی بات کرے ورنہ خاموش رہے۔‘‘ ④

پس اس حدیث کی صحت پر امام بخاری اور امام مسلم رحمہم اللہ کا اتفاق ہے۔ یہ اس پر نص صریح ہے کہ انسان کو چاہیے کہ وہ جب کلام کرے تو وہ خیر پر مبنی ہونا چاہیے اور کلام خیر وہ ہے جس میں متکلم کے لئے اس کی مصلحت ظاہر ہو۔

ابو موسیٰ اشعری (عبداللہ بن قیس) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے عرض کیا اللہ کے

---

① بخاری (٤٠٤٨)
② بخاری (٣٥٠٩)
③ مالك
④ بخاری

رسول! کون سا مسلمان افضل ہے؟ آپ نے فرمایا:

''جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔'' ①

اور صحیحین میں ہے:

''کہ آدمی کوئی کلمہ ادا کرتا ہے جس میں وہ غور و فکر نہیں کرتا (کہ وہ حرام پر مبنی ہے) لیکن وہ اس کی وجہ سے اس قدر دور جہنم میں چلا جاتا ہے' جس قدر مشرق و مغرب کے درمیان دوری ہے۔''

بلال بن حارث المزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''آدمی اللہ تعالیٰ کی رضا مندی والا کلمہ ادا کرتا ہے' اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ یہ کلمہ اس مقام تک پہنچ جائے گا جہاں وہ پہنچ گیا۔ اللہ تعالیٰ اس کلمے کی وجہ سے اس شخص کے لئے اس دن تک کے لئے اپنی رضا مندی لکھ دیتا ہے' جس روز وہ اس سے ملاقات کرے گا۔ اور آدمی اللہ تعالیٰ کی ناراضی والا کلمہ ادا کرتا ہے اور اس کا گمان نہیں تھا کہ یہ وہاں تک پہنچ جائے گا جہاں تک یہ پہنچ گیا۔ اللہ اس کلمے کی وجہ سے اس شخص کے لئے' اس دن تک کے لئے' جس دن وہ اس سے ملاقات کرے گا' اپنی ناراضی لکھ دیتا ہے۔'' ②

ہم نے جس طرح ذکر کیا ہے اس طرح بہت سی صحیح احادیث ہیں۔ اور اس میں ہم نے جو اشارہ کیا ہے' وہ کافی ہے۔ کسی سے سوال کیا گیا' تم نے ابن آدم میں کتنے عیوب پائے؟ اس نے کہا: وہ شمار سے زیادہ ہیں۔ میں نے جو شمار کئے ہیں وہ آٹھ ہزار ہیں۔ اور میں نے ایک ایسی خصلت پائی ہے اگر اسے اپنا لیا جائے تو وہ تمام عیوب کو چھپا لیتی ہے اور وہ ہے زبان کی حفاظت۔ اللہ ہمیں اپنی نافرمانی سے بچائے اور ہم اس کو ایسے امور میں بروئے کار لائیں جن سے وہ راضی ہوتا ہے کیونکہ وہ سخی داتا فیاض ہے۔

---

① مالك

② بخاری' مسلم

نصیحت:

اے بندے! تجھ پر تیری عمر سے زیادہ عزیز کوئی چیز نہیں لیکن تو اسے ضائع کر رہا ہے' شیطان کی طرح تیرا کوئی دشمن نہیں لیکن تو اس کی اطاعت کرتا ہے' تیرے نفس کی موافقت سے زیادہ نقصان دہ کوئی چیز نہیں اور تو اس سے دوستی لگاتا ہے' سلامتی کی گھڑیوں کے سوا کوئی پونجی نہیں اور تو اس میں اسراف کرتا ہے' تیری عمر کا بہترین حصہ تو گزر چکا' زلفیں سفید ہونے کے بعد کیا باقی بچا ہے؟ حاضر بدن اور غائب دل والے! بڑھاپے کا آ جانا تمام مصائب کا جامع ہے۔ بچپن اور پیاروں کی محبت کا دور جاتا رہا' اب تو وعظ ونصیحت اور ڈانٹ ڈپٹ کرنے کے لئے بڑھاپا کافی ہے۔ اے غافل! یہ بہترین مناقب میں سے ہے' عظیم مطالبے کے خوف سے رونا کہاں ہے؟

وہ کھیل کے میدان میں ضائع ہو جانے والا زمانہ کہاں ہے؟ میں نے عواقب کے آخر میں دیکھا۔ جیسا کہ قیامت میں گناہوں پر' جن کو کاتب کی کتاب نے لکھ لیا تھا' بہتے آنسوؤں کو دیکھا جب میں حساب دینے کے لئے موقف میں کھڑا ہوں گا اور مجھے کہا جائے گا کہ تم نے تمام امور واجب میں کیا کیا؟ تو اس وقت میری کیا حالت ہوگی اور میرا کون ہوگا جو میرے فائدے کی بات کر سکے؟ تم نجات کی کیسے امید کرتے ہو جبکہ تم ہمہ وقت کھیلوں میں مشغول رہتے ہو' جب آرزوئیں ظن کاذب کے ساتھ تیرے پاس آئیں۔ موت تمام مشارب سے زیادہ سخت ہے' وہ فوجی دستوں کے سینوں میں اپنی تلخی کے جام انڈیلے گی۔ پس اپنے نفس کا خیال کر اور غائب کے آنے والے کا انتظار کر' وہ بھرپور انداز میں آئے گا اور درست (نشانے پر لگنے والا) تیر پھینکے گا۔ اے امید کرنے والے! یہ کہ تو مصائب سے محفوظ رہے گا کہ تو نے مکڑی کے جالا بننے کی طرح گھر بنایا ہے۔ وہ شاہسوار کہاں گئے' موت نے ان پر تمام راستے تنگ کر دیئے اور تھوڑی ہی دیر بعد تو بھی مصائب کا حلیف بننے والا ہے پس دیکھ اور عجائب کے رونما ہونے سے پہلے غور وفکر اور تدبر کر۔

☆☆☆

(۳۱) برا قاضی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيهَا هُدًى وَّنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِيْنَ أَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ط وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ٥﴾ (المائدة:٤٤)

اور جو کوئی اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو یہی لوگ کافر ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ٥﴾

(المائدة:٥ ٤)

"اور جو کوئی اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو یہی لوگ ظالم ہیں۔"

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلْيَحْكُمْ أَهْلُ الْإِنْجِيْلِ بِمَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ٥﴾ (المائد/ ٥: ٤٧)

"اور جو کوئی اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو یہی لوگ فاسق ہیں۔"

طلحہ بن عبید اللہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"اللہ اس حکمران کی نماز قبول نہیں کرتا جو اللہ کی نازل کردہ شریعت کے علاوہ کسی اور

چیز کے ساتھ فیصلے کرتا ہے۔" ①

بریدہؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قاضی تین قسم کے ہیں۔ ایک قاضی جنتی اور دو قاضی جہنمی ہیں۔ وہ قاضی جس نے حق پہچان کر اس کے مطابق فیصلہ کیا تو وہ جنتی ہے۔ وہ قاضی جس نے حق پہچان کر پھر جان بوجھ کر ظلم کیا تو وہ جہنمی ہے اور وہ قاضی جس نے علم کے بغیر فیصلہ کیا تو وہ بھی جہنمی ہے۔" ②

صحابہ نے عرض کیا جو شخص لاعلمی میں فیصلہ کرتا ہے' اس کا کیا گناہ ہے؟ فرمایا: "اس کا گناہ یہ ہے کہ وہ جب تک علم حاصل نہ کر لیتا تو وہ قاضی نہ بنتا۔"

ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جسے قاضی بنا دیا گیا وہ تو چھری کے بغیر ذبح کر دیا گیا۔" ③

فضیل بن عیاضؒ نے فرمایا: "قاضی کو چاہیے کہ وہ ایک دن فیصلے کرے اور ایک دن اپنے نفس پر روئے۔"

محمد بن واسع رحمہ اللہ نے فرمایا: روز قیامت حساب کے لئے سب سے پہلے قاضیوں کو بلایا جائے گا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "منصف قاضی کو روز قیامت لایا جائے گا۔ وہ حساب کی جس شدت سے دوچار ہو گا تو وہ پسند کرے گا کہ اس نے کسی دو آدمیوں کے درمیان ایک کھجور کے بارے میں بھی فیصلہ نہ کیا ہوتا۔" ④

معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قاضی جہنم میں عدن (یمن کے شہر) سے بھی زیادہ دور مسافت جتنا پھسلتا چلا

---

① اس کی سند میں عبداللہ بن محمد عدوی راوی کمزور اور متہم ہے۔ اور یہ ان روایتوں میں سے ہے جن کا امام حاکم رحمہ اللہ نے انکار کیا ہے۔ (منذری) اس کے الفاظ ہیں: "اللہ ظالم بادشاہ کی نماز قبول نہیں کرتا۔" امام ذہبیؒ نے اپنے رسالے الصغریٰ میں فرمایا: یہ ایسی سند سے مروی ہے جس سے میں مطمئن نہیں ہوں۔

② ابوداؤد (۳۵۷۳)' ابن ماجه (۲۳۱۵)

③ ابوداؤد (۳۵۷۱) ④ احمد' ابن حبان

جائے گا۔"

علی بن ابی طالبؓ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

"ہر حکمران اور قاضی کو روز قیامت اللہ عزوجل کے حضور پل صراط پر لا کھڑا کیا جائے گا' پھر اس کے رازوں کو نشر کیا جائے گا اور تمام مخلوق کے سامنے انہیں پڑھا جائے گا۔ اگر وہ منصف ہوا تو اللہ اس کے عدل کی وجہ سے اسے نجات دے گا اور اگر وہ اس کے علاوہ (ظالم) ہوا تو پھر اس کی وجہ سے پل شدت سے کانپے گا اور اس کے تمام اعضاء کے درمیان اتنا اتنا فاصلہ ہو جائے گا۔ پھر پل اسے ساتھ لئے جہنم کی طرف پھٹ جائے گا۔"

مکحول بیان کرتے ہیں: "اگر مجھے منصب قضا اور اپنی گردن مارے جانے کے درمیان کسی ایک کو منتخب کرنے کا اختیار دیا جائے تو میں قاضی بننے کی نسبت اپنی گردن مارے جانے کو منتخب کروں۔"

ایوب سختیانی نے فرمایا: "میں نے لوگوں میں سے سب سے زیادہ عالم کو اس (قضاء) سے ان سب سے زیادہ دور رہنے (بھاگنے) والا پایا۔

امام ثوریؒ سے کہا گیا کہ شریح کو قاضی بنا دیا گیا ہے' انہوں نے کہا: انہوں نے اس آدمی کو خراب کر دیا۔

مالک بن منذر نے محمد بن واسع کو بصرہ کا قاضی بنانے کے لئے بلایا تو انہوں نے انکار کر دیا۔ وہ بار بار انہیں کہتا رہا اور پھر کہا: تم اس منصب پر ضرور بیٹھو گے ورنہ میں تمہیں کوڑے ماروں گا۔ تو انہوں نے کہا: اگر تم ایسا کرو گے تو تم بادشاہ ہو (کر سکتے ہو) کیونکہ دنیا کی ذلت' آخرت کی ذلت سے بہتر ہے۔

وہب بن منبہ نے فرمایا: جب حاکم ظلم کا ارادہ کرتا ہے یا اس کے مطابق عمل کرتا ہے تو اللہ اس کی مملکت کے باشندوں میں نقص داخل کر دیتا ہے' حتیٰ کہ بازاروں' مارکیٹوں' غلوں' کھیتوں اور دودھ (تھنوں میں) بلکہ ہر چیز میں کمی کر دیتا ہے۔ اور جب وہ خیر و بھلائی یا عدل کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ اسی طرح اس کی مملکت کے باشندوں میں برکت داخل کر دیتا ہے۔ حمص کے ایک گورنر

نے عمر بن عبدالعزیزؒ کو خط لکھا:

اما بعد! شہر حمص تو خراب ہو چکا ہے' اس کی اصلاح کی ضرورت ہے۔

عمر بن عبدالعزیزؒ نے جواب لکھا:

''اسے عدل کے ساتھ محفوظ رکھو اور اس کے راستوں کو ظلم سے صاف کر دو'' والسلام

فرمایا: قاضی پر حرام ہے کہ وہ غصے کی حالت میں فیصلہ کرے۔ اور جب قاضی میں' قلت علم' برا ارادہ' برے اخلاق اور قلت فتویٰ و پرہیز گاری جیسی خصلتیں جمع ہو جائیں تو اس کا خسران مکمل ہو گیا۔ اب اس پر واجب ہے کہ وہ اپنے آپ کو معزول کرے اور چھٹکارا پانے میں جلدی کرے۔ پس ہم اللہ سے عفو و عافیت اور اس کے پسندیدہ امور کی توفیق کا سوال کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ سخی داتا ہے۔

نصیحت:

اے وہ شخص کہ جب بھی اس کی عمر زیادہ ہوئی تو وہ کم ہوئی' اے موت کے فرشتے سے بے خوف ہونے والے! وہ تو تیرا پیچھا کر رہا ہے۔ دنیا کی طرف مائل ہونے والے! کیا تم نقص سے محفوظ ہو گئے ہو؟ اپنی عمر میں حد سے بڑھنے والے! کیا تم نے ملنے والے مواقع کی طرف جلدی کی ہے؟ اے وہ شخص! جب بھی منہاج ہدایت کی طرف ترقی کرتا ہے' پھر خواہشات جھلملانے لگتی ہیں تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے' حشر کے دن جب نامہ اعمال کھلیں گے تو اس وقت تیرا حمایتی کون ہوگا' اس نفس پر تعجب ہے کہ وہ پوری رات سو کر گزار دیتا ہے۔ اور وہ قیامت کی ہولناکیوں کو بھول گیا اگر مواعظ نے اسے دستک دی تو اس کے کان جھک گئے۔ پھر زواجر اس سے ناکام لوٹے۔ نفوس' کریم کے کرم میں طمع کرنے والے بن گئے اور وہ کسی حال میں بھی اس کے اطاعت گزار نہ بنے۔ اقدام' خواہشات میں دور دراز راستوں میں دوڑ رہے ہیں' اس کے بعد کہ ہدایت کے وسیع و کشادہ راستے واضح ہو گئے۔ ہمتوں نے خواہشات کے راستوں میں متنازع والگ راستے بنا لئے ہیں' عقل مندوں کی نصیحتیں ان کے لئے نافع نہ ہوئیں۔ دل اس وقت توبہ کے عادی ہیں جب کسی واقعے اور روکنے والا ڈانٹ سے گھبرائیں۔ پھر وہ بار بار اس چیز کی طرف لوٹتے ہیں جو حلال نہیں۔

(۳۲) فیصلے پر رشوت لینا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝ ﴾ (البقرة: ۱۸۸)

''اور آپس میں ناحق ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ اور نہ ہی مال کو اس نیت سے حکام تک پہنچاؤ کہ لوگوں کے مال میں سے کچھ ناجائز طریقوں سے کھا جاؤ حالانکہ تم جانتے ہو۔''

یعنی اپنے اموال حکام تک نہ پہنچاؤ یعنی انہیں رشوت نہ دو کہ وہ تمہارے علاوہ کسی کا حق تمہیں دے دیں حالانکہ تم جانتے ہو کہ وہ تمہارے لئے حلال نہیں۔ ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ نے حکم میں رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر لعنت فرمائی۔''①

عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

علماء نے فرمایا: ((الراشی)) وہ ہے جو رشوت دیتا ہے اور ((المرتشی)) وہ ہے جو رشوت وصول کرتا ہے اور رشوت دینے والا تب لعنت کا مستحق ٹھہرتا ہے جب وہ اس کے ذریعے کسی مسلمان کو اذیت پہنچانے یا کسی ایسی چیز کو حاصل کرنے کے لئے رشوت دیتا ہے جو اس کا حق نہیں۔ رہا وہ شخص جو اپنا حق وصول کرنے اور اپنے سے ظلم دور کرنے کے لئے رشوت دیتا ہے تو وہ لعنت کے زمرے میں نہیں آتا۔ جہاں تک حاکم کا تعلق ہے تو اس پر رشوت حرام ہے، وہ اس کے ذریعے حق کو باطل کرے یا اس کے ذریعے کسی ظلم کو دور کرے۔

اور دوسری روایت میں مروی ہے کہ رشوت دلانے والے پر بھی لعنت ہے۔ ((الرائش)) یہ وہ شخص ہے جو ان دونوں کے درمیان کوشش کرتا ہے اور یہ رشوت دینے والے کے زمرے میں

---

① ابن حبان

آتا ہے اگر اس کا خیر و بھلائی کا قصد ہو تو پھر لعنت اس کو لاحق نہیں ہوتی۔ اگر یہ قصد نہ ہو تو پھر وہ لعنت کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

فصل:

اسی بارے میں وہ روایت ہے جسے امام ابوداؤدؒ نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے، ابوامامہ باہلیؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> ''جس شخص نے کسی آدمی کی سفارش کی، پھر اس پر اسے ہدیہ پیش کیا گیا تو وہ سود کے ابواب میں سے ایک بہت بڑے باب کو پہنچا۔''

ابن مسعودؓ نے فرمایا: حرام یہ ہے کہ تم اپنے بھائی کے لئے کوئی حاجت طلب کرو، وہ پوری ہو جائے اور وہ تمہیں کوئی ہدیہ پیش کرے اور تم اس کی طرف سے اسے قبول کر لو۔

مسروق سے روایت ہے کہ انہوں نے ابن زیاد سے کسی ظلم کے بارے میں سفارش کی تو اس نے اس (ظلم) کو دور کر دیا۔ مظلوم شخص نے انہیں ایک غلام کا تحفہ پیش کیا تو انہوں نے اسے واپس کر دیا اور اسے قبول نہ کیا اور انہوں نے کہا: میں نے ابن مسعودؓ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جس نے کسی مسلمان سے کوئی ظلم دور کیا اور اس (مظلوم) نے اس پر اسے قلیل یا کثیر چیز عطا کی تو وہ رشوت ہے۔'' آدمی نے کہا: ابوعبدالرحمٰن! ہم تو صرف فیصلے میں رشوت دینے کو حرام سمجھتے تھے، انہوں نے کہا: وہ تو کفر ہے۔ ہم اس کے متعلق اللہ سے پناہ طلب کرتے ہیں اور ہم اللہ سے ہر آزمائش اور ناپسندیدہ امر سے، عفو و عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

حکایت:

امام ابوعمر اوزاعیؒ سے روایت ہے۔ وہ بیروت میں رہائش پذیر تھے کہ ایک نصرانی ان کے پاس آیا تو اس نے کہا: بعلبک کے سربراہ نے مجھ پر ظلم کیا ہے، میں چاہتا ہوں کہ آپ اسے رقعہ لکھ دیں وہ آپ کے پاس شہر کا مٹکا لے کر آیا، اوزاعیؒ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں مٹکا تمہیں واپس کر دیتا ہوں اور اس کے نام تمہیں رقعہ لکھ دیتا ہوں اور اگر تم چاہو تو مٹکا لے لیتا ہوں (رقعہ نہیں لکھتا) پس آپ نے اس سربراہ کے لئے اسے رقعہ لکھ دیا کہ اس نصرانی کے خراج میں کچھ کمی کر دیں۔

اس نے مٹکا اور رقعہ لیا اور سرابرہ کی طرف چل دیا۔ پس اس نے اسے وہ رقعہ دیا تو اس نے امام کی سفارش پر اس سے تیس درہم کم کر دیئے۔ اللہ ان پر رحم فرمائے اور ہمیں ان کے زمرے میں شامل فرمائے۔

نصیحت:

اللہ کے بندو! عواقب پر غور وفکر کرو' مناقب کی قوت سے بچو' سزا دینے والے کی سزا سے ڈرو۔ سلب کرنے والے کے سلب کرنے سے خوف کھاؤ کیونکہ اللہ کی قسم! طالب غالب ہے۔ وہ لوگ کہاں ہیں جو خواہشات کی طلب میں بیٹھے رہے اور پھر کھڑے ہو گئے اور وہ دار کوچ کی موافقت میں گھومے اور انہوں نے حفاظت کی؟ وہ کتنا ہی کم ٹھہرے اور کتنا ہی پورا ہے جو انہوں نے قیام کیا اور انہوں نے اپنی قبروں کے گڑھوں میں' اپنے آپ پر' ان اعمال کی وجہ سے جو انہوں نے آگے بھیجے تھے' افسوس کیا اور ملامت کی۔

أما والله لو علم الأنام   لما خلقوا لما هجعوا وناموا
لقد خلقوا لأمر لو رأته   عيون قلوبهم تاهوا وهاموا
ممات' ثم قبر' ثم حشر'   و توبيخ' و أهوال' عظام
ليوم الحشر قد عملت رجال   فصلوا من مخافته و صاموا
ونحن إذا أمرنا أو نهينا   كأهل الكهف أيقاظ نيام

"سن لو! اللہ کی قسم! اگر لوگ اپنی تخلیق کا مقصد جان لیں تو وہ رات کو نہ سوئیں۔"

"وہ ایک کام کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اگر ان کے دل کی آنکھیں اسے دیکھ لیں تو وہ خوف زدہ ہو جائیں اور اہتمام کریں۔"

"موت ہے' پھر قبر' پھر حشر' زجر و توبیخ ہے اور ہولناکیاں ہیں۔ حشر کے دن کے لئے لوگوں نے نمازیں پڑھیں اور اس کے ڈر سے روزے رکھے۔"

"اور ہم ہیں' جب ہمیں حکم دیا گیا یا ہمیں منع کیا گیا تو ہم اصحاب کہف کی طرح' خواب و بیداری کی حالت میں ہو جاتے ہیں۔"

اے وہ شخص! خطاؤں کی گندگی سے لتھڑے ہوئے، مصیبتوں کی آفات سے ملے ہوئے، اے وہ شخص اس کے کلام کو سنتے ہو جو ملامت کرتا اور ڈانٹتا ہے۔ توبہ کا عقد باندھتا ہے حتیٰ کہ جب شام ہوتی ہے تو فسخ کر دیتا ہے۔ اپنی زبان کو مطلق آزاد چھوڑنے والے! فرشتہ شمار کرتا اور نقل کرتا ہے۔ اے وہ شخص جس کے سینے میں خواہش کے پرندے نے گھونسلا بنایا اور چوزہ دیا۔ موت نے کتنے ہی اونچے پہاڑوں جیسے بادشاہوں کو ہلاک کر دیا۔ کتنی ہی بنیادوں کو ہلا دیا جو کہ کبر میں پختہ تھیں اور انہیں لحد کے اندھیرے میں بسا دیا اور ان کے پیچھے برزخ ہے۔ اے وہ شخص جس کا دل اس کے بدن سے گناہوں کے ساتھ میلا ہو گیا ہے۔ اے عظائم سے مقابلہ کرنے والے! کیا تو اس سے بے خوف ہو گیا ہے کہ تجھے دھنسا دیا جائے یا تجھے مسخ کر دیا جائے۔ اے وہ شخص بڑھاپے کے آ جانے کے بعد بھی عیب کو لازم پکڑنے والے! اس کا فعل تاریخ کا حصہ بن رہا ہے۔

اور ہر طرح کی تعریف وشکر ہمیشہ اللہ کے لئے ہے۔

☆☆☆

(۳۳) عورتوں کا مردوں سے اور مردوں کا عورتوں سے مشابہت کرنا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ مردوں سے مشابہت کرنے والی عورتوں اور عورتوں سے مشابہت کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائے۔'' ①

اور ایک روایت میں ہے:

''اللہ مردوں سے مشابہت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائے۔'' ②

اور ایک روایت میں ہے فرمایا:

''اللہ کی لعنت ہو ان مخنثوں پر جو مردوں سے مشابہت کرتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت کرتی ہیں۔'' ③

یعنی وہ عورتیں جو لباس اور انداز گفتگو میں مردوں سے مشابہت کرتی ہیں۔ ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ اس عورت پر لعنت فرمائے جو مرد کا لباس پہنتی ہے اور اس مرد پر لعنت فرمائے جو عورت کا لباس پہنتا ہے۔'' ④

جب عورت کھلے گریبان اور تنگ آستینوں والا مردوں کا سا لباس پہنتی ہے تو وہ مردوں سے ان کے لباس میں مشابہت کرتی ہے، پس وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی لعنت کا شکار ہو جاتی ہے اور جب اس کا خاوند اسے ایسا کرنے کا اختیار دیتا ہے اور اس پر راضی ہوتا ہے اور اسے منع نہیں کرتا تو پھر وہ بھی اس کا مستحق ٹھہرتا ہے کیونکہ وہ اس کو اللہ کی اطاعت کرنے اور اس کی معصیت سے روکنے کا پابند کرنے پر مامور ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

---

① بخاری، ابوداؤد

② ابوداؤد (٤٠٩٩)

③ بخاری (٥٨٨٦)

④ ابوداؤد (٤٠٩٨)

﴿يَـاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَقُوْا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ.﴾ (التحريم : ٦)

''اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔''

یعنی ان کو ادب سکھاؤ، انہیں تعلیم دو اور انہیں اللہ کی اطاعت کا حکم دو اور انہیں اللہ کی معصیت سے منع کرو جیسا کہ یہ تمہارے اپنے بارے میں واجب ہے اور نبی ﷺ کا فرمان بھی ہے:

''تم سب ذمہ دار ہو اور تم سب اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہو۔ آدمی اپنے اہل کا ذمہ دار ہے اور وہ ان کے بارے میں روز قیامت جواب دہ ہے۔''①

اور نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

''سن لو! مردوں نے جب عورتوں کی اطاعت کی تو وہ ہلاک ہو گئے۔''②

حسن بصریؒ نے فرمایا: اللہ کی قسم! جس روز بندہ اپنی عورت کی خواہش کی اتباع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں اوندھا ڈالے گا۔

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

''جہنمیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں جو میں نے نہیں دیکھیں، وہ لوگ کہ ان کے پاس گائے کی دموں جیسے کوڑے ہوں گے جن کے ساتھ وہ لوگوں کی پٹائی کرتے ہوں گے اور وہ عورتیں جو لباس پہننے کے باوجود برہنہ ہوں گی، مائل کرنے والیاں یا مائل ہونے والیاں، ان کے سر بختی اونٹوں کی کوہان کی طرح ہوں گے وہ جنت میں داخل ہوں گی نہ اس کی خوشبو پا سکیں گی حالانکہ اس کی خوشبو تو اتنی اتنی مسافت سے آ جاتی ہے۔''③

((كاسيات)) ''لباس پہنے ہوئے'' یعنی اللہ کی نعمتوں سے۔

---

① بخاری، مسلم ② مسلم ③ مسلم (٢١٢٨)

((عاریات)) اس کے شکر ادا کرنے سے عاری۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد ہے کہ عورت باریک کپڑے پہنے جس سے اس کے بدن کا رنگ بھی ظاہر ہو۔

((مائلات)) اس کے بارے میں کہا گیا ہے' اللہ کی اطاعت اور جس کی حفاظت کرنا ان پر لازم ہے' اس سے اعراض کرنا۔

((ممیلات)) یعنی وہ اپنے علاوہ کسی اور کو مذموم فعل کی تعلیم دیتی ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے۔ اپنے کندھوں کو ہلا کر چلنے والیاں اور یہ بھی کہا گیا ہے: مائل ہونے والیاں سے مراد ہے بالوں کا سٹائل اس طرح بنانا جیسے زانیہ عورتوں کا ہوتا ہے اور ((ممیلات)) جو اسی انداز سے اپنے علاوہ دوسری عورتوں کے بال سنوارتی ہیں۔

''ان کے سر بختی اونٹوں کی کوہانوں کی طرح ہوں گے۔'' یعنی وہ عمامہ یا پگڑی باندھ کر انہیں بڑا کر لیتی ہیں۔

نافع بیان کرتے ہیں: ابن عمر اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما' زبیر بن عبدالمطلب کے پاس تھے کہ اتنے میں ایک عورت کندھے پر کمان رکھے ہوئے' بکریاں چراتے ہوئے سامنے آئی' تو عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا: کیا تم مرد ہو یا عورت؟ اس نے جواب دیا' عورت۔ تب وہ ابن عمرو کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی زبان پر' مردوں سے مشابہت کرنے والی عورتوں اور عورتوں سے مشابہت کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائی ہے۔

نقاب کے نیچے سے سونے' جواہرات اور زینت کا اظہار کرنا ایسے افعال ہیں جو عورت کے لئے لعنت کا باعث ہیں۔ اس کے علاوہ جب وہ کستوری' عنبر اور دوسری قسم کی خوشبو لگا کر باہر نکلتی ہے۔ اور اس کا رنگین' ریشمی لباس' چھوٹے چوغے لمبے کپڑے مختصر یہ کہ وہ جدید فیشنی لباس میں نکلتی ہے اور یہ اس بناؤ سنگار اور زیب و زینت سے متعلق ہے جس پر اللہ ناراض ہوتا ہے اور وہ اس کے فاعل پر دنیا و آخرت میں ناراض ہوتا ہے اور یہ وہ افعال ہیں جو اکثر عورتوں پر غالب ہیں۔ نبی ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا:

''میں نے جہنم میں جھانک کر دیکھا تو اس میں اکثریت عورتوں کی تھی۔''①

---

① بخاری' مسلم

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

''میرے بعد مردوں کے لئے سب سے زیادہ نقصان دہ فتنہ عورتوں کا ہوگا۔''

پس ہم اللہ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے فضل وکرم سے ہمیں ان کے فتنے سے محفوظ رکھے۔ نیز ہماری اور ان کی اصلاح فرمادے۔

نصیحت:

ابن آدم! گویا کہ تو موت کے ساتھ ہے' وہ اچانک تجھ پر دھاوا بولے گی اور وہ تجھے پہلی قوموں کے ساتھ جا ملائے گی۔ وہ تجھے تنہائی اور تاریکی کے گھر میں منتقل کر دے گی اور پھر مردوں کے جتھے میں لے جائے گی جہاں تو خیمہ زن ہوگا۔ تو نے جو مال جمع کیا اور تو نے جو معاملات ترتیب دیئے ان سے تجھے جدا کر دے گی۔ تم کثرت اموال اور قوت خدام سے اسے ہٹا نہیں سکو گے۔

زندگی میں تفریط کرنے پر تجھے انتہائی ندامت ہوگی۔ اس آنکھ کے لئے افسوس ہے جو سوتی ہے حالانکہ اس کا طالب تو نہیں سوتا۔ جس چیز سے تمہیں ڈرایا دھمکایا جا رہا ہے' تم اس سے کب ڈرو گے۔ تم اپنے دل میں خوف کی آگ کب سلگاؤ گے اور اس میں سلگو گے۔ کب تک تیری نیکیاں مضمحل اور تیری برائیوں کی تجدید ہوتی رہے گی' واعظ کی زجر و توبیخ کب تک تمہیں نہیں ہلائے گی۔ تو کب تک فتور و کوتاہی میں سرگرداں رہے گا' تو اس دن سے کب ڈرے گا جب جسم کی جلد بولیں گی اور گواہی دیں گی تم لافانی چیز کے حصول کی خاطر فانی چیز کو کب ترک کرو گے۔ بحر وجد میں خوف و امید کا جھونکا تجھے کب ہلائے گا۔ تو' رات کو جب کہ وہ چھا جائے' قیام کرنے والا کب بنے گا' وہ لوگ کہاں ہیں جنہوں نے تنہائی میں اپنے مولا کے لئے عمل کیا اور انہوں نے رات کی تاریکی میں قیام اور رکوع وجود کیا۔ وہ وقت سحر میں اس (اللہ تعالیٰ) کے دروازے کی طرف بڑھے اور حاضری دی' انہوں نے دنوں کی گرمی اور تپش میں روزے رکھے' صبر کیا اور جدوجہد کی' وہ جا چکے' تو جانشین بن گیا اور انہوں نے جو کچھ پایا تھا تو نے اسے کھو دیا۔ تو ان کے پیچھے رہ گیا' تو انہیں مل نہیں سکتا وہ تو بہت دور نکل گئے۔

يا نائم الليل متى ترقد　　　قم يا حبيبى قد دنا الموعد
من نام حتى ينقضى ليله　　　لم يبلغ المنزل أو يجهد
فقل لذوى الألباب أهل التقى　　　قنطرة العرض لكم موعد

”رات کو سونے والے! تو کب بیدار ہوگا' میرے حبیب! اٹھ وقت وعدہ قریب آ پہنچا۔“

”جو شخص رات بھر سویا رہے وہ منزل نہیں پا سکتا خواہ وہ کوشش بھی کرتا رہے۔“

”پس عقل مندو اہل تقویٰ سے کہہ دو' تم سے بیش بہا نعمتوں کا وعدہ ہے۔“

☆☆☆

(۳۴) دیوث اور بے غیرت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَلزَّانِی لَا یَنکِحُ اِلَّا زَانِیَةً اَوْ مُشْرِکَةً وَ الزَّانِیَة لا یَنکِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِکٌ وَ حُرِّمَ ذَالِکَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَo﴾ (النور : ۳)

''زانی مرد بجز زانیہ یا مشرکہ عورت سے کسی سے شادی نہیں کرسکتا اور زانیہ عورت سے بھی زانی یا مشرک مرد کے سوا کوئی اور نکاح نہیں کرسکتا اور یہ مسلمانوں کے لئے حرام قرار دیا گیا ہے۔''

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا:

''تین قسم کے لوگ جنت میں نہیں جائیں گے۔ اپنے والدین کا نافرمان، بے غیرت شخص اور عورتوں سے مشابہت کرنے والا۔'' ①

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تین قسم کے لوگ ہیں جن پر اللہ نے جنت حرام قرار دے دی ہے۔ عادی شراب نوش، اپنے والدین کا نافرمان اور وہ بے غیرت شخص جو اپنی اہلیہ میں بدکاری پر خوش ہو۔'' ②

یعنی وہ اہلیہ کے متعلق بدکاری کو پسند کرتا ہو۔ نعوذ باللہ من ذلک

مصنف ؒ نے فرمایا: جس شخص کو اپنی اہلیہ کے متعلق فاحشہ ہونے کا یقین ہو لیکن وہ اس سے محبت ہونے یا اس کے ذمہ اس عورت کا قرض ہو جسے وہ ادا نہیں کرسکتا یا حق مہر بہت زیادہ ہو یا اس کے چھوٹے بچے ہونے کی وجہ سے، غفلت برتتا ہو۔ تو وہ عورت قاضی کی طرف رجوع کرے گی اور ان (بچوں) کے حقوق کا مطالبہ کرے گی پس یہ ان میں سے نہیں جس سے اعراض کیا جائے۔ اور جس شخص میں غیرت نہ ہو اس میں کوئی خیر و بھلائی نہیں۔ پس ہم اللہ تعالیٰ سے ہر قسم کی آزمائش و مصیبت سے عافیت طلب کرتے ہیں۔

---

① نسائی (۵/۸۰۔۸۱) احمد (۲/۱۳۴) ② نسائی

نصیحت:

فنا ہونے والی شہوات میں مشغول شخص! تو آنے والی موت کے بارے میں کب تیاری کرے گا، تو گزرے ہوئے قافلوں سے ملنے کی کب تک کوشش نہیں کرے گا۔ کیا تم طمع رکھتے ہو جبکہ تم سادات کے ملنے میں غالیچوں کے رہن (گروی) ہو؟ افسوس ہے، افسوس ہے، افسوس ہے! اسے اپنے زعم میں لذتوں کی امید رکھنے والے، لذتوں کو توڑنے والی (موت) کے دھاوا بولنے سے ڈر، اس کی چالوں اور تدبیروں سے بچ وہ سانسوں اور لمحوں میں پوشیدہ ہے۔“

تمضى حلاوة و بعدها   تبقى عليك مرارة التبعات
يا حسرة العاصين يوم معادهم   لو أنهم سبقوا إلى الجنات
لو لم يكن إلا الحياء من الذى   ستر العيوب لأكثروا الحسرات

”جو تم نے چھپایا وہ حلاوت چلی گئی، اس کے بعد اس کے اثرات کی کڑواہٹ تیرے ہاں باقی رہ گئی۔“

”ہائے گناہ گاروں کی حسرت، ان کے وعدہ کے دن (قیامت) کاش کہ انہوں نے جنتوں کی طرف پیش قدمی کی ہو۔“

”اگر صرف اس ذات سے، جو عیوب کو چھپاتی ہے، حیا ہوتی تو وہ زیادہ حسرتیں کرتے۔“

اے وہ شخص جس کا نامہ اعمال گناہوں سے بھرا ہوا ہے اور گناہوں کی کثرت کی وجہ سے اس کی (نیکیوں والی) ترازو ہلکی ہوگئی ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس کی امیدوں کا پلڑا ابھر گیا ہے، کیا تم نے تنہائیوں کے دولہوں کو نہیں دیکھا کہ وہ لحدوں کی طرف تیار کر دیئے گئے ہیں۔ کیا تم نے آسودہ حال لوگوں کے بدنوں کو نہیں دیکھا کہ انہیں کفن میں ڈال کر لپیٹ دیا گیا ہے۔ کیا تم نے رحموں میں جسموں کے تیار ہونے کا معاینہ کیا ہے، اے اونگھنے والے! اپنے نفس کو چھڑانے کے لئے تم کب بیدار ہو گے۔

تم اپنے علاوہ کسی اور کے مکان و حویلی (کے کھنڈر بننے) سے کب نصیحت حاصل کرو گے؟

کہاں ہیں شہنشاہ، بہادر اور شاہسوار، سمندروں، خشکیوں اور فضاؤں پر گرفت رکھنے والے

کہاں ہیں؟ چہروں پر تیوریاں چڑھانے والے متکبر کہاں ہیں؟ کشادہ محلوں کے عادی کہاں ہیں؟ جنہیں قبروں کی تنگی میں محبوس کر دیا گیا ہے۔ اپنے لباس کو دراز کر کے اترا کر چلنے والے کہاں ہیں' اپنی مٹی (قبر) میں کپڑوں سے عریاں ہیں۔ اپنی امید اور اپنے اہل سے غافل اور اپنی موت سے غافل کہاں ہیں' موت کی ہتھیلی نے اچانک اسے آ دبوچا۔ اموال جمع کرنے والا کہاں ہے' جس کی حفاظت کی جا رہی تھی وہ سلب کر لیا گیا اور حفاظت کرنے والے پہرے دار کو ہلاک کر دیا گیا! جس شخص نے دنیا کے مکر و چال کو جان لیا' اس پر حق ہے کہ وہ اسے چھوڑ دے جو لا علمی کا شکار ہے اسے چاہیے کہ وہ اسے جھڑک دے۔ جو اس کے انتقال کی حقیقت کو سمجھتا ہو وہ اس سے نصیحت حاصل کرے۔ جسے نعمتیں میسر ہوں وہ شکر کرے جسے دار السلام (جنت) کی طرف بلایا جائے وہ خواہشات کے سمندر کو عبور کرے تاکہ وہاں پہنچ سکے۔

۳۵۔ حلالہ کرنے والا اور جس کے لئے حلالہ کیا جائے:

ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلالہ کیا جائے پر لعنت فرمائی ہے۔ ①

امام ترمذیؒ نے فرمایا: اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ عمر بن خطاب' عثمان بن عفان' عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم اور تابعین میں سے فقہاء کا یہی موقف و مذہب ہے۔ ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ سے حلالہ کرنے والے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''نہیں' نکاح رغبت سے ہوتا ہے' مکر و فریب کا نکاح نہیں ہوتا اور اللہ عزوجل کی کتاب سے استہزاء نہیں حتیٰ کہ وہ (نکاح کرنے والا) جماع کی لذت سے لطف اندوز ہو۔''

عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں مستعار بکرے مینڈھے کے متعلق نہ بتاؤں؟'' صحابہ نے عرض کیا' کیوں نہیں اللہ کے رسول! ضرور بتائیں

---

① انسائی (٦/١٤٩) ترمذی (١١٢٠)

آپ نے فرمایا:

''وہ حلالہ کرنے والا ہے' اللہ نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلالہ کیا جائے' پر لعنت فرمائی ہے۔''

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا: تم اس عورت کے بارے میں کیا کہتے ہو' جس سے میں نے شادی کی ہے تاکہ میں اس کو اس کے خاوند کے لئے حلال کروں' اس نے مجھے حکم دیا نہ وہ یہ جانتا ہے۔ تو ابن عمرؓ نے اسے فرمایا: نہیں' نکاح رغبت سے ہوتا ہے۔ اگر تجھے پسند ہے تو اسے رکھ لو اور اگر ناپسند ہے تو اسے چھوڑ دو' ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں اسے زنا شمار کرتے تھے۔

جہاں تک صحابہ اور تابعین کے آثار کا تعلق ہے تو اثرم اور ابن منذر نے عمر بن خطابؓ سے روایت کیا ہے' انہوں نے فرمایا: ''حلالہ کرنے والا اور جس کے لئے حلالہ کیا جائے اگر میرے پاس لائے گئے تو میں انہیں رجم کروں گا۔''

عمر بن خطابؓ سے عورت کو اپنے خاوند کے لئے (نکاح ثانی کے لئے) حلالہ کرانے کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: ''یہ زنا ہے۔''

عبداللہ بن شریک عامری بیان کرتے ہیں' میں نے ابن عمرؓ سے سنا' ان سے ایک آدمی کے متعلق پوچھا گیا جس نے اپنے چچا کی بیٹی کو طلاق دے دی تھی' پھر وہ نادم ہوا اور اس میں رغبت ظاہر کی' کسی آدمی نے ارادہ کیا کہ وہ اس سے نکاح کرے تاکہ اس کا اس (پہلے خاوند) کے لئے حلالہ کرے' ابن عمرؓ نے فرمایا:

وہ دونوں زانی ہیں' خواہ وہ بیس سال بھی دونوں اکٹھے رہیں۔ جب یہ معلوم ہو جائے کہ وہ تو اس کا حلالہ کرنا چاہتا تھا۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ان سے سوال کیا تو اس نے کہا: میرے چچا کے بیٹے نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں۔ پھر وہ نادم ہوا۔ تو انہوں نے فرمایا: تیرے چچا کے بیٹے نے اپنے رب کی نافرمانی کی' تو اس نے اسے ندامت کا شکار کر دیا' اس نے شیطان کی اطاعت کی' اس کے لئے کوئی حل نہیں اس نے کہا:

آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو اس کا حلالہ کرتا ہے؟ انہوں نے فرمایا:

جو شخص اللہ سے دھوکہ کرتا ہے تو وہ اسے دھوکے کا شکار کر دیتا ہے۔

ابراہیم نخعی نے فرمایا: جب تینوں میں سے کسی ایک، پہلا خاوند، یا دوسرا خاوند یا عورت، کی حلالہ کرنے کی نیت ہو تو دوسرے کا نکاح باطل ہو گا اور وہ پہلے کے لئے بھی حلال نہیں ہو گی۔

حسن بصری نے فرمایا: جب تینوں میں سے کسی ایک نے حلالے کا ارادہ کیا تو اس نے برا کیا۔

امام التابعین سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے ایک آدمی کے متعلق، جس نے ایک عورت سے شادی کی تا کہ وہ اس کے پہلے خاوند کے لئے حلالہ کرے، فرمایا: حلال نہیں۔

مالک بن انس، لیث بن سعد، سفیان ثوری اور امام احمد رحمہم اللہ بھی اسی موقف کے حامل ہیں۔

اسماعیل بن سعید بیان کرتے ہیں، میں نے امام احمدؒ سے اس آدمی کے متعلق پوچھا، جو عورت سے شادی کرتا ہے اور اس کے دل میں ہے کہ وہ اس کے پہلے خاوند کے لئے اس کا حلالہ کرے گا لیکن عورت کو اس بارے میں پتہ نہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: وہ حلالہ کرنے والا ہے، جب وہ اس طرح حلالہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو وہ ملعون ہے۔ امام شافعیؒ کا مذہب یہ ہے کہ جب عقد نکاح میں حلالے کی شرط ہو تو یہ عقد نکاح باطل ہو گا کیونکہ اس نے ایسی شرط کے ساتھ عقد کیا ہے جس نے اس کی غایت کو منقطع کر دیا ہے اور یہ نکاح متعہ کی طرح ہے اور اگر عقد سے پہلے شرط پائی جائے تو زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ یہ صحیح ہے اور اگر اس نے اسی طرح عقد کیا، اس نے عقد میں کوئی شرط قائم کی نہ اس سے پہلے تو پھر عقد فاسد نہیں ہو گا اور اگر اس نے اس پر اس عورت سے نکاح کیا کہ جب اس کا حلالہ ہو جائے گا تو وہ اسے طلاق دے دے گا، تو اس میں دو قول ہیں اور ان میں سے صحیح قول یہ ہے کہ وہ نکاح باطل ہے اور باطل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس نے ایسی شرط قائم کی ہے جو کہ دوام نکاح کی صحت میں مانع ہے اور اس میں وقت کا تعین ہے جو کہ نکاح کی صحت کے لئے درست نہیں۔ یہی موقف زیادہ صحیح ہے۔

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اس نے فاسد شرط قائم کی ہے جیسا کہ اگر وہ کسی عورت سے اس شرط پر شادی کرے کہ وہ اس پر دوسری عورت سے شادی نہیں کرے گا اور نہ اس کے ساتھ سفر

کرے گا۔ واللہ اعلم

ہم اللہ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے پسندیدہ امور کی ہمیں توفیق دے اور اپنی معصیت سے ہمیں بچائے۔ کیونکہ وہ سخی داتا فیاض بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

نصیحت:

اللہ بھلا کرے ان لوگوں کا جنہوں نے دنیا کو اس کے ترک کرنے سے پہلے ترک کر دیا' انہوں نے اس کے دشوار اندھیروں سے اپنے دلوں کو تیزی کے ساتھ۔ انہوں نے سلامتی کے ایام پائے اور غنیمت حاصل کی انہوں نے اپنے مولا کے کلام سے لذت حاصل کی' اس کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا اور وہ بچ گئے انہوں نے اس کے انعامات کو شکر کے ساتھ وصول کیا اور انہیں قبضہ میں لے لیا۔ انہوں نے اس کی اطاعت میں نیند کی لذتوں کو چھوڑا اور تمام مخلوق کو چھوڑ کر اس کی طرف بھاگے۔ انہوں نے اس کی اطاعت کو علم و دانش سے اختیار کیا' انہوں نے رضا مندی کا اظہار کیا اور جو کچھ بیتا اس پر کوئی اعتراض نہ کیا' انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ دیا' پس کتنی ہی اچھی بیع ہے اور کتنی ہی اچھی خرید ہے۔ انہوں نے اپنا سب کچھ حتیٰ کہ روح بھی اس کے حوالے کر دی۔ انہوں نے اس کی خدمت کی اور سینہ اس کی خدمت کے لئے مشروع ہے (یعنی شرح صدر کے ساتھ خدمت کی) انہوں نے دروازے پر دستک دی اور وہ دروازہ تو مفتوح ہے۔ وہ مسلسل روتے رہے اور پلکیں آنسوؤں سے زخم خوردہ ہیں' انہوں نے سحری کے وقت قیام کیا' اس شخص جیسا قیام جو روتا اور نوحہ کرتا ہے۔

انہوں نے اون کے ٹکڑوں پر صبر کیا اور بالوں کے بنے ہوئے ٹاٹ پہنے' انہوں نے اپنی جانوں کو اس وقت راضی و مطمئن رکھا جب قابل مذمت لوگوں کی مدح وسرائی کی گئی آپ ان کو ان کی نشانیوں سے پہچان لیں گے ان پر صدق کے آثار چمکتے ہیں' انہوں نے اس کی انس کو عام کرنے کے لئے قیام کیا' ان کی مسرتوں کی مہک مہکتی ہے۔ ثنا کی خوشبو سے ان کی خوشبوئیں ہر جگہ سے سونگھی جاتی ہیں' خوشبوؤں کو روکنے والی قوتیں سن لیں کہ وہ اجنبی ہیں' وہ ان کے سوا کسی کے ہاں قیام نہیں کرتیں۔

(۳۶) پیشاب سے احتیاط نہ کرنا

جبکہ وہ عیسائیوں کا شعار ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ﴾ (المدثر: ٤)

”اور اپنے کپڑوں کو صاف رکھیں۔“

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ”ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے، اور انہیں کسی بڑے گناہ کی پاداش میں عذاب نہیں دیا جا رہا، ان میں سے ایک تو چغل خور تھا، جبکہ دوسرا پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا۔“① یعنی اس سے بچتا نہیں تھا۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”پیشاب سے بچا کرو کیونکہ قبر کا عمومی عذاب اسی سے ہوتا ہے۔“②

پھر اس کے علاوہ یہ بھی ہے کہ جو شخص اپنے بدن اور اپنے کپڑوں کے بارے میں پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

حافظ ابونعیم نے ”الحلیة“ میں شفی بن ماتع اصحی کی سند سے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے، آپ نے فرمایا:

”چار قسم کے لوگ ہیں، وہ جس اذیت میں مبتلا ہوں گے، وہ اس سے جہنمیوں کو بھی اذیت پہنچائیں گے۔ وہ کھولتے پانی اور جہنم میں دوڑ رہے ہوں گے وہ تباہی و بربادی کی آواز لگا رہے ہوں گے، جہنمی ایک دوسرے سے کہیں گے: ان لوگوں کا کیا حال ہے کہ انہوں نے تو ہماری موجودہ تکلیف میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔ فرمایا: ایک آدمی اس پر انگاروں کا تابوت بند ہوگا، ایک آدمی اپنی انتڑیاں گھسیٹ رہا ہوگا اور ایک

---

① بخاری (۲۱۶)، مسلم (۲۹۲)؛ ② دارقطنی (۱/ ۱۲۷)

آدمی کے منہ سے پیپ اور خون بہہ رہا ہوگا اور ایک آدمی اپنا گوشت کھا رہا ہوگا' فرمایا صندوق والے سے کہا جائے گا: کیا حال ہے' ہلاک ہو جا' تم نے تو ہماری اذیت میں مزید اضافہ کر دیا ہے؟ وہ کہے گا: ہلاکت تو ہو چکی اور اس کی گردن میں لوگوں کے اموال ہیں' پھر اس شخص سے کہا جائے گا جو اپنی انتڑیاں گھسیٹ رہا ہوگا' کیا حال ہے' ہلاک ہو جا' تو نے تو ہماری اذیت میں مزید اضافہ کر دیا تو وہ کہے گا' ہلاک ہوا' وہ پیشاب کرتے وقت پروا نہیں کرتا تھا کہ وہ کہاں لگ رہا ہے (وہ اسے دھوتا نہیں تھا) پھر اس شخص سے کہا جائے گا جس کے منہ سے پیپ اور خون بہتا ہوگا کیا ہوا' ہلاک ہو جا' تو نے تو ہماری اذیت میں مزید اضافہ کر دیا ہے؟ وہ کہے گا' ہلاک ہوا' ہر بری بات دیکھتا اور اس سے لذت حاصل کرتا تھا۔" اور ایک روایت میں ہے۔ "وہ لوگوں کے گوشت کھاتا تھا اور چغل خوری کرتا تھا" پھر اس شخص سے کہا جائے گا جو اپنا گوشت کھاتا تھا' ہلاک ہوا' کیا ہوا' تم نے تو ہماری اذیت میں اضافہ کر دیا ہے؟ تو وہ کہے گا' ہلاک ہوا لوگوں کے گوشت کھاتا تھا' یعنی غیبت کرتا تھا۔"

ہم اللہ سے اس کے فضل و کرم سے عفو و عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

نصیحت:

اے بندو! ان لوگوں کے کارنامے کو یاد کرو جو گزر گئے' ان کے انجام پر تدبر کرو' وہ کہاں چلے گئے؟ جان لو کہ وہ گروہوں میں تقسیم ہو گئے' جو اہل خیر تھے وہ تو سعادت مند بن گئے اور جو اہل شر تھے وہ بدنصیب ٹھہرے' پس اپنی جان کا خیال کرو' اس سے پہلے کہ تم اس انجام سے ملاقات کرو جس سے وہ جا ملے ہیں۔

و المرء مثل هلال عند مطلعه　　يدو ضنيلاً لطيفًا ثم يتسق
يزداد حتى إذا ما تم أعقبه　　كر الجديد نقصًا لم يمتحق
كان الشباب رداء قد بهجت به　　فقد تطاير منه للبلاء خرق
و مات مبتسم جد المشيب به　　كالليل ينهض فى أعجازه الأفق

عجبت و الدهر لاتفنى عجائبه　　من راكنين إلى الدنيا وقد صدقوا
و طالما نغصت بالفجع صاحبها　　بطارق الفجع و التنغيص قد طرقوا
دار لعهد بها الآجال مهلكة　　و ذو التجارب فيها خائف فرق
يا للرجال لمخدوع بباطلها　　بعد البيان و مغرور بها يثق
أقول و النفس تدعوني لزخرفها　　أين الملوك‘ ملوك الناس و السوق
أين الذين إلى الذاتها جنحوا　　قد كان قبلهم عيش و مرتفق
أمست مساكنهم قفراً معطلة　　كأنهم لم يكونوا قبلها خلقوا
يا أهل لذة دار لا بقاء لها　　أن اغتراراً بظل زائل حمق

”آدمی ہلال کی مثل ہے‘ طلوع ہونے کے وقت وہ پتلا باریک ظاہر ہوتا ہے پھر مضبوط ہوتا ہے۔“

”وہ بڑھتا جاتا ہے حتیٰ کہ جب مکمل ہو جاتا ہے تو رات اور دن اسے کم کرتے کرتے اس کی پہلی حالت کی طرف لوٹا دیتے ہیں‘ حتیٰ کہ وہ روپوش ہو جاتا ہے۔“

”گویا کہ جوانی‘ چادر ہے جس کے ذریعے سے آراستہ ہوتا ہے۔ پھر بوسیدہ ہو کر اس کے ٹکڑے اڑنے لگتے ہیں۔“

”وہ مسکراتا ہوا فوت ہوا‘ بڑھاپے نے اسے کاٹ ڈالا۔ رات کی طرح اس کے آخری حصے میں افق انگڑائی لیتا ہے۔“

”میں نے تعجب کیا جبکہ زمانہ ہے کہ اس کے عجائبات ختم نہیں ہوتے۔ ان سے جو دنیا کی طرف مائل ہیں اور انہوں نے سچ کہا۔“

”بہت دیر سے اس نے اپنے ساتھی کی زندگی کو اجیرن کر دیا۔ رات کو آنے والی مصیبت اور غیض وغضب کے ساتھ وہ مارے گئے۔“

”موت کا جو اس کے ساتھ عہد ہے وہ مہلک ہے۔ تجربہ کار اس میں خوف اور گھبراہٹ کا شکار ہیں۔“

”اے افسوس ان آدمیوں کے لئے جو اس کے باطل سے دھوکے کا شکار ہیں۔ بیان

کے بعد اس کے دھوکہ پر اعتماد کیے ہوئے ہیں۔"

"میں کہتا ہوں، نفس اپنی چمک کی طرف مجھے بلاتا ہے۔ بادشاہ کہاں ہیں، لوگوں اور مارکیٹوں کے مالک و بادشاہ۔"

"وہ لوگ کہاں ہیں جو اس کی لذتوں کی طرف مائل ہو گئے۔ ان سے پہلے بھی زندگی اور عیش و عشرت تھی۔"

ان کے مساکن ویران بے آباد ہو گئے۔ گویا کہ وہ اس سے پہلے پیدا ہی نہیں ہوئے۔"

"اے گھر کی لذت والو! اس کو بقا حاصل نہیں کیونکہ زائل ہونے والے سائے سے دھوکہ کھانا حماقت ہے۔"

☆☆☆

(۳۷) ریا

اللہ تعالیٰ نے منافقوں کے بارے میں بتاتے ہوئے فرمایا:

﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَی الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰی یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِیْلًا٥﴾ (النساء: ١٤٢)

''لوگوں کو دکھلاتے ہیں اور اللہ کا ذکر برائے نام ہی کرتے ہیں۔''

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ٥ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ٥ الَّذِیْنَ هُمْ یُرَآءُوْنَ٥ وَیَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ٥﴾ (الماعون: ٤ - ٧)

''پس ان نمازیوں کے لئے ہلاکت ہے، جو اپنی نمازوں سے بے خبر ہیں۔ وہ لوگ جو ریاکاری کرتے ہیں اور برتنے کی چیزیں بھی مانگے نہیں دیتے۔''

اور فرمایا:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی كَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَیْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا لَا یَقْدِرُوْنَ عَلٰی شَیْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ٥﴾ (البقرة: ٢٦٤)

''اے ایمان والو! اپنے صدقات کہ اس شخص کی طرح احسان جتلانے اور تکلیف پہنچانے سے ضائع نہ کرو، جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لئے خرچ کرتا ہے۔''

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا٥﴾ (الکہف: ١١٠)

> ''پس جو شخص اپنے رب کی ملاقات چاہے' اسے چاہیے کہ وہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔''

یعنی اپنے عمل کے ذریعے ریا نہ کرے۔ ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> ''روز قیامت لوگوں میں سے سب سے پہلے جس شخص کا حساب ہوگا وہ اللہ کی راہ میں شہید ہونے والا ہوگا۔ جب وہ ان کا اعتراف کر لے گا' تو اللہ فرمائے گا: تم نے ان کے بدلے میں کیا عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا۔ میں نے تیری خاطر قتال کیا حتیٰ کہ میں شہید کر دیا گیا۔ اللہ فرمائے گا: تم نے جھوٹ بولا۔ بلکہ تم نے تو اس لئے کیا تا کہ کہا جائے وہ جری شخص ہے۔ وہ تو کہہ دیا گیا۔ پھر اس کے متعلق حکم دیا جائے گا تو اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور ایک وہ آدمی جسے اللہ نے کشائش عطا کی ہوگی اور مال کی تمام اصناف اسے عطا کی ہوں گی۔ پھر اسے پیش کیا جائے گا تو اللہ اسے اپنی نعمتیں یاد کرائے گا' وہ ان کا اعتراف کر لے گا تو اللہ پوچھے گا: تم نے ان کے بدلے میں کیا عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا: میں نے ہر اس جگہ تیری خاطر خرچ کیا' جہاں خرچ کرنا تجھے پسند تھا۔ اللہ فرمائے گا: تم نے جھوٹ بولا۔ تم نے تو اس لئے کیا تھا تا کہ کہا جائے کہ وہ بڑا سخی ہے۔ وہ تو کہہ دیا گیا۔ پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا تو اسے اس کے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اور ایک وہ آدمی جس نے علم سیکھا اور اسے سکھایا اور قرآن پڑھا۔ اسے بھی پیش کیا جائے گا۔ پس اللہ اسے اپنی نعمتیں یاد کرائے گا۔ وہ ان کا اعتراف کر لے گا' تو اللہ پوچھے گا' تم نے ان کے بدلے میں کیا کیا؟ وہ عرض کرے گا: میں نے علم سیکھا اور اسے سکھایا اور میں نے تیری خاطر قرآن پڑھا۔ اللہ فرمائے گا تم نے جھوٹ بولا۔ بلکہ تم نے تو اس لئے علم حاصل کیا تھا تا کہ کہا جائے کہ وہ عالم ہے اور تم نے اس لئے پڑھا تا کہ کہا جائے کہ وہ قاری ہے پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا اور اسے اس کے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔'' ①

---

① مسلم (١٩٠٥)' بخاری (٦٤٩٩)' مسلم (٢٩٨٧)

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

’’جس شخص نے لوگوں کے عیب دوسروں کو سنائے تو اللہ اس کے عیب دوسروں کو سنائے گا اور جس شخص نے لوگوں کے عیب دوسروں کو دکھائے تو اللہ اس کے عیب دوسروں کو دکھا دے گا۔‘‘ ①

خطابیؒ نے فرمایا: اس کا معنی یہ ہے کہ جس شخص نے اخلاص کے بغیر کوئی عمل کیا‘ اس کا محض یہ ارادہ تھا کہ لوگ اسے دیکھیں اور اسے سنیں‘ تو اس کو اس پر یہ جزا دی جائے گی کہ وہ اسے مشہور کر دے گا اور اسے رسوا کرے گا؟ پس وہ اس پر اس کے وہ اعمال ظاہر کر دے گا جن کو وہ چھپایا کرتا تھا۔ واللہ اعلم

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

’’معمولی سی ریا بھی شرک ہے۔‘‘ ②

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

’’مجھے تمہارے بارے میں شرک اصغر کا بہت اندیشہ ہے؟‘‘

تو عرض کیا گیا‘ اللہ کے رسول! وہ کیا ہے؟ فرمایا: ’’ریا‘ اللہ تعالیٰ جس روز بندوں کو ان کے اعمال کی جزا دے گا‘ فرمائے گا: ’’انہی لوگوں کے پاس چلے جاؤ جن کو تم اپنے اعمال دکھایا کرتے تھے‘ کیا تم ان کے ہاں جزا پاتے ہو۔‘‘

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں کہا گیا ہے۔

﴿وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ﴾ (الزمر/ ٣٩: ٤٧)

’’اور اللہ کی طرف سے ان کے سامنے وہ چیز رونما ہو جائے گی‘ جس کا ان کو وہم و گمان تک نہ تھا۔‘‘

کہا گیا ہے: انہوں نے اعمال کیے جنہیں وہ دنیا میں نیکیاں خیال کیا کرتے تھے‘ جبکہ روز قیامت وہ ان کے لیے برائیوں کی صورت میں ظاہر ہوں گے۔ اور بعض سلف جب یہ آیت تلاوت کرتے تو وہ کہا کرتے تھے‘ اہل ریا کے لیے ہلاکت ہو۔

---

① مستدرک حاکم ② مسند احمد

یہ بھی کہا گیا ہے: ریا کار کو روز قیامت چار ناموں سے پکارا جائے گا۔ ریا کار' دھوکے باز' فاجر' ناکام و نامراد۔ جا اور جن کے لئے تو نے عمل کیا تھا' ان سے اپنا اجر وصول کر' تیرے لئے ہمارے پاس کوئی اجر نہیں۔ ①

حسن بصریؒ نے فرمایا: ریا کار چاہتا ہے کہ وہ اپنے بارے میں اللہ کی قدر پر غالب آ جائے۔ وہ برا آدمی ہے۔ وہ لوگوں کو بتانا چاہتا ہے کہ وہ نیک آدمی ہے۔ وہ کیسے کہہ سکتے ہیں جبکہ وہ اپنے رب کی طرف سے نکمے لوگوں کے مقام کا مستحق قرار پا چکا ہے؟ پس مومنوں کے دلوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اسے پہچانیں۔

قتادہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں۔ جب بندہ ریا کاری کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے اس بندے کی طرف دیکھو' میرے ساتھ کیسے استہزا کرتا ہے؟

روایت کیا جاتا ہے کہ عمر بن خطابؓ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اپنی گردن جھکا رہا ہے۔ انہوں نے فرمایا: گردن والے! اپنی گردن اٹھاؤ' خشوع گردنوں میں نہیں' خشوع تو دلوں میں ہے۔''

بیان کیا گیا ہے کہ ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ ایک آدمی کے پاس مسجد میں آئے جبکہ وہ اپنے سجدوں میں رو رو کر دعا کر رہا تھا۔ ابو امامہؓ نے اسے کہا: تم ہو' اگر یہ (عمل) تمہارے گھر میں ہوتا (تو بہتر ہوتا)۔

محمد بن مبارک الصوری نے فرمایا: رات کے وقت ہیئت وصورت ظاہر کیا کرو کیونکہ وہ دن کے وقت ظاہر کرنے سے بہتر ہے۔ اس لئے کہ دن کے وقت ہیئت وصورت کا اظہار مخلوق کے لئے ہے اور رات کے وقت کی ہیئت وصورت رب العالمین کے لئے ہے۔

علی بن ابی طالبؓ نے فرمایا: ریا کار کی تین علامتیں ہیں:

جب اکیلا ہوتا ہے تو سستی کرتا ہے' اور جب لوگوں میں ہوتا ہے تو چست ہوتا ہے۔ جب اس کی تعریف کی جاتی ہے تو عمل زیادہ کرتا ہے اور جب اس کی مذمت بیان کی جاتی ہے تو پھر کام

---

① ابن ابی دنیا نے' جبلہ یحصبی سے روایت کیا ہے' انہوں نے صحابی سے روایت کیا ہے لیکن اس کا نام نہیں لیا۔ اس کی اسناد ضعیف ہیں۔ (عراقی)

کم کرتا ہے۔

فضیل بن عیاضؒ نے فرمایا: لوگوں کی خاطر ترک عمل ریا ہے' لوگوں کی خاطر عمل کرنا شرک ہے' اور اخلاص یہ ہے کہ اللہ تمہیں ان دونوں سے عافیت بخشے۔

پس ہم اللہ سے اعمال و اقوال اور حرکات و سکنات میں معونت و اخلاص کا سوال کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ سخی داتا فیاض ہے۔

نصیحت:

اللہ کے بندو! تمہارے ایام بہت کم ہیں' تمہارے مواعظ مہلک ہیں' پس چاہیے کہ بعد والے پہلوں کی خبر دیں۔ غافل کو چاہیے کہ قافلوں کے کوچ کرنے سے پہلے بیدار ہو جائے' اے وہ شخص! جس کو یقین ہے کہ کوچ کرنے میں کوئی شک نہیں لیکن اس کے پاس زاد راہ ہے نہ سواری۔

خواہشات کے بھنور میں پھنسے ہوئے شخص تو ساحل کی طرف کب چڑھے گا؟ کیا تو خواب خرگوش سے بیدار ہوا' اور حاضر دماغ کے ساتھ مواعظ میں حاضر ہوا' عقل مند کے قیام کی طرح رات کو قیام کیا' تو نے آنسوؤں (کی روشنائی) سے رسائل کی سطور لکھیں۔

تو اس کے ساتھ ندم و وسائل کی لمبی لمبی سانسیں چھپاتا ہے' تو نے اسے بہتے آنسوؤں کے سفینے میں بھیجا۔ شاید کہ وہ ساحل پر لنگر انداز ہو جاتے' ہائے افسوس مغرور جاہل غافل پر' وہ تو ادھیڑ عمری کے بعد کاہل کے گناہ کے ساتھ بوجھل ہو گیا ہے۔ اس نے جواں مردی و بہادری ضائع کر دی اور اسے نادانی میں ضائع کر دیا۔ وہ خواہشات کی سواری کی طرف راغب سواری کی طرح مائل ہوا وہ عمارتیں بناتا اور قلعے مضبوط کرتا ہے جبکہ وہ اپنی قبر کی یاد سے غافل ہے۔ اس کے بعد بھی وہ عقل مند ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اللہ کی قسم! مجاہد اعلیٰ منازل کی طرف اس پر سبقت لے گئے۔ جبکہ وہ اپنی بے کاری میں عامل کی سی کامیابی کی امید کرتا ہے۔ ہائے افسوس! ہائے افسوس بے بنیاد شخص محض لمبی امیدوں سے کامیاب نہیں ہوتا۔

أيها المعجب فخرًا بمقاصير البيوت
إنما الدنيا محل لقيام و قنوت

فغدًا تنزل بيتًا   ضيقًا بعد النحوت
بين أقوام سكوت   ناطقات فى الصموت
فارض في الدنيا بثو   ب ومن العيش بقوت
واتخذ بيتًا ضعيفًا   مثل بيت العنكبوت
ثم قل: يا نفس هذا   بيت مثواك فموتى

’’اے محل نما گھروں پر فخر وغرور کرنے والے۔‘‘
’’دنیا تو محض قیام وقنوت (اطاعت) کی جگہ ہے۔‘‘
’’کل تو مت کے بعد ایک تنگ گھر میں پڑاؤ ڈالے گا۔‘‘
’’اقوام خاموشاں کے درمیان۔ جو بولتی بولتی خاموش ہوگئیں۔‘‘
’’پس دنیا میں ایک کپڑے اور گزارہ لائق خوراک پر راضی ہو جا۔‘‘
’’مکڑی کے گھر کی طرح کمزور سا گھر بنا۔ پھر کہ اے نفس! یہ تیرا ٹھکانہ ہے، پھر مرنا ہے۔‘‘

☆☆☆

(۳۸) دنیا کے لئے علم حاصل کرنا اور علم چھپانا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾ (الفاطر/ ۳۵: ۲۸)

''بات صرف یہ ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے علما ہی اس سے ڈرتے ہیں۔''

یعنی اللہ عزوجل کا علم اور معرفت رکھنے والے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا: مراد یہ ہے کہ میری مخلوق میں سے مجھ سے وہ ڈرتا ہے جو میرے جبروت (قدرت' طاقت) غلبے اور میری حکمرانی کو جانتا ہے۔

مجاہد اور شعبی رحمہما اللہ نے فرمایا: عالم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔

ربیع بن انس نے فرمایا: جو شخص اللہ سے نہیں ڈرتا وہ عالم نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْھُدٰی مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰہُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُھُمُ اللّٰہُ وَیَلْعَنُھُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۝﴾ (البقرۃ/۲: ۱۵۹)

''بے شک وہ لوگ جو اللہ کے کھلے احکام اور اس کی ہدایت کو اس کے بعد بھی چھپا رہے ہیں' جبکہ ہم نے لوگوں کے لئے کتاب میں ہر حکم وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے' ان پر اللہ اور تمام لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔''

یہ آیت علماء یہود کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور ((البنیات)) سے رجم' حدود اور احکام مراد ہیں اور ((الھدی)) سے محمد ﷺ کا امر اور آپ کی صفت مراد ہے ﴿مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰہُ لِلنَّاسِ﴾ یعنی وہ لوگ جو چھپاتے ہیں۔

﴿یَلْعَنُھُمُ اللّٰہُ وَیَلْعَنُھُمُ اللّٰعِنُوْنَ﴾ ابن عباسؓ نے فرمایا: ہر چیز نہ صرف جن اور انسان۔ ابن مسعودؓ نے فرمایا: دو مسلمان آپس میں لعنت کرتے ہیں تو وہ لعنت ان یہود و نصاریٰ پر لوٹتی ہے جو محمد ﷺ کے امر اور ان کی صفت کو چھپاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّہٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَکْتُمُوْنَہٗ

فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ط فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ۝﴾

(العمران: ١٨٧)

"اور (یاد کرو) جب اللہ نے ان لوگوں سے جو اہل کتاب ہیں یہ عہد لیا تھا کہ تم (اس کتاب کی تعلیمات) کو لوگوں پر واضح کرنا اور چھپانا نہیں' تو انہوں نے اس عہد کو پس پشت ڈال دیا اور اللہ کی کتاب کو تھوڑی سی قیمت پر بیچ ڈالا' سو انہوں نے برا سودا کیا۔"

واحدی نے بیان کیا: یہ آیت یہود مدینہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ اللہ نے ان سے تورات میں عہد لیا کہ وہ محمد ﷺ کی حیثیت' آپ کی صفت اور آپ کی بعثت کے متعلق بیان کریں اور اسے چھپائیں نہیں۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ﴾ حسن بصریؒ نے فرمایا: یہ اللہ نے علماء یہود سے عہد لیا تھا کہ ان کی کتاب میں جو کچھ ہے وہ اسے واضح کریں اور اس میں رسول اللہ ﷺ کا ذکر ہے۔ اور آپ کے فرمان: ﴿فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ﴾ ابن عباسؓ نے فرمایا: یعنی انہوں نے اس میثاق کو اپنی پشت پیچھے پھینک دیا۔ ﴿وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾ یعنی وہ اپنے علمی تسلط کی وجہ سے اپنے کم تر لوگوں سے جو حاصل کرتے تھے ﴿فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ علیہم﴾ ابن عباسؓ نے فرمایا: برا ہے ان کا بیچنا اور انہوں نے نقصان اٹھایا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس شخص نے وہ علم' جس سے اللہ کی رضا حاصل کی جاتی ہے' دنیا کے مال و متاع کے حصول کی خاطر حاصل کیا تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔" ①

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جس میں ان تین لوگوں کا ذکر ہے جن کو گھسیٹ کر جہنم میں دھکیل دیا جائے گا' گزری ہے۔ ان میں سے ایک وہ ہے جسے کہا جائے گا تم نے تو اس لئے علم حاصل کیا تھا تا کہ تمہیں عالم کہا جائے' اور وہ کہہ دیا گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا:

"جس شخص نے علم حاصل کیا تا کہ اس کے ذریعے علماء پر فخر کرے یا اس کے ذریعے سے نادانوں سے بحث و مباحثہ کرے یا لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف متوجہ کرے تو

---

① ابو داؤد (٣٦٦٤)

(اس کی یہ کوشش) جہنم کی طرف ہے۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ”اللہ اسے جہنم میں داخل کرے گا۔“ ①

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

”جس شخص سے علم کے متعلق پوچھا گیا اور اس نے اسے چھپایا تو اسے روز قیامت آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔“ ②

اور رسول اللہ ﷺ کی دعا ہوتی تھی۔

”میں ایسے علم سے تیری پناہ چاہتا ہوں جو نفع مند نہ ہو۔“ ③

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

”جس شخص نے علم حاصل کیا، لیکن اس کے مطابق عمل نہ کیا تو ایسا علم محض اس کے تکبر میں اضافہ کرتا ہے۔“ ④

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”عالم سوء کو روز قیامت لایا جائے گا تو اسے آگ میں پھینک دیا جائے گا وہ اپنی انتڑیوں کے ساتھ، ایسے گھومے گا جیسے گدھا چکی کے گرد چکر لگاتا ہے۔ اسے کہا جائے گا تم اس سے کیوں دو چار ہوئے جبکہ ہم نے تو تمہاری وجہ سے ہدایت حاصل کی تھی۔ تو وہ کہے گا: میں جس چیز سے تمہیں منع کیا کرتا تھا، خود اس کا ارتکاب کیا کرتا تھا۔“ ⑤

ابن علاءؒ نے فرمایا: علم حاصل کرنا مشکل ہے، اسے یاد کرنا اس کے حاصل کرنے سے زیادہ مشکل ہے، اس پر عمل کرنا اس کے یاد کرنے سے بھی زیادہ مشکل ہے اور اس سے سلامتی پانا اس کے عمل کرنے سے بھی زیادہ مشکل ہے پس ہم اللہ سے ہر قسم کی آزمائش سے سلامتی اور اس کے پسندیدہ امور کی توفیق چاہتے ہیں کیونکہ وہ سخی داتا فیاض ہے۔

---

① ترمذی (٢٦٥٤)
② ابو داؤد (٣٦٥٨)
③ مسلم (٢٧٢٢)
④ ترمذی
⑤ بخاری (٣٢٦٧) مسلم (٢٦٨٩)

نصیحت :

ابن آدم! تم معاملات کے انجام کو کب یاد کرو گے؟ تم ان محلات سے کب کوچ کرو گے؟ تو نے جو کچھ تعمیر کیا ہے‘ ان میں کب تک گھومتا پھرے گا؟ تم سے پہلے جو ان منزلوں اور گھروں میں تھے‘ وہ کہاں ہیں؟ وہ جس نے اپنی تدبیر سوء سے یہ یقین کر لیا تھا کہ وہ واپس نہیں پلٹے گا‘ کہاں ہے؟ اللہ کی قسم! ان سب نے کوچ کیا اور قبروں میں جا جمع ہوئے۔ انہوں نے صور پھونکے جانے تک سخت وکھر درے بچھونوں کو اپنا وطن بنا لیا‘ جب وہ فیصلہ سننے کے لئے اٹھیں گے تو آسمان تھرتھرائے گا۔

حجاب مخفی کھول دیئے جائیں گے اور پردے چاک کر دیئے جائیں گے‘ افعال عجائب ظاہر ہوں گے اور جو کچھ سینوں میں ہے ظاہر کر دیا جائے گا۔ پل صراط نصب کر دیا جائے گا اور کتنے ہی قدم ٹھوکر کھائیں گے‘ وہاں آنکڑے لگائے جائے گے جو مغرور لوگوں کو اچک لیں گے‘ متقی لوگوں کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے اور وہ اس تجارت کے مستحق ٹھہرے جس میں خسارہ نہیں‘ جبکہ فاجر قسم کے لوگ تباہی و بربادی کی آواز لگائیں گے‘ جہنم کو لگاموں کے ساتھ لایا جائے گا اور وہ جوش مارتی ہوگی‘ جب انہیں اس میں ڈال دیا جائے گا تو وہ اس کی آواز سنیں گے اور وہ جوش مارتی ہوگی۔ دنیا میں اس شخص کے لئے کوئی سرور نہیں جو قیامت پر ایمان رکھتا ہے دنیا سے صرف کافر یا جاہل شخص ہی خوش ہوتا ہے۔

إنما الدنيا متاع   كل ما فيها غرور
فتذكر هول يوم   السما فيه تمور

”دنیا صرف متاع ہے‘ اس میں جو کچھ ہے وہ دھوکے کا سامان ہے اس دن کی ہولناکی یاد کرو جب آسمان تھرتھرائے گا۔“

☆☆☆

(۳۹) خیانت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْآ اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَo﴾ (الانفال: ۲۷)

"ایمان دارو! اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت نہ کرو اور اپنی امانتوں میں خیانت نہ کرو، اور تم جانتے ہو۔"

واحدیؒ نے فرمایا: یہ آیت ابولبابہ کے بارے میں نازل ہوئی جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں بنوقریظہ کی طرف بھیجا، جب ان کا محاصرہ کیا اور اس کے اہل عیال ان میں شامل تھے۔ تو انہوں نے کہا: ابولبابہ! تمہارا ہمارے متعلق کیا خیال ہے اگر ہم اپنے بارے سعد (رضی اللہ عنہ) کے فیصلے کو قبول کر لیں؟ تو ابولبابہ نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا یعنی یہ کہ وہ (فیصلہ) ذبح ہے۔ پس تم نہ کرو۔ یہ ان کی طرف سے اللہ اور اس کے رسول کے لئے خیانت تھی۔ ابولبابہ نے کہا: میں نے اپنی جگہ سے اپنے قدم نہیں ہلائے تھے کہ مجھے پتہ چل گیا کہ میں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے خیانت کی ہے اور اس کا فرمان ﴿وَتَخُوْنُوْآ اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﷺ﴾ اس میں نہی پر عطف ہے۔ یعنی تم اپنی امانتوں میں خیانت نہ کرو۔ ابن عباسؓ نے فرمایا:

"امانتوں سے مراد وہ اعمال ہیں جن کو اللہ نے بندوں پر امانت ٹھہرایا ہے۔ یعنی فرائض وہ فرماتا ہے: تم ان میں کمی نہ کرو۔"

الکلبی نے فرمایا: جہاں تک اللہ اور اس کے رسول کی خیانت کا تعلق ہے تو اس سے مراد ان دونوں کی معصیت ہے اور رہی امانت کی خیانت تو ہر شخص اس چیز کا امین ہے جو اللہ نے اس پر فرض قرار دی ہے۔ اگر چاہے تو اس میں خیانت کرے اور اگر چاہے تو اسے ادا کرے اللہ تعالیٰ کے سوا اسے کوئی نہیں جانتا اور اس کا فرمان ﴿وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﷺ﴾ تم جانتے ہو کہ وہ امانت ہے، اس میں کوئی شبہ نہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِىْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ﴾ (یوسف: ۵۲)

''اللہ خیانت کرنے والوں کی تدبیر وچال کو چلنے نہیں دیتا۔''

یعنی جو اپنی امانت میں خیانت کرتا ہے اس کی چال کو چلنے نہیں دیتا یعنی وہ ہدایت سے محرومی کی وجہ سے عاقبت میں رسوا ہو جاتا ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا:

''منافق کی تین نشانیاں ہیں، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے خلاف ورزی کرے، جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو وہ خیانت کرے۔'' ①

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اس شخص کا ایمان نہیں جو امانت دار نہیں اور جو شخص عہد کا پابند نہیں، اس کا کوئی دین نہیں۔'' ②

خیانت ہر چیز میں قبیح ہے اور اس کا بعض، بعض سے زیادہ برا ہے اور جس نے تمہارے پیسوں میں خیانت کی، وہ اس شخص کی طرح نہیں جس نے تمہارے اہل اور تمہارے مال میں خیانت کی، اس نے بڑے گناہ کا ارتکاب کیا اور رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

''جو شخص تمہارے پاس امانت رکھے، تم اسے امانت ادا کر دو اور جو شخص تمہارے ساتھ خیانت کرے تم اس سے خیانت نہ کرو۔''

اور حدیث میں ہے:

''مومن خیانت اور جھوٹ کے علاوہ کسی بھی چیز کا خوگر ہو سکتا ہے۔'' ③

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ فرماتا ہے: میں دو شراکت داروں میں تیسرا ہوتا ہوں جب تک ان میں ایک اپنے ساتھی سے خیانت نہیں کرتا۔'' اور اس میں یہ بھی ہے۔ ''سب سے پہلے لوگوں سے امانت اٹھالی جائے گی اور آخر میں جو باقی رہے گا وہ نماز ہے اور بہت سے ایسے

---

① بخاری (۳۳) مسلم (۵۹)

② ابن ابی شیبہ (الایمان ۷) احمد (۳/ ۱۳۵)

③ احمد

نمازی ہیں جن میں کوئی خیر و بھلائی نہیں۔'' ①

اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

''خیانت سے بچو' کیونکہ وہ برا ہم نشین ہے۔'' ②

اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

''اس طرح جہنمی ہیں' آپ نے ان میں سے ایک آدمی کا ذکر کیا وہ ظاہر نہیں کرتا تھا' اسے طمع تھا اگر اس کے پاس کوئی معمولی سی چیز بھی رکھ دیں تو وہ اس میں خیانت کرتا تھا۔''

ابن مسعودؓ نے فرمایا: روز قیامت صاحب امانت کو لایا جائے گا جس نے اس میں خیانت کی ہوگی تو اسے کہا جائے گا: اپنی امانت ادا کرو وہ کہے گا اے رب! کہاں سے (ادا کروں) دنیا تو گزر گئی؟ فرمایا: اس کو جہنم کے گڑھے میں ویسی شکل دے دی جائے گی' جیسی اس روز تھی' جب اس نے اسے حاصل کیا تھا۔ پھر اسے کہا جائے گا وہاں جاؤ اور اسے لے کر آؤ فرمایا: پس وہ اس کی طرف اترے گا اسے اپنے کندھے پر اٹھائے گا تو وہ اس پر دنیا کے پہاڑوں سے بھی زیادہ ثقیل ہوگی حتیٰ کہ جب وہ سمجھے گا کہ وہ نجات پا گیا ہے تو وہ (امانت) گر جائے گی اور پھر وہ بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس کے پیچھے چلا جائے گا پھر فرمایا: نماز امانت ہے' وضو امانت ہے' غسل امانت ہے' وزن امانت ہے' ناپ امانت ہے اور ان سے بڑی امانت لوگوں کی رکھی ہوئی امانت ہے۔ اے اللہ! اپنے لطف و کرم سے ہمارے ساتھ معاملہ فرما اور اپنے عفو و درگزر سے ہمارا تدارک فرما۔

نصیحت:

اللہ کے بندو! کیا ہی بہترین اوقات تھے جنہیں تم نے ضائع کر دیا' کیا ہی جاہل نفوس تھے جن کی تم نے اطاعت کی' اموال کے بارے میں کتنے ہی باریک سوال ہیں' ذرا غور کرو تم نے انہیں کیسے جمع کیا' اعمال کے رجسٹر کتنے محفوظ ہوں گے' ذرا تدبر کرو کہ تم نے ان کے سپرد کیا کیا'

---

① ابو داؤد ② ابو داؤد

قلیل (دنیا) سے کوچ سے پہلے کھجور اور چراغ کی بتی کا حساب ہونے سے پہلے اور اس سے پہلے کہ تم قبروں میں چلے جاؤ اور تم ایسے گھر میں کیڑوں مکوڑوں کی خوراک بن جاؤ، جس کا دروازہ بند ہے، (تدبر کرو) اور اگر اس میں گناہ گار سے کہا جائے تم کیا پسند کرتے ہو، تو وہ کہے گا: میں واپس جانا چاہتا ہوں اور میں دوبارہ (گناہوں کی طرف) نہیں لوٹوں گا:

أين أهل الديار من قوم نوح　　ثم عاد من بعدهم و ثمود
بينما القوم في النمارق و الاستبـ　　ـرق أفضت إلى التراب الخدود
و صحيح أضحى يعود مريضًا　　وهو أدنى للموت ممن يعود

”قوم نوح کے گھر والے، پھر عاد (قوم ہود) اور ان کے بعد ثمود (قوم صالح) کہاں ہیں۔“

”وہ جو تکیوں اور ریشم میں رہنے والی قوم تھی مٹی کے گڑھوں کی طرف چلی گئی۔“

”اور صحت مند شخص مریض کی عیادت کو جاتا ہے اور وہ اس شخص سے، جس کی عیادت کے لئے جاتا ہے، موت کے زیادہ قریب ہے۔“

☆☆☆

(۴۰) احسان جتانا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَیْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا لَا یَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَیْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ ۝﴾ (البقرة : ٢٦٤)

"ایمان دارو! اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور اذیت پہنچا کر ضائع نہ کرو۔"

الواحدیؒ نے فرمایا: وہ یہ ہے کہ کوئی چیز دے کر احسان جتائے۔

الکلبیؒ نے کہا: اپنے صدقے کے بارے میں اللہ پر احسان جتائے اور جس کو دے، اسے اذیت پہنچائے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تین قسم کے لوگ ہیں جن سے اللہ کلام کرے گا نہ روز قیامت ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے: ازار لٹکانے والا، احسان جتانے والا اور جھوٹی قسم سے اپنا سودا بیچنے والا۔" ①

((المسبل)) وہ شخص ہے جو اپنے ازار یا اپنے کپڑے یا اپنی قمیص یا اپنی شلوار کو اس قدر لٹکائے کہ وہ پاؤں تک ہو جائے۔ اس لئے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"ازار سے، جو ٹخنوں سے نیچے ہے وہ آگ میں ہے۔" ②

حدیث میں یہ بھی ہے:

"تین قسم کے لوگ جنت میں نہیں جائیں گے اپنے والدین کا نافرمان، عادی شراب نوش اور احسان جتانے والا۔" ③

نیز فرمایا:

"دھوکے باز، بخیل اور احسان جتانے والا جنت میں نہیں جائیں گے۔"

---

① مسلم ② ابو داؤد، ابن ماجہ ③ مسلم (١٠٦)

نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: ”تم نیکی کر کے احسان جتانے سے بچو کیونکہ وہ شکر کو باطل اور اجر کو ختم کر دیتا ہے۔“

پھر رسول اللہ ﷺ نے اللہ عزوجل کا فرمان تلاوت فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝﴾ (البقرة : ٢٦٤)

”ایمان دارو! اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور اذیت پہنچا کر ضائع نہ کرو۔“

ابن سیرینؒ نے ایک آدمی کو دوسرے شخص کہتے ہوئے سنا میں نے تیرے ساتھ احسان کیا میں نے (یہ) کیا اور میں نے (وہ) کیا۔

ابن سیرینؒ نے اسے فرمایا: خاموش ہو جاؤ، اس نیکی میں کوئی خیر و بھلائی نہیں جب اسے شمار کیا جائے اور ان میں سے بعض کہتے تھے:

جس شخص نے اپنی نیکی کے ساتھ احسان جتایا اس کا شکر کرنا ساقط ہو گیا، جس نے اپنے عمل پر فخر و غرور کیا اس کا اجر ضائع ہو گیا۔ اور شافعیؒ نے شعر پڑھے:

لا تحملن من الأنام   بأن يمنوا عليك منه
و اختر لنفسك حظها   و اصبر فإن الصبر جنه
منن الرجال على القلوب   أشد من وقع الأسنه

”تم لوگوں سے کچھ نہ لو ورنہ وہ تم پر احسان کریں گے۔“

اپنے آپ کے لئے اس کا منتخب کر لے اور صبر کر کیونکہ صبر ڈھال ہے۔

”لوگوں کے احسانات، دلوں پر نیزوں سے زیادہ سخت واقع ہوتے ہیں۔“

اور ان میں سے کسی نے یہ شعر پڑھے:

و صاحب سلفت منه إلى يد   أبطأ عليه مكافاتي فعاداني
لما تيقن أن الدهر حاربني   أبدى الندامة مما كان أولاني

أفسدت بالمن ما قدمت من حسن ليس الكريم إذا أعطى بمنان

”کسی شخص نے میرے ساتھ احسان کرنے میں جلدی کی۔ لیکن جب میں نے اس کے احسان کا بدلہ چکانے میں تاخیر کی تو وہ میرا دشمن بن گیا۔“

”جب اسے یقین ہو گیا کہ زمانے نے مجھ سے لڑائی کی ہے۔ تو اس نے اس پر جو مجھ پر احسان کیا تھا۔ ندامت جتلائی۔“

”تم نے جو احسان کیا تھا، اس پر احسان جتا کر اسے ضائع کر دیا۔ وہ شخص سخی نہیں جو احسان جتانے کے لئے کوئی چیز دیتا ہے۔“

نصیحت:

گناہوں کی طرف بڑھنے والے! تجھے کس چیز نے جاہل بنا دیا! تو اس ذات کے بارے میں کب تک دھوکے میں مبتلا رہے گا جس نے تجھے ڈھیل دی گویا کہ اس نے تجھے بے کار چھوڑ دیا ہے؟ گویا کہ تو موت کے انتظار میں ہے حالانکہ وہ تجھ پر آ چکی اور اس نے تجھے ہلاک کر دیا جبکہ کوچ ہے اور فرشتے نے تجھے خوف زدہ کر دیا ہے۔ آزمائش نے خواہش کے بعد تجھے قید کر دیا اور تجھے باندھ کر رکھ دیا اور تو عظیم بوجھ پر نادم ہوا جس نے تجھے بوجھل کر دیا۔ فانی چیز پر مطمئن ہونے والے! تیری خطائیں کس قدر ہیں۔ نصیحت و خیر خواہی سے اعراض کرنے والے! گویا کہ تجھے نصیحت نہیں کی گئی۔ تیرا محبوب جو ہوا کرتا تھا وہ کہاں منتقل ہو گیا ہے؟ اور جہاں تک تیری وعظ و نصیحت کا تعلق ہے تو وہ اس کے جسم تلف ہو گئی گویا کہ وہ کنوئیں کی تہہ میں اتر گئی وہ مال کثیر اور امید طویل کہاں ہے؟ کیا وہ اپنے عمل کے ساتھ اپنی لحد میں تنہا نہیں گیا۔ وہ جو غفلت میں اپنے کپڑے کو تکبر و غرور کے ساتھ گھسیٹا اور اتراتا تھا کہاں ہے؟ کیا اس نے اس کے ساتھ ہی سفر شروع نہیں کیا اور وہ اب تک کہاں جا پہنچا؟

اللہ کی قسم! اس کی سعادت مندی کا ستارہ غائب اور چھپ گیا وہ پہلے شہنشاہ، زور آور، متکبر لوگ کہاں ہیں؟ ان کے اموال کے کوئی اور مالک بن گئے جب کہ دنیا ایک گردش ہے۔

☆☆☆

(۴۱) تقدیر کو جھٹلانا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّا کُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ٥﴾ (القمر: ٤٩)

''ہم نے ہر چیز کو ایک اندازے پر پیدا کیا۔''

ابن جوزیؒ نے اپنی تفسیر میں فرمایا: اس کے سبب نزول میں دو قول ہیں:

(الف) مشرکین کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو وہ تقدیر کے بارے میں آپ سے جھگڑنے لگے۔ تو پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ امام مسلمؒ اس کی روایت میں منفرد ہیں۔

ابوامامہؓ نے فرمایا کہ یہ آیت قدریہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ ①

(ب) نجران کا پادری رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے کہا: اے محمد (ﷺ) تمہارا زعم ہے کہ گناہ تقدیر کے مطابق ہوتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''تم اللہ سے جھگڑا کرنے والے ہو۔'' ②

تو یہ آیت نازل ہوئی:

﴿اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ٥ یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ٥ اِنَّا کُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ٥﴾ (القمر: ٤٧- ٤٩)

''بیشک گناہ گار لوگ غلطی اور جنون میں پڑے ہیں۔ جس دن وہ منہ کے بل آگ میں گھسیٹے جائیں گے۔ (ان سے کہا جائے گا) اب آگ کا مزہ چکھو۔ ہم نے ہر چیز کو ایک انداز کے مطابق پیدا کیا ہے۔''

عمر بن خطابؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''جب اللہ روز

---

① ابن عدی، ابن مردویہ اور ابن عساکر وغیرہ نے ضعیف سند سے اسے روایت کیا ہے۔ السیوطی نے الدر المنثور میں ذکر کیا ہے۔

② ابن مردویہ عن ابن عباسؓ (السیوطی)

قیامت تمام اگلوں پچھلوں کو جمع کرے گا' ایک منادی کو حکم فرمائے تو وہ ایک آواز لگائے گا جس کو سب اگلے پچھلے سن لیں گے۔ اللہ سے جھگڑا کرنے والے کہاں ہیں؟ تو قدریہ کھڑے ہوں گے؟ پس ان کے بارے میں جہنم کی طرف لے جانے کا حکم دیا جائے گا۔"

اللہ فرمائے گا:

﴿يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ٥ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ٥﴾ (القمر: ٤٨-- ٤٩)

"اب آگ کا مزہ چکھو۔ ہم نے ہر چیز کو ایک انداز کے مطابق پیدا کیا ہے۔"

انہیں اللہ سے جھگڑا کرنے والے اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ اس مسئلے کے بارے میں سب جھگڑا کرتے تھے کہ اس طرح جائز نہیں کہ معصیت کو بندے پر مقدر کر دیا جائے پھر اس پر اسے عذاب دیا جائے۔

ہشام بن حسان نے حسن سے روایت کیا انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر قدریہ عقیدے کا شخص روزہ رکھتا رہے حتیٰ کہ وہ (سوکھ کر) رسی کی طرح ہو جائے۔ پھر نماز پڑھے حتیٰ کہ وہ کمان کی تانت کی طرح ہو جائے تو اللہ اس کو اس کے چہرے کے بل جہنم میں اوندھے منہ داخل کرے گا پھر اسے کہا جائے گا آگ کا مزہ چکھو' بے شک ہم نے ہر چیز کو ایک اندازے کے مطابق پیدا کیا ہے۔

ابن عمرؓ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ہر چیز اندازے کے مطابق ہے حتیٰ کہ عجز و دانائی۔"

ابن عباسؓ نے فرمایا: ہم نے ہر چیز کو اندازے کے مطابق پیدا کیا ہے' وہ اس کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے لوح محفوظ میں مکتوب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ (الصافات: ٩٦)

"حالانکہ اللہ نے تم کو اور جو تم بناتے ہو سب کو پیدا کیا۔"

ابن جریرؒ نے فرمایا: اس میں دو وجہیں ہیں:

(الف) یہ کہ مصدر کے معنی میں ہو تو معنی ہوگا: اللہ نے تم کو اور تمہارے عمل کو پیدا کیا۔

(ب) یہ کہ "الذی" کے معنی میں ہو۔ تو پھر یہ معنی ہوگا: اللہ نے تم کو اور جس چیز کو تم اپنے ہاتھوں سے' اصنام وغیرہ بناتے ہو' کو پیدا کیا۔ اور اس آیت میں اس پر دلیل ہے کہ بندوں کے افعال مخلوق ہیں۔ واللہ اعلم

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَأَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰىهَاo﴾ (الشمس: ۸)

"پھر بدکاری اور پرہیز گاری دونوں کی سمجھ عطا کی۔"

الہام کا معنی ہے کسی چیز کو دل میں ڈال دینا۔

سعید بن جبیرؒ نے فرمایا: "اس کی بدکاری اور پرہیز گاری اس پر لازم کردی۔" ابن زید نے فرمایا: اپنی توفیق سے اسے تقویٰ عطا کیا اور اسے گناہوں کے لئے بے یارومددگار چھوڑ دیا۔ واللہ اعلم

حدیث میں رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

"بلاشک اللہ نے ایک قوم پر احسان کیا تو ان کے دل میں خیر و بھلائی ڈال دی اور انہیں اپنی رحمت میں داخل فرمادیا اور ایک قوم کو آزمائش میں ڈالا تو انہیں تنہا چھوڑ دیا اور ان کے افعال پر ان کی مذمت کی اور ان کو جو آزمایا وہ اس کے سوا کسی اور کی طاقت نہیں رکھتے پس اس نے انہیں عذاب سے دوچار کردیا حالانکہ وہ عادل ہے۔"

﴿لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ﴾ (الانبیاء: ۲۳)

"وہ جو کچھ کرتا ہے' اس کی کوئی باز پرس نہیں' جبکہ ان لوگوں سے باز پرس ہوگی۔"

معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ نے جس بھی نبی کو بھیجا تو اس کی امت میں قدریہ اور مرجیہ تھے اور اللہ نے ستر انبیاء کی زبان پر قدریہ اور مرجیہ پر لعنت فرمائی۔"

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قدریہ اس امت کے مجوسی ہیں۔" ①

---

① یہ اور حدیث سابق ان میں مقال (کلام کیا گیا) ہے یہ ضعف کی وجہ سے ثابت نہیں۔

ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ہر امت کے مجوسی ہوئے اور اس امت کے مجوسی قدریہ ہیں' جو گمان کرتے ہیں کہ قدر کوئی چیز نہیں۔'' ①

اور یہ کہ معاملہ ابتدا سے چلا آ رہا ہے (اللہ کا اس پر کوئی اختیار وقضا نہیں) فرمایا:

''جب تم ان سے ملو تو کہو: کہ میں ان سے بیزار ہوں اور وہ مجھ سے بے زار ولاتعلق ہیں۔''

پھر فرمایا:

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' اگر ان میں سے کسی کے پاس احد کے مثل سونا ہو اور وہ اسے اللہ کی راہ میں خرچ کر دے تو وہ اس سے مقبول نہیں کیا جائے گا حتیٰ کہ وہ تقدیر کے خیر وشر پر ایمان لائے۔''

پھر حدیث جبریل اور ان کا نبی ﷺ سے سوال کرنے کا ذکر ہے فرمایا: ''ایمان کیا ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کہ تو اللہ' اس کے فرشتوں' اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور تو تقدیر کے خیر وشر پر ایمان لائے۔''

آپ کا فرمانا: ((ان تؤمن بالله)) ''یہ کہ تو اللہ پر ایمان لائے۔'' اللہ پر ایمان لانے سے مراد ہے' تصدیق کرنا کہ وہ سبحانہ وتعالیٰ موجود ہے' صفات جلال وکمال کے ساتھ موصوف اور صفات نقص سے منزہ ہے۔ اور یہ کہ وہ یکتا' بے نیاز' تمام مخلوقات کا خالق ہے' وہ اس میں جیسے چاہتا ہے تصرف کرتا ہے اور اپنی بادشاہت میں جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور فرشتوں پر ایمان لانے سے مراد ہے' تصدیق کرنا کہ وہ اللہ کے بندے' عبود ہیں۔

﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۝ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ۝﴾ (الانبیاء: ٢٦ - ٢٧)

''بلکہ وہ اس کے معزز بندے ہیں آگے بڑھ کر کلام نہیں کرتے اور وہ اس کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔''

---

① ابن ابی عاصم نے ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

﴿یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی وَهُمْ مِنْ خَشْیَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ٥﴾ (الانبیاء: ۲۸)

''وہ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پہلے ہو چکا اور وہ کسی کی شفاعت نہیں کر سکتے' سوائے اس شخص کے جس سے اللہ خوش ہو اور وہ اس کی ہیبت سے ڈرتے رہتے ہیں۔''

اور رسولوں پر ایمان لانا وہ تصدیق کرنا ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ بتایا ہے' وہ اس میں سچے ہیں۔ اللہ نے معجزات کے ذریعے ان کی تائید کی جو ان کے صدق پر دلالت ہیں اور یہ کہ انہوں نے اللہ کی طرف سے اس کی رسالت کو پہنچا دیا اور اللہ نے ان کو جس چیز کا حکم دیا اس کو مکلفین کے لئے واضح کر دیا اور یہ کہ ان کا احترام واجب ہے اور یہ کہ ان میں سے کسی میں بھی فرق نہ کیا جائے۔

یوم آخرت پر ایمان لانا' قیامت کے دن اور وہ جو موت کے بعد دوبارہ جی اٹھنے' حشر و حساب' میزان' پل صراط اور جنت وجہنم جیسے مراحل پر مشتمل ہے' کی تصدیق کرنا اور یہ کہ وہ دونوں اس کے ثواب وعقاب کے لحاظ سے نیکوکاروں اور بدکاروں کا گھر ہے۔ اور اس کے علاوہ جو صحیح طور پر منقول ہے اس کی تصدیق کرنا اور تقدیر پر ایمان لانا' اس کی جو پہلے بیان ہو چکا' اس کی تصدیق کرنا ہے اور اس کا حاصل وہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان دلالت کرتا ہے۔

﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ (الصافات: ۹۶)

''حالانکہ اللہ نے تم کو اور جو تم بناتے ہو سب کو پیدا کیا۔''

اور اللہ کا یہ فرمان:

﴿اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ٥﴾ (القمر: ۴۹)

''ہم نے ہر چیز کو ایک اندازے پر پیدا کیا۔''

اور اسی سے' ابن عباسؓ سے مروی حدیث میں آپ ﷺ کا فرمان متعلق ہے:

''جان لو' اگر پوری امت تمہیں کوئی فائدہ پہنچانے کے لئے اکٹھی ہو جائے تو وہ تمہیں اس کے سوا کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے جو اللہ نے تیرے متعلق لکھ دیا ہے اور اگر وہ اس

بات پر جمع ہو جائیں کہ وہ تمہیں کچھ نقصان پہنچا سکیں' تو وہ تمہیں اس کے سوا کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے جو اللہ نے تیرے لئے لکھ دیا ہے۔ قلمیں اٹھالی گئی ہیں اور رجسٹر خشک ہو چکے ہیں۔"

سلف صالحین اور ائمہ خلف کا یہ مذہب ہے کہ جس شخص نے ان امور کی پختہ تصدیق کی' جس میں کوئی شک ہو نہ تردد' تو وہ سچا مومن ہے' خواہ یہ قطعی دلائل سے ہو یا اعتقادات جازمہ سے۔ واللہ اعلم

فصل:

تابعین' ائمہ مسلمین وسلف اور فقہاء امصار کے ستر افراد کا اس پر اجماع ہے کہ وہ سنت و دستور جس پر رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی' اس کی پہلی بات یہ ہے: اللہ کی قضا وقدر پر رضاء اس کے حکم کو تسلیم کرنا' اس کے حکم کے تحت صبر کرنا' اللہ نے جس کام کا حکم دیا ہے اسے بجالانا اور جس سے اللہ نے منع کیا ہے اس سے رک جانا اللہ تعالیٰ کے لئے عمل میں اخلاص پیدا کرنا' تقدیر کے اچھا برا ہونے پر ایمان لانا' دین کے بارے میں بحث ومباحثے اور لڑائی جھگڑوں کو ترک کر دینا' جرابوں پر مسح کرنا' ہر نیک و بد خلیفہ کے ساتھ مل کر جہاد کرنا اور اگر اہل قبلہ میں سے کوئی شخص فوت ہو جائے تو اس کی نماز جنازہ پڑھنا۔

الایمان:

قول عمل اور نیت (کا نام) ہے' اطاعت سے زیادہ ہوتا ہے اور معصیت سے کم ہوتا ہے' قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جسے جبریل علیہ السلام اس کے نبی ﷺ پر لے کر نازل ہوئے' وہ قرآن غیر مخلوق ہے (بلکہ وہ اللہ کی صفت کلام ہے) بادشاہ کے جھنڈے تلے صبر کرنا' خواہ وہ جیسا بھی ہو عادل ہو یا ظالم۔ ہم امراء کے خلاف تلوار لے کر نہیں نکلیں گے خواہ وہ ظلم کریں ہم اہل قبلہ میں سے کسی کو کافر قرار نہیں دیں گے۔ خواہ وہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کریں الا یہ کہ وہ انہیں حلال تصور کریں۔ ہم اہل قبلہ میں سے کسی کو اس کی نیکی کی وجہ سے جنتی نہیں کہیں گے الا یہ کہ نبی ﷺ نے اس کے بارے میں (جنتی ہونے کی) گواہی دی ہو۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام کے

مابین ہونے والے تنازعات پر خاموشی اختیار کریں گے رسول اللہ ﷺ کے بعد مخلوق میں سب سے افضل ابوبکر پھر عمر پھر عثمان اور پھر علی رضی اللہ عنہم ہیں اور ہم نبی ﷺ کی تمام ازواج، آپ کی اولاد اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے لئے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔

فائدہ: لوگوں کی کچھ ایسی باتیں ہیں جو کہ کفر ہیں علماء نے اس کی صراحت کی ہے، ان میں سے کچھ یہ ہے اگر کسی نے اللہ کے اسماء میں سے کسی نام یا اس کے امر یا اس کے وعدے یا اس کی وعید کا مذاق کیا تو اس نے کفر کیا خواہ وہ کہے اگر اللہ مجھے یوں حکم کرے تو میں نہیں کروں گا اس نے کفر کیا۔ اگر قبلہ اس طرف ہو جائے تو میں نماز نہیں پڑھوں گا۔ اس نے کفر کیا اگر اسے کہا جائے یہ کہ تم نماز نہ چھوڑو کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارا مواخذہ کرے گا۔ تو اس نے کہا اگر اس نے بیماری یا تکلیف کی وجہ سے نماز چھوڑی اورراس کے باوجود اس نے اس وجہ سے مجھ پکڑ لیا تو اس نے مجھ پر ظلم کیا تو یہ کفر ہے۔

اگر اس نے کہا اگر انبیاء اور فرشتے بھی میرے سامنے اس کی گواہی دے دیں تو میں پھر بھی تصدیق نہیں کروں گا۔ تو اس کہنے والے نے کفر کیا۔ اگر اسے کہا جائے: اپنے ناخن تراش لے کیونکہ یہ سنت ہے اور وہ کہے: میں نہیں کروں گا خواہ یہ سنت ہو۔ تو اس نے کفر کیا، اگر اس نے کہا: وہ میری نظروں میں یہودی کی طرح ہے اس نے کفر کیا، اگر اس نے کہا: بلاشک اللہ انصاف کے لئے بیٹھا ہے یا انصاف کے لئے کھڑا ہے اس نے کفر کیا، اور اس طرح آیا ہے جس نے کسی مسلمان سے کہا: اللہ تمہارا خاتمہ خیر و بھلائی پر نہ کرے یا تمہارا ایمان سلب کر لے اس نے کفر کیا، اور یوں بھی آیا ہے کہ جس نے کسی انسان سے قسم طلب کی اور اس نے اللہ کی قسم اٹھانے کا ارادہ کیا تو اس شخص نے کہا: میرا ارادہ ہے کہ تم طلاق کی قسم اٹھاؤ تو اس نے کفر کیا، انہوں نے اس شخص کی بات میں اختلاف کیا ہے جس نے کہا: تمہارے لئے میری رؤیت، موت کی رؤیت کی طرح ہے، ان میں سے بعض نے کہا ہے کہ اس کی تکفیر کی جائے گی اگر اس نے کہا: اگر فلاں شخص نبی ہوتا تو میں اس پر ایمان نہ لاتا، اس نے کفر کیا۔ اگر اس نے کہا: اگر اس نے جو کہا ہے، وہ اس میں سچا ہے، ہم نے نجات پائی۔ اس نے کفر کیا اگر اس نے مزاق کے طور پر یا جائز سمجھتے ہوئے بلا وضو نماز پڑھی تو اس نے کفر کیا اگر دو آدمیوں کے مابین جھگڑا ہو جائے ان میں سے ایک نے کہا

((لاحول ولا قوة الا بالله)) اور دوسرے نے کہا: ((لاحول ولوة الا بالله)) مجھے بھوک سے کفایت، بے نیاز نہیں کرتا تو اس نے کفر کیا۔ اگر وہ موذن کی اذان سنے اور کہے کہ یہ جھوٹ بولتا ہے تو اس نے کفر کیا۔

اگر وہ کہے، میں قیامت سے نہیں ڈرتا، اس نے کفر کیا، اگر وہ اپنا سامان رکھے اور کہے: میں نے اِسے اللہ کے سپرد کیا، تو کسی آدمی نے اسے کہا: تم نے اسے اس کے سپرد کیا ہے جو چور کا پیچھا نہیں کرتا، اس نے کفر کیا اگر کوئی آدمی خطیب کے مشابہ بلند جگہ پر بیٹھے اور لوگ مذاق کے انداز میں اس سے سوال کریں یا ان میں سے کوئی کہے: ثرید (کھانے کی ایک قسم) کا پیالہ علم سے بہتر ہے اس نے کفر کیا اور اگر مصائب سے اسے آزمایا جائے تو وہ کہے: تم نے میرا مال اور میری اولاد لے لی، تو (اسے لے کر) کیا کرے گا، تو اس نے کفر کیا اگر اس نے اپنے بیٹے یا اپنے غلام کو مارا، تو کسی آدمی نے اسے کہا: کیا تم مسلمان نہیں ہو؟ تو اس نے عمداً کہا نہیں، اس نے کفر کیا اگر وہ تمنا کرے کہ اللہ تعالیٰ زنا یا قتل یا ظلم کو حرام قرار نہ دیتا تو اس نے کفر کیا اگر اس نے اپنے وسط پر رسی باندھی اور اس سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو اس نے کہا یہ زنار ہے تو اکثر علماء کا خیال ہے کہ اسے کافر قرار دیا جائے گا۔ اگر بچوں کے معلم نے کہا: یہود مسلمانوں سے بہتر ہیں کیونکہ وہ اپنے بچوں کے معلمین کو (مال و دولت وغیرہ) دیتے ہیں، تو اس نے کفر کیا، اگر اس نے کہا: نصرانی مجوسی سے بہتر ہے، اس نے کفر کیا۔ اگر کسی آدمی سے کہا جائے ایمان کیا ہے؟ اس نے کہا میں نہیں جانتا اس نے کفر کیا، اور اسی طرح کے ناپسندیدہ اور برے الفاظ ہیں جیسا کہ کوئی کہے: تیرا کوئی دین نہیں، تیرا کوئی ایمان نہیں، تیرا کوئی یقین نہیں، تو فاجر ہے، تو منافق، تو زندیق اور تو فاسق ہے اور اس طرح کے جو الفاظ ہیں سب حرام ہیں، اور اس کے باعث بندے کے ایمان سلب ہو جانے اور دائمی جہنمی بن جانے کا اندیشہ ہے۔

ہم اللہ المنان سے اس کے لطف و کرم کے ذریعے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہمیں کتاب وسنت کے عقیدے پر وفات دے کیونکہ وہ ارحم الراحمین ہے۔

نصیحت:

اللہ کے بندو! جنہوں نے خزانے محفوظ کیے اور جمع کیے، وہ شہوات میں مدہوش ہو گئے اور

سیر ہو گئے، انہوں نے بقا کی امید رکھی اور انہوں نے جو جو امید لگا رکھی تھی اس کو نہ پا سکے، ان کی عمریں اس چیز میں فنا ہو گئیں جس سے وہ دھوکے کا شکار رہے، وہ کہاں ہیں؟ شیطان نے ان کے لئے خواہشات کے جال نصب کئے اور وہ ان میں گرفتار ہو گئے، موت کا فرشتہ ان کے پاس آ گیا تو وہ ذلیل و عاجز ہو گئے اس نے ان کو ان کے گھروں سے نکال دیا پس اللہ کی قسم! وہ واپس نہ آ سکے، وہ قبروں میں جدا جدا ہیں، پس جب صور پھونکا جائے گا تو وہ جمع ہوں گے۔

وكيف قرت لأهل العلم أعينهم   أو استلذوا لذيذ العيش أو هجعوا
و الموت ينذرهم جهرًا علانية   لو كان للقوم أسماع لقد سمعوا
و النار ضاحية لابد موردهم   وليس يدرون من ينجو ومن يقع
قد أمست الطير و الأنعام آمنة   و النون في البحر لا يخشى لها فزع
والآدمي بهذا الكسب مرتهن   له رقيب على الأسرار يطلع
حتى يرى فيه يوم الجمع منفردًا   و خصمه الجلد و الأبصار و السمع
وإذ يقومون والأشهاد قائمة   والجن والإنس والأملاك قد خشعوا
وطارت الصحف في الأيدي منتشرة   فيها السرائر والأخبار تطلع
فكيف بالنار و الأنباء واقفة   عما قليل وما تدري بما تقع
أفي الجنان وفوز لا انقطاع له   أم في الجحيم فلا تبقي ولا تدع
تهوي بسكانها طورًا و ترفعهم   إذا رجوا مخرجًا من غمها قمعوا
طال البكاء فلم ينفع تضرعهم   هيهات لا رقية تغني ولا جزع

”اہل علم کی آنکھیں کیسے ٹھنڈی ہوئیں کیا انہوں نے زندگی کی لذت سے لذت حاصل کی یا وہ رات کو سوئے۔“

”موت علانیہ طور پر انہیں آگاہ کر رہی ہے کاش کہ قوم کے کان ہوتے تو وہ سن لیتی۔“

”آگ ظاہر ہے، وہاں ان کا وارد ہونا لازمی امر ہے لیکن وہ جانتے نہیں کہ کون نجات پائے گا اور کون اس میں واقع ہوگا۔“

”پرندے اور چوپائے بے خوف ہیں، جبکہ مچھلی سمندر میں کسی خوف اور گھبراہٹ کا

شکار نہیں۔'' آدمی اس کسب (اعمال) کے سبب گروی ہے۔ اس کے اسرار پر ایک نگران ہے جو مطلع رہتا ہے۔''

''حتیٰ کہ وہ حشر کے دن دیکھے گا کہ وہ منفرد ہے جبکہ جلد، آنکھیں اور کان اس سے جھگڑیں گے۔''

''جب وہ کھڑے ہوں گے اور گواہیاں لگیں گی تو جن وانس اور بادشاہ ڈر رہے ہوں گے۔''

''اعمال نامے ہاتھوں میں اڑ رہے ہوں گے اور وہ کھلی کتاب ہوں گے۔ اس میں سرائر واخبار نظر آئیں گے۔''

''آگ کی کیا کیفیت ہوگی، تھوڑی ہی دیر بعد خبروں کا پتہ چل جائے گا۔ کسی کو اپنے انجام کا پتہ نہیں۔''

''کیا جنتوں میں کامیابی کے ساتھ جس میں انقطاع نہیں۔ یا جہنم میں جس میں باقی رہے گا نہ چھوڑا جائے گا۔''

''وہ اپنے مکینوں کو گرائے گی اور انہیں اوپر اٹھائے گی۔ جب وہ اس کے غم سے نکلنے کی امید کریں گے تو انہیں کچل دیا جائے گا۔''

''وہ روتے رہیں گے لیکن ان کا تضرع ان کے کچھ کام نہیں آئے گا۔ ہائے افسوس کوئی دم جھاڑ کفایت کرے گی نہ جزع فزع۔''

☆☆☆

(۴۲) لوگوں کی وہ باتیں، چپکے سے سننا، جن کو وہ چھپاتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ لَا تَجَسَّسُوْا﴾ (الحجرات: ۱۲)

''جاسوسی مت کرو۔''

ابن جوزیؒ نے فرمایا: ابوزید، حسن، ضحاک اور ابن سیرین نے اسے حاء کے ساتھ ((تحسسوا)) پڑھا ہے۔ ابوعبیدہ نے فرمایا: ((التجسس اور التحسس)) ایک ہی ہے اور وہ ہے جستجو کرنا اور اسی سے جاسوس ہے۔ یحییٰ بن ابی کثیر نے فرمایا: التجسس جیم کے ساتھ، اس کا معنی ہے لوگوں کے عیب تلاش کرنا۔ اور التحسس حا کے ساتھ، اس کا معنی ہے لوگوں کی باتیں غور سے سننے کی کوشش کرنا۔

مفسرین نے فرمایا: التجسس کا معنی ہے مسلمانوں کے عیوب اور ان کی خامیوں کے بارے میں جستجو کرنا۔ پس معنی ہے: تم میں سے کوئی اپنے کسی بھائی کے عیب تلاش کرنے کی جستجو نہ کرے تاکہ وہ ان پر مطلع ہو جائے جن کی اللہ نے پردہ پوشی کی ہے۔

ابن مسعودؓ کو بتایا گیا: یہ ولید بن عقبہ ہے اس کی داڑھی سے شراب ٹپکتی ہے انہوں نے فرمایا: ہمیں عیب تلاش کرنے سے منع کیا گیا ہے اگر ہم پر کوئی چیز ظاہر ہوئی تو پھر ہم اس پر مواخذہ کریں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے کسی قوم کی بات چپکے سے سننے کی کوشش کی جبکہ وہ اسے ناپسند کرتے ہوں تو روز قیامت اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔''①

ہم اللہ سے اس بارے میں پناہ چاہتے ہیں اور اس کے پسندیدہ امور کے بارے میں توفیق طلب کرتے ہیں بے شک وہ سخی داتا فیاض ہے۔

---

① بخاری (۷۰۴۲)

نصیحت:

اللہ کے بندو! بیشک موت نے دستک دے دی اور وہ قریب آ پہنچی نفوس تو گروی رکھے ہوئے ہیں، تم نے جمع کیا اور تھک گیا، گویا کہ تم ہلاکت کے ہاتھوں میں ہو، جس نے تمہیں پکڑ لیا اور سلب کر لیا، کتنے ہی قبر پر طلوع ہونے والے سورج غروب ہو گئے۔ فنا کے چوزے! بوسیدہ جال نصب کر دیا گیا ہے۔ اللہ کے بندو! تمام گناہ لکھ لئے گئے ہیں اور تمام نفوس اپنے گناہوں اور اعمال کے بدلے رہن ہیں۔ اس نے جو (نیک) اعمال کئے وہ ان کے کام آئیں گے اور اس نے جو (برے) اعمال کئے ان کا وبال بھی اس پر ہے۔ امیدوں اور جھوٹی آرزوؤں سے دھوکہ کھانے والے! قبائح سے مبارزت کرنے والے، حالانکہ وہ نہیں جانتا کہ وہ کس سے برسر پیکار ہے۔ حاضر بدن اور قلب غائب رکھنے والے! کیا تو پسند کرتا ہے کہ تو بھلائیوں اور حسن پسند چیزوں سے محروم ہو جائے؟ اے وہ شخص! جس کی عمر اس کی گزرگاہ میں فنا ہو گئی اور وہ ممتاز لوگوں کی طرح چلتے ہیں۔ اے وہ شخص جو جوان ہو گیا لیکن اس نے توبہ نہ کی یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔ کتنا عجیب ہے کہ مطلوب کیسے سو گیا جبکہ طالب غافل نہیں ہوا؟

☆☆☆

(۴۳) چغل خور

یہ وہ شخص ہے جو لوگوں کے درمیان باتیں بیان کرتا ہے تاکہ وہ ان میں فساد پھیلا دے یہ اس کا بیان ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ یہ مسلمانوں کے اجماع سے حرام ہے۔ اس کی حرمت پر کتاب وسنت سے دلائل واضح ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ۝ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيمٍ ۝﴾ (القلم: ۱۰-۱۱)

''کسی قسم کھانے والے ذلیل آدمی کی باتوں میں نہ آنا۔ جو لوگوں پر عیب لگاتا اور چغلیاں کھاتا پھرتا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔'' ①

اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا:

''ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور انہیں کسی بڑے گناہ کی پاداش میں عذاب نہیں دیا جا رہا، البتہ وہ بڑا ہے، ان میں سے ایک اپنے پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا جبکہ دوسرا چغل خور تھا۔'' ②

پھر آپ نے کھجور کی ایک تازہ شاخ لی اور اسے دو حصے کر دیا اور ہر قبر پر ایک حصہ گاڑ دیا اور فرمایا شاید کہ یہ جب تک خشک نہ ہوں ان کے عذاب میں تخفیف کر دی جائے۔

آپ کا فرمانا: ''انہیں کسی کبیرہ گناہوں کی وجہ سے عذاب نہیں دیا جا رہا۔''

یعنی اس کا چھوڑنا ان پر کوئی بڑا نہیں تھا یا ان کے خیال میں یہ کوئی بڑا نہیں تھا۔ اس لئے ایک دوسری روایت میں فرمایا: ''بلکہ وہ تو بڑا ہے۔'' ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تم دو چہروں والے شخص کو سب سے برا پاؤ گے، جو ان کے پاس آتا ہے تو ایک چہرے سے اور ان کے پاس ایک چہرے سے، اور جو دنیا میں دو زبانوں والا ہوگا، تو

---

① مسلم (۱۰۵) ② بخاری (۲۱۸) مسلم (۲۹۲)

اللہ قیامت کے دن اس کی آگ کی دو زبانیں بنا دے گا۔‘‘ ①

’’جو دو زبانوں والا ہوگا۔‘‘ اس کا معنی ہے کہ جو اس سے کسی اور کلام سے گفتگو کرتا ہے اور اس سے کسی اور کلام سے گفتگو کرتا ہے اور یہ دو چہروں والے کے معنی میں ہے۔

امام ابو حامد غزالی ؒ نے فرمایا: غالب طور پر اس کا اطلاق اس پر ہوتا ہے جو کسی کی بات‘ اس تک پہنچاتا ہے جس کے بارے میں بات کی جاتی ہے‘ وہ کہتا ہے فلاں شخص تمہارے بارے میں یوں کہتا ہے اور چغلی اس کے ساتھ مخصوص نہیں‘ بلکہ اس کی حد یہ ہے کہ کسی ایسی بات کو کھولنا‘ جس کا کھولنا‘ افشاں کرنا ناپسندیدہ ہو‘ خواہ جس سے منقول کی جائے وہ ناپسند کرے یا جس کی طرف منقول کی جائے وہ ناپسند کرے یا کوئی تیسرا خواہ یہ ظاہر کرنا بات سے ہو یا لکھ کر ہو یا رمز سے ہو یا اشارے وغیرہ سے ہو۔ خواہ یہ اقوال سے ہو یا اعمال سے‘ خواہ یہ عیب کے متعلق ہو یا اس کے علاوہ‘ پس چغل خوری کی حقیقت‘ اس چیز سے پردہ ہٹانا اور راز افشاں کرنا ہے جس کا افشاں کرنا ناپسندیدہ ہو۔ انسان کو چاہیے کہ وہ لوگوں کے جو بھی احوال دیکھے ان پر خاموشی اختیار کرے الا یہ کہ اس کے بیان کرنے میں مسلمانوں کا فائدہ یا کسی معصیت کو ہٹانا مقصود ہو۔ آپ نے فرمایا: ہر وہ شخص جس سے چغلی کی جائے اور اسے کہا جائے فلاں شخص نے تمہارے بارے میں اس طرح کہا ہے۔ اس کو چھ احوال لازم ہیں۔

(۱) یہ کہ اس کی تصدیق نہ کرے کیونکہ وہ (چغل خور) فاسق ہے اور اس کی خبر قابل مقبول نہیں۔

(۲) یہ کہ وہ اس کو اس سے منع کرے اور اس سے سمجھائے اور اس کے اس فعل کو برا سمجھے۔

(۳) یہ کہ اللہ عزوجل سے اس کے لئے بغض رکھے کیونکہ وہ اللہ کے ہاں مبغوض ہے اور اللہ کی خاطر بغض رکھنا واجب ہے۔

(۴) یہ کہ جس کی طرف سے بات منقول کی جا رہی ہے اس کے متعلق بدگمانی نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ﴾ (الحجرات: ١٢)

---

① بخاری (٣٤٩٤) مسلم (٢٥٢٦)

"اکثر بدگمانی سے بچتے رہو کیونکہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں۔"

(۵) یہ کہ جو اسے بیان کیا گیا ہے' وہ اسے' اس چیز کی حقیقت حال معلوم کرنے کے لئے تجسس اور تفتیش پر نہ ابھارے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: ((وَ لَا تَجَسَّسُوْا))

(۶) جس چیز سے چغل خور کو منع کیا گیا ہے' وہ انسان اپنے لئے پسند نہ کرے کہ وہ آگے اس کی چغل خوری کر دے۔ بیان ہوا ہے کہ ایک آدمی نے عمر بن عبدالعزیزؒ سے کسی آدمی کے بارے میں کسی چیز کا ذکر کیا تو عمر نے فرمایا: اس شخص! اگر تو چاہے تو ہم تیرے معاملے میں غور وفکر کریں گے اگر تو سچا ہوا تو پھر تو اس آیت ((ان جاء کم فاسق بنبا فتبینوا)) کے مصداق ہوگا اور اگر تو جھوٹا ہوا تو پھر اس آیت والوں کے زمرے میں ہوگا ((ھماز مشاء بنمیم)) "جو لوگوں پر عیب لگاتا اور چغلیاں کھاتا پھرتا ہے۔" اور اگر تو چاہے تو ہم تجھ سے درگزر کرتے ہیں۔ تو اس نے کہا امیر المومنین! درگزر فرمائیں میں آئندہ کبھی بھی ایسے نہیں کروں گا۔

کسی انسان نے الصاحب بن عبادؒ ① کو ایک رقعہ لکھا' جس میں آپ کو یتیم کا مال لینے کی ترغیب دلائی' اس کا بہت سا مال تھا۔ انہوں نے رقعے کی پشت پر لکھا: چغل خوری ایک قبیح فعل ہے خواہ صحیح ہو' میت پر اللہ رحم فرمائے' یتیم کے نقصانات اللہ پورے فرمائے' مال کو اللہ بڑھائے اور چغل خور پر اللہ لعنت فرمائے۔

حسن بصریؒ نے فرمایا: جس شخص نے تیری طرف کوئی بات منتقل کی ہے' تو جان لے کہ وہ تیری بات تیرے علاوہ کسی اور کی طرف منتقل کرے گا اور یہ لوگوں کے قول کی مثل ہے: جس نے تیری طرف نقل کیا' وہ تیری طرف سے بھی نقل کرے گا پس اس سے بچ۔

ابن مبارکؒ نے فرمایا: ولد زنا بات نہیں چھپاتا' انہوں نے اس کے ذریعے اس طرف اشارہ کیا کہ ہر وہ شخص جو بات نہیں چھپاتا اور چغل خوری کرتا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ ولد زنا ہے اور انہوں نے اللہ کے اس فرمان سے یہ استنباط کیا ہے ﴿عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ﴾ (القلم: ۱۳) "سرکش ہے اور علاوہ ازیں وہ بدنام بھی ہے۔"

زنیم وہ شخص ہے جو ایک قوم میں سے ہونے کا دعویٰ کرے حالانکہ وہ ان میں سے نہ ہو اور

---

① ابن ابی شامہ نے اپنی کتاب "الروضتین" میں محمد بن زنگی رحمہ اللہ کے مناقب میں لکھا ہے۔

مروی ہے کہ سلف صالحین میں سے کسی نے اپنے بھائی کی زیارت کی اور اپنے بعض بھائیوں کے حوالے سے ناپسندیدہ چیزوں کا ان سے ذکر کیا تو انہوں نے اسے کہا: میرے بھائی! تو نے غیبت کی اور تم نے میرے سامنے تین گناہوں کا ارتکاب کیا تو نے میرے بھائی کے متعلق مجھے غصہ دلایا۔ تو نے اس کے سبب سے میرے دل کو مشغول کیا اور تو نے اپنے امین نفس پر تہمت لگائی۔

اور ان میں سے بعض کہا کرتے تھے: جو شخص تیرے بھائی کی طرف سے تجھے گالی کے متعلق بتائے تو اصل میں وہ تمہیں گالی دینے والا ہے ایک آدمی علی بن حسین رضی اللہ عنہما کی خدمت میں آیا تو اس نے کہا: فلاں شخص نے آپ کو گالی دی ہے اور آپ کے بارے میں اس طرح اس طرح کہا ہے۔ آپ نے فرمایا: تم ہمارے ساتھ اس کے پاس چلو' پس وہ آپ کے ساتھ گیا اور وہ سوچ رہا تھا کہ آپ اس سے اپنا بدلہ لیں گے جب آپ اس کے پاس پہنچے تو فرمایا: میرے بھائی! اگر تو وہ باتیں میرے اندر موجود ہیں' جو تم نے میرے بارے میں کہی ہیں تو اللہ مجھے معاف کر دے اور اگر تم نے میرے بارے میں جو کچھ کہا ہے' وہ باطل ہے تو پھر اللہ تجھے معاف کر دے اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿حمالة الحطب﴾ ''لکڑیاں اٹھانے والی۔'' کے بارے میں کہا گیا ہے۔ یعنی ابولہب کی بیوی یہ کہ وہ چغل خوری کے ذریعے باتیں منتقل کیا کرتی تھی۔ چغل خوری کو لکڑیاں یا ایندھن کا نام دیا گیا کیونکہ وہ عداوت کا سبب ہے جیسا کہ ایندھن آگ بھڑکانے کا ذریعہ ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے: چغل خور کا عمل' شیطان کے عمل سے زیادہ نقصان دہ ہے' کیونکہ شیطان کا عمل وسوسہ کے ذریعے ہے جبکہ چغل خور کا عمل آمنے سامنے ہوتا ہے۔

حکایت:

روایت کی جاتی ہے کہ ایک آدمی نے ایک غلام بکتا ہوا دیکھا' وہ اس کے بارے میں بتا رہا تھا کہ اس میں کوئی عیب نہیں سوائے اس کے کہ یہ چغل خور ہے' پس اس آدمی نے اس عیب کو معمولی سمجھا اور اسے خرید لیا وہ اس کے ہاں چند دن ٹھہرا تو اس نے اپنے مالک کی اہلیہ سے کہا: میرا مالک تم پر دوسری شادی کرنا چاہتا ہے یا رات کے وقت تمہیں کسی تکلیف سے دوچار کرنا چاہتا ہے اور کہا کہ وہ تم سے محبت نہیں کرتا اگر تم چاہتی ہو کہ وہ تم پر مہربان ہو جائے اور اپنے عزم سے

باز آ جائے تو پھر ایسا کرو کہ جب وہ سو جائے تو ایک استرا لے کر اس کی داڑھی کے نیچے سے کچھ بال مونڈ دو اور وہ بال اپنے پاس رکھو۔ اس عورت نے اپنے دل میں کہا: ہاں پس عورت کا دل مشغول ہو گیا اور اس نے عزم کر لیا کہ جب اس کا خاوند سو جائے گا تو وہ ایسے ہی کرے گی پھر وہ آدمی اس کے خاوند کے پاس آیا تو اُسے کہا: میرے آقا! میری سیدہ آپ کی اہلیہ نے آپ کے علاوہ کسی کو دوست بنا لیا ہے اور وہ اس کی طرف مائل ہے اور وہ آپ سے خلاصی و چھٹکارا چاہتی ہے اور اس نے رات کے وقت آپ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا ہے اور اگر آپ میری بات کو سچ نہیں سمجھتے تو پھر آپ رات کے وقت اسے سویا ہوا ظاہر کریں اور دیکھیں کہ وہ آپ کے پاس کس حال میں آتی ہے' اس کے ہاتھ میں کوئی چیز ہو گی کہ وہ اس کے ساتھ آپ کو ذبح کرے۔ اس کے آقا نے اسے سچا سمجھا' پس جب رات ہوئی تو وہ عورت ہاتھ میں استرا لئے ہوئے آئی تا کہ وہ اس کی داڑھی کے نیچے سے بال مونڈے۔ آدمی نے اسے سویا ہوا ظاہر کیا اور اپنے دل میں کہا: اللہ کی قسم! غلام نے جو کہا تھا اس نے سچ کہا تھا۔ پس جب عورت نے استرا رکھا اور اسے مونڈنے کے لئے جھکی تو وہ کھڑا ہو گیا اور اس سے استرا لے لیا اور اس کے ساتھ اس عورت کو ذبح کر دیا۔ جب اس عورت کے گھر والے آئے اور انہوں نے اسے دیکھا کہ اسے قتل کر دیا گیا ہے تو انہوں نے اس کے خاوند کو بھی قتل کر دیا پس اس منحوس غلام کی نحوست کی وجہ سے دونوں فریقوں میں قتال واقع ہو گیا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے چغل خور کو اپنے فرمان میں فاسق کا نام دیا ہے۔

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ۝﴾ (الحجرات: ٦)

"اگر کوئی بدکار شخص تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو پہلے تحقیق کر لیا کرو کہ کہیں نادانی سے کسی قوم پر نہ جا پڑو پھر جو کچھ کر چکے اس پر نادم ہونا پڑے۔"

نصیحت:

اے وہ شخص! جس کو خواہش نے اسیر بنا رکھا ہے' پس وہ اس سے رہائی کی استطاعت نہیں رکھتا' اے تلف و بربادی سے غافل! حالانکہ وہ اس تک پہنچ چکی ہے۔ اپنی سلامتی سے دھوکہ کھانے والے! حالانکہ موت نے اس کے لئے جال لگا رکھا ہے۔ اپنے کوچ کے متعلق غور و فکر کر

اور تو ابھی تک اپنے حال میں ہے، پس اگر تو نہیں روتا تو پھر رونے والی صورت ہی بنا لے۔

بكيت فما تبكي شباب صباك   كفاك نذير الشيب فيك كفاك
ألم تر أن الشيب قد قام ناعيًا   مكان الشباب الغض ثم نعاكا
ألم تر يومًا مر إلا كأنه   بإهلاكه للهالكين عناكا
ألا أيها الفاني وقد حان حينه   أتطمع أن تبقى فلست هناكا
ستمضي و يبقى ما تراه كما ترى   فينساك ما خلفته، هو ذاكا
تموت كما مات الذين نسيتهم   و تنسى و يهوى الحي بعد هواكا
كأنك قد أقصيت بعد تقرب   إليك و إن باك عليك بكاكا
كأن الذى يحثو عليك من الثرى   يريد بما يحثو عليك رضاكا
كأن خطوب الدهر لم تجر ساعة   عليك إذا الخطب الجليل أتاكا
ترى الأرض كم فيها رهون دفينة   غلقن فلم يقبل لهن فكاكا

”تم روؤ پس تم اپنے بچپن سے جوانی تک نہیں روئے بڑھاپے کا ڈرانے والا تجھ ہی میں تیرے لئے کافی ہے۔“

”کیا تو نے دیکھا نہیں کہ بڑھاپا موت کا اعلان کرنے کے لئے کھڑا ہو چکا ہے۔ اس نے شگفتہ جوانی کی جگہ لے لی ہے اور پھر موت ہے۔“

”کیا تم نے دن کو نہیں دیکھا کہ وہ گزر گیا اور وہ اپنے ختم ہونے کے ساتھ ختم ہونے والوں کے لئے مشقت ہے۔“

”سن لو! اے فانی! اس کا وقت قریب آ پہنچا۔ کیا تم طمع رکھتے ہو کہ تم باقی رہو گے اور تم وہاں نہیں جاؤ گے۔“

”عنقریب تم گزر جاؤ گے اور جسے تو دیکھتا ہے جیسے دیکھتا ہے باقی رہ جائے گا اور تو جسے جانشین چھوڑ جائے گا وہ تجھے بھول جائے گا وہ ویسا ہی ہے۔“

”تم بھی ویسے ہی فوت ہو جاؤ گے جیسے وہ فوت ہو گئے جن کو تم نے بھلا دیا۔ اور تجھے بھلا دیا جائے گا اور تیرے بعد جو زندہ رہے گا اس سے محبت کی جائے گی۔“

”گویا کہ تو تقرب کے بعد دور کر دیا گیا اگرچہ وہ تجھ پر بہت زیادہ رویا ہے۔“

”گویا کہ وہ شخص جو تجھ پر مٹی ڈال رہا ہے۔ وہ تجھ پر مٹی ڈال کر تمہاری رضا مندی چاہتا ہے۔“

”جب بہت بڑی پریشانی تجھ پر آئے گی تو ایسے محسوس ہوگا کہ زمانے کی مشکلات تجھ پر پل بھر کے لئے بھی نہیں آئیں۔“

”تم زمین کو دیکھو گے کہ اس میں کتنے ہی دفینے گروی رکھے ہوئے ہیں۔ وہ بند کر دیئے گئے ہیں اور ان کی رہائی کے لئے کوئی چیز قبول نہیں کی جاتی۔“

☆☆☆

(۴۴) لعنت کرنا

نبی ﷺ نے فرمایا:

''مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑائی جھگڑا کرنا کفر ہے۔''①

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

''مومن کو لعنت کرنا اس کو قتل کرنے کی مانند ہے۔''②

رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

''لعنت کرنیوالے قیامت کے دن سفارش کر سکیں گے نہ گواہی دے سکیں گے۔'' ③

اور آپ نے فرمایا:

''کسی سچے آدمی کی یہ شان نہیں کہ وہ لعنت کرنے والا ہو۔''④

اور حدیث میں ہے:

''مومن طعن کرنے والا ہوتا ہے نہ لعنت کرنے والا اور نہ ہی فحش گو ہوتا ہے نہ بدکلام۔''⑤

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب بندہ کسی چیز پر لعنت کرتا ہے تو لعنت آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے تو اس کے آگے آسمان کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، پھر وہ دائیں بائیں جاتی ہے، جب وہ کوئی راستہ نہیں پاتی تو وہ اس شخص کی طرف لوٹتی ہے جسے لعنت کی گئی ہے بشرطیکہ وہ اس کا اہل ہو۔ ورنہ وہ اس کے قائل کی طرف لوٹ آتی ہے۔''⑥

اور نبی ﷺ نے اس عورت کو سزا دی جس نے اپنی اونٹنی پر لعنت کی تھی وہ اس طرح کہ آپ نے اس سے وہی اونٹنی سلب کر لی۔''

---

① بخاری (٦٠٤٤) مسلم (٦٤)
② بخاری (٦٠٤٤) مسلم (١١٠)
③ مسلم (٢٥٩٨)
④ مسلم (٢٥٩٧)
⑤ ترمذی (١٩٧٧)
⑥ ابوداؤد (٤٩٠٥)

عمران بن حصینؓ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کسی سفر پر تھے اور انصار کی عورت اونٹنی پر سوار تھی، وہ (اونٹنی) مشقت کی وجہ سے چلائی تو اس عورت نے اس پر لعنت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے سنا تو فرمایا: ”جو کچھ اس پر ہے اسے لے لو اور اس (اونٹنی) کو چھوڑ دو کیونکہ وہ ملعونہ ہے۔“ عمرانؓ بیان کرتے ہیں، گویا کہ میں اب اسے لوگوں کے درمیان پیدل چلتے ہوئے دیکھ رہا ہوں اور کوئی بھی اسے (سواری) پیش نہیں کر رہا۔ ①

ابوہریرہؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ”سب سے بڑی زیادتی، آدمی کا اپنے مسلمان بھائی کی عزت پر دست درازی کرنا ہے۔“ ②

> ”عمر بن قیس بیان کرتے ہیں: جب آدمی اپنی سواری پر سوار ہوتا ہے تو وہ کہتی ہے: اے اللہ! اس کو مجھ پر نرمی کرنے والا رحم کرنے والا بنا دے تو جب وہ اس پر لعنت کرتا ہے، تو وہ کہتی ہے: ہم میں سے جو اللہ اور اس کے رسول کا نافرمان ہے، اس پر اللہ عزوجل کی لعنت ہو۔“

فصل:

گناہ گاروں پر کسی تعیین وتعریف کے بغیر لعنت کرنے کا جواز۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ﴾ (هود: ١٨)

”سن لو کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔“

اور فرمایا:

﴿فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۝﴾ (ال عمران: ٦١)

”پھر ہم عاجزی سے دعا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کریں۔“

اور رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

---

① مسلم (٢٥٩٥) ② ابو داؤد (٤٨٧٧)

‘‘اللہ سود کھانے والے‘ اس کے کھلانے والے‘ اس کے گواہ اور اس کے کاتب پر لعنت فرمائے۔’’

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

‘‘اللہ حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلالہ کیا جائے پر لعنت فرمائے۔’’

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

‘‘اللہ بال ملانے والی اور جس کے لئے بال جوڑے اور ملائے جائیں پر‘ گودنے والی اور گدوانے والی پر اور پلکیں باریک کرنے والی اور کرانے والی پر لعنت فرمائے۔’’

اور آپ ﷺ نے مصیبت کے وقت آواز بلند کرنے والی‘ مصیبت کے وقت اپنے بال مونڈنے والی اور مصیبت کے وقت اپنے کپڑے پھاڑنے والی پر لعنت فرمائی اور آپ ﷺ نے مصوروں پر لعنت فرمائی اور آپ نے زمین کی حدود تبدیل کرنے والے پر لعنت فرمائی اور آپ ﷺ نے فرمایا:

‘‘اللہ اس شخص پر لعنت فرمائے جو اپنے والدین پر لعنت کرے اور جو شخص اپنی ماں کو گالی دے اللہ اس پر لعنت کرے۔’’

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

‘‘اللہ اس شخص پر لعنت کرے جو کسی نابینے شخص کو راہ سے بے راہ کر دے‘ اللہ چوپائے سے بدفعلی کرنے والے پر لعنت فرمائے اور اللہ‘ قوم لوط کا سا عمل کرنے والے پر‘ لعنت فرمائے۔’’

اور یہ کہ آپ نے اس شخص پر لعنت فرمائی جو کسی کاہن نجومی کے پاس جائے یا اس نے اپنی بیوی کی پیٹھ میں جماع کیا‘ آپ نے نوحہ کرنے والی اور اس کے آس پاس والیوں پر لعنت کی۔ آپ نے ایسے شخص پر لعنت فرمائی جو لوگوں کی امامت کرائے جبکہ وہ اسے ناپسند کرتے ہوں‘ اللہ اس عورت پر لعنت فرمائے جو اس حال میں رات گزار دے کہ اس کا خاوند اس پر ناراض ہو۔ آپ نے اس آدمی پر لعنت فرمائی جو ((حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح)) سنے اور پھر نماز کے لئے نہ آئے۔ آپ نے اللہ کے سوا کسی اور کے لئے ذبح کرنے والے پر لعنت کی‘

آپ نے صحابہ کو گالی دینے والے پر لعنت کی' آپ نے مخنثوں سے مشابہت کرنے والے مردوں اور مردوں سے مشابہت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی اور عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے مردوں اور مردوں سے مشابہت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی۔ آپ نے مردوں کا سا لباس پہننے والی عورتوں اور عورتوں کا سا لباس پہننے والے مردوں پر لعنت فرمائی۔ آپ نے لوگوں کے راستے پر رفع حاجت کرنے والے پر لعنت فرمائی' آپ نے اپنے ہاتھوں پر مہندی اور آنکھوں میں سرمہ نہ لگانے والی پر لعنت فرمائی۔ آپ نے اس شخص پر لعنت فرمائی جو عورت کو اس کے خاوند کے خلاف یا غلام کو اس کے مالک کے خلاف بہکائے اور اکسائے۔ آپ نے حائضہ سے جماع کرنے والے یا عورت کی پیٹھ میں جماع کرنے والے پر لعنت فرمائی۔ آپ نے اس شخص پر لعنت فرمائی جو اسلحہ کے ساتھ اپنے بھائی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

آپ نے مانعین زکوٰۃ وصدقہ پر لعنت فرمائی آپ نے اس شخص پر لعنت فرمائی جو اپنے آپ کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرے یا کوئی غلام اپنے آپ کو اپنے مالک کے علاوہ کسی اور کی تولیت میں دے دے۔ آپ نے اس شخص پر لعنت فرمائی جو چوپائے کو اس کے چہرے پر داغ دے۔ جب معاملہ حاکم کے پاس پہنچ جائے تو پھر سفارش کرنے والے اور سفارش قبول کرنے والے پر اللہ کی لعنت ہو۔ آپ نے اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر اپنے گھر سے جانے والی عورت پر لعنت فرمائی۔ آپ نے اس پر لعنت فرمائی جو اپنے خاوند کے بستر سے الگ رات بسر کرے حتیٰ کہ وہ پلٹ آئے۔ آپ نے اس شخص پر لعنت فرمائی جو اختیار ہونے کے باوجود نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا ترک کر دے۔ آپ نے قوم لوط کا سا عمل کرنے والے اور جس سے یہ عمل کیا جائے پر لعنت فرمائی ہے۔ آپ نے شراب' شراب نوش' اس کے ساقی' اس کے پینے والے' اس کے بیچنے والے' اس کے خریدار۔ اس کا رس نکالنے والے اور جس کے لئے رس نکالا گیا ہو' اس کے اٹھانے والے' اور جس کے لئے اٹھائی گئی' اس کی قیمت کھانے والے اور اس کی دلالت کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

"چھ قسم کے لوگ ہیں' میں نے ان پر لعنت کی' اللہ نے ان پر لعنت کی۔ اور ہر نبی مجاب

الدعوۃ ہوتا ہے اللہ کی قدر کو جھٹلانے والا' اللہ کی کتاب میں اضافہ کرنے والا' جبر و قوت کے ذریعے تسلط حاصل کرنے والے پر تا کہ وہ اس شخص کو عزت بخشے' جس کو اللہ نے ذلیل کر دیا ہے اور اس شخص کو ذلیل کرنے کی کوشش کرے جس کو اللہ نے عزیز بنا دیا ہے۔ اللہ کے حرم کو حلال قرار دینے والا' اور میری اولاد میں سے جس کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے' اس کو حلال سمجھنے والا' میری سنت کو ترک کرنے والا' اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنے والے پر لعنت فرمائی' مشت زنی کرنے والے پر لعنت فرمائی۔ آپ نے ماں اور اس کی بیٹی سے نکاح کرنے والے پر لعنت فرمائی حکم کے معاملے پر رشوت دینے والے' رشوت لینے والے اور ان دونوں کے درمیان کوشش کرنے والے پر لعنت فرمائی۔ آپ نے علم چھپانے والے' غلہ ذخیرہ کرنے والے اور مسلمان کو تنہا چھوڑ کر اس کی مدد نہ کرنے والے پر لعنت فرمائی۔ آپ نے والی و سربراہ پر لعنت فرمائی جب اس میں رحمت نہ ہو۔ آپ نے کنارہ کشی اختیار کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائی جو کہتے ہیں کہ ہم شادی نہیں کریں گے۔ آپ نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو (عبادت کی خاطر) شادی نہیں کرتیں' آپ نے جنگل و بیابان میں اکیلے سفر کرنے والے پر لعنت فرمائی' ہم اللہ سے اس کی اور اس کے رسول ﷺ کی لعنت سے پناہ چاہتے ہیں۔"

فصل:

جان لیجئے کہ پاک دامن مسلمان پر لعنت کرنا' مسلمانوں کے اجماع کی رو سے حرام ہے۔ مذموم اوصاف کے حامل افراد پر لعنت کرنا جائز ہے جیسا کہ اللہ ظالموں پر لعنت کرے' اللہ کافروں پر لعنت کرے' اللہ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے اور اسی طرح جیسا کہ بیان ہو چکا ہے بہر حال کسی معین شخص کو اس کے کسی گناہ سے موصوف ہونے کی وجہ سے لعنت کرنا جیسے یہودی یا عیسائی یا ظالم یا زانی یا چور یا سود خور۔ پس ظواہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ (لعنت کرنا) حرام نہیں۔

غزالی ؒ نے اس کی تحریم کی طرف اشارہ کیا ہے سوائے اس شخص کے بارے میں جس کو

ہم جانتے ہوں کہ وہ حالت کفر پر فوت ہوا ہے۔ جیسا کہ ابولہب' ابوجہل' فرعون' ہامان اور ان جیسے

انہوں نے فرمایا: کیونکہ لعنت وہ اللہ کی رحمت سے دوری ہے اور ہم نہیں جانتے کہ اس فاسق و کافر کا خاتمہ کس چیز (عقیدے) پر کیا جائے گا۔

فرمایا: رہے وہ لوگ جن پر رسول اللہ ﷺ نے ان کے تعیین کے ساتھ لعنت فرمائی جیسا کہ آپ نے فرمایا:

> ''اے اللہ! رعل و ذکوان اور عصیہ پر لعنت فرما' انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔''

یہ تین عرب قبیلے ہیں' پس ان پر نام لے کر لعنت کرنا جائز ہے۔ اس لئے کہ آپ ﷺ ان کی کفر پر موت واقع ہونے کو جان لیا ہو۔ کسی انسان پر بددعا کرنا بھی لعنت کے قریب ہے حتیٰ کہ ظالم کے لئے بددعا کرنا جیسا کہ انسان کہے: اللہ اس کے جسم کو صحت و درستگی عطا نہ فرمائے اور اللہ اسے سلامت نہ رکھے اور جو اس کے مشابہ ہو۔ یہ سب مذموم ہے۔ اسی طرح حیوانات و جمادات پر لعنت کرنا پس یہ سب مذموم ہے۔

بعض علماء نے کہا ہے: جو شخص کسی ایسے شخص پر لعنت کرے جو اس لعنت کا مستحق نہ ہو تو اس نے یہ کہنے میں جلدی کی الا یہ کہ وہ مستحق نہ ہو۔

فصل:

نیکی کا حکم کرنے والے اور برائی سے منع کرنے والے اور ہر ادب سکھانے والے کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے مخاطب کو اس طرح کے الفاظ کہے: تجھ پر افسوس' ضعیف الحال' اپنا کم خیال رکھنے والے' اپنی جان پر ظلم کرنے والے یا اس طرح کے الفاظ بشرطیکہ وہ جھوٹ نہ ہو نیز اس میں صراحت یا کنایہ اشارہ میں تہمت کا کوئی لفظ نہ ہو خواہ وہ اس میں سچا ہو' ہم نے جو بیان کیا ہے وہ صرف جائز ہے لیکن اس میں تادیب اور زجر و توبیخ مدنظر ہو اور کلام دل میں اتر جانے والا ہو۔ واللہ اعلم

اے اللہ! ہمارے دلوں کو اپنے سوا دوسروں سے تعلق قائم کرنے سے محفوظ فرما اور ہمیں اس

قوم میں شامل فرما جن سے تو محبت کرتا ہے اور وہ تجھ سے محبت کرتے ہیں۔ ہماری، ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کی مغفرت فرما۔

نصیحت:

کم زادراہ رکھنے والے راستہ بہت دور دراز ہے نقصان دہ چیز کو اختیار کرنے اور مفید چیز کو ترک کرنے والے! تیرا کیا خیال ہے کہ تجھ پر ہدایت کا معاملہ مخفی ہے۔ تم کب تک وقت ضائع کرتے رہو گے حالانکہ وہ حاضر باش نگہبان کے ذریعے شمار کیا جا رہا ہے۔

مضى أمسك الماضي شهيدًا معدلا　　و أعقبه يوم عليك شهيد
فإن كنت بالأمس اقترفت إساءة　　فبادر بإحسان و أنت حميد
ولا تبق فضل الصالحات إلى غد　　فرقب غد يأتي و أنت فقيد
إذا ما المنايا أخطأتك و صادفت　　حميمك فاعلم أنها ستعود

’’تیری رات گزر کر ماضی کا حصہ بن گئی لیکن وہ تجھ پر گواہ ہوگی۔ اس کے بعد دن آ گیا اور وہ بھی تجھ پر گواہ ہوگا۔‘‘

’’اگر کل تو نے کسی گناہ کا ارتکاب کیا تھا تو پھر نیکی کرنے کی طرف جلدی کر اس طرح کہ تو قابل تعریف بن جائے۔‘‘

’’نیکی کے کاموں کو کل تک کے لئے نہ چھوڑ ممکن ہے کل آئے تو تو نہ ہو۔‘‘

’’جب موت نے تجھے چھوڑ کر تیرے دلی دوست کی جان لے لی تو پھر جان رکھ کہ وہ عنقریب پھر آئے گی۔‘‘

☆☆☆

(۴۵) عہد شکنی اور بدعہدی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا﴾ (بنی اسرائیل: ٣٤)

”اور اقرار پورا کیا کرو اور یاد رکھو کہ عہد کی باز پرس ہوگی۔“

الزجاجؒ نے فرمایا:

”ہر وہ چیز جس کا اللہ نے حکم فرمایا یا جس چیز سے منع فرمایا وہ عہد ہے۔“

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ لَمْ يَاْتُوْكَ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ﴾ (المائدة: ١)

”ایمان والو! اپنے اقرار کو پورا کرو۔“

الواحدیؒ نے فرمایا: ابن عباسؓ نے والبی کی روایت میں فرمایا: ((**العھود**)) یعنی وہ چیز جس کو قرآن میں حلال قرار دیا گیا یا جسے حرام کہا گیا۔ جو چیز فرض کی گئی اور جو حد ہے۔

ضحاکؒ نے فرمایا: **عھود** یہ وہ امور ہیں جن پر اللہ نے اس امت سے عہد لیا ہے کہ اس نے جو حلال کیا اور جسے حرام ٹھہرایا۔ نماز فرض قرار دی اور اسی طرح باقی سارے فرائض کو پورا کریں اور اسی طرح عہوذ عہد کی جمع ہے اور العقد بمعنی معقود اور یہ وہی ہے جو محکم قرار دیا گیا ہے۔ جو اللہ نے ہم پر فرض کیا ہے اسی کو محکم قرار دیا ہے اس کو کسی حال میں بھی توڑنے کا کوئی چارہ نہیں۔

مقاتل بن حبان نے فرمایا: ((**اوفوا بالعقود**)) اللہ نے جس کا تم سے قرآن میں عہد لیا ہے۔ اپنی اطاعت کا جو تمہیں حکم دیا کہ تم اس کے مطابق عمل کرو اور اس کا منع کرنا جس سے اس

نے تمہیں منع کیا ہے۔ اور وہ عہد بھی جو تمہارے اور مشرکین کے درمیان ہے اور وہ جو لوگوں کے درمیان عہد ہے۔ واللہ اعلم

نبی ﷺ نے فرمایا:

''چار خصلتیں ہیں' وہ جس شخص میں ہوں تو وہ خالص منافق ہے۔ اور جس میں ان میں سے ایک خصلت ہو تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے حتیٰ کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے' جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے' جب عہد کرے تو عہد شکنی کرے اور جب جھگڑا کرے تو گالی گلوچ کرے۔'' ①

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

''روز قیامت پر دھوکے باز' بے وفا کے لئے ایک جھنڈا ہوگا اور کہا جائے گا: یہ فلاں بن فلاں کی بے وفائی' عہد شکنی ہے۔'' ②

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

''تین قسم کے لوگ ہیں جن سے روز قیامت میں جھگڑا کروں گا۔ وہ آدمی جس نے مجھے ضامن ٹھہرایا پھر بے وفائی کی۔ وہ آدمی جس نے کسی آزاد شخص کو فروخت کیا اور اس کی قیمت کھائی اور ایک وہ آدمی جس نے کسی مزدور کو کام پر لگایا' اس سے پورا پورا کام لیا لیکن اس کو اس کی اجرت نہ دی۔'' ③

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس شخص نے اطاعت سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا تو وہ قیامت کے دن اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کے حق میں کوئی حجت نہیں ہوگی اور جو شخص اس حال میں

---

① بخاری (٣٤) مسلم (٥٨)

② اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قیامت کے دن انسان کو اس کے والد کے نام سے پکارا جائے گا۔ ہمارے ہاں جو مشہور ہے کہ انسان کو والدہ کے نام سے پکارا جائے گا' صحیح نہیں۔ واللہ اعلم (مترجم) مسلم (١٧٣٨)

③ بخاری (٢٢٢٧)

وفات پائے کہ اس کی گردن میں بیعت نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔“ ①

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اسے آگ سے بچا کر جنت میں داخل کر دیا جائے تو اس کی موت اس حال میں آئے کہ وہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، وہ لوگوں سے اس طرح پیش آئے جس طرح وہ پسند کرتا ہے کہ لوگ اس سے پیش آئیں۔ جو شخص کسی امام کی بیعت کرے اور اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دے اور اپنے دل کا ثمر (اپنی محبت) اسے دے دے تو وہ مقدور بھر اس کی اطاعت کرے۔ اگر کوئی (دوسرا) شخص آ کر اس سے جھگڑا کرے تو اس دوسرے کی گردن مار دو۔“ ②

☆☆☆

---

① مسلم (١٨٥١) ② مسلم (١٨٤٤)

(۴٦) کاہن و نجومی کی تصدیق کرنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًاo﴾ (بنی اسرائیل: ٣٦)

"اور جس بات کا تمہیں علم نہ ہو اس کے پیچھے نہ پڑو کیونکہ کان آنکھ اور دل ان سب سے باز پرس ہوگی۔"

الواحدی نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ﴾ کی تفسیر میں فرمایا: الکلبی نے فرمایا: جس چیز کے بارے میں تمہیں علم نہ ہو وہ نہ کہو۔ قتادہؒ نے فرمایا: ایسے نہ کہو میں نے سنا اور تم نے سنا نہ ہو میں نے دیکھا جبکہ تم نے دیکھا نہ ہو میں جانتا ہوں جبکہ تم جانتے نہ ہو اور اس کا معنی یہ ہے کہ کسی چیز کے بارے میں لاعلمی سے بات نہ کرو۔

اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًاo﴾ (بنی اسرائیل: ٣٦)

الوالبی نے ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا: اللہ بندوں سے سوال کرے گا کہ انہوں نے ان کو کہاں اور کیسے استعمال کیا تھا۔ اس میں اس چیز کو دیکھے جس کا دیکھنا حلال نہیں اس چیز کو سننا جس کا سننا حرام ہے اور ایسی چیز کا ارادہ کرنا جو کہ جائز نہیں کے بارے میں زجر و توبیخ ہے۔ واللہ اعلم

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًاo اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًاo﴾ (الجن: ٢٦ - ٢٧)

"وہ عالم الغیب ہے اور اپنے غیبی علوم پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ ہاں اپنے کسی ایسے رسول کو جس کو وہ منتخب کر لے۔"

ابن الجوزیؒ نے فرمایا: عالم الغیب وہ اللہ عزوجل وحدہ لاشریک ہے، وہ اپنی بادشاہت میں

یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا، لوگوں میں سے کوئی بھی اس کو نہیں جانتا البتہ اپنے کسی ایسے رسول کو جس کو وہ منتخب کر لے اس کو مطلع کر دیتا ہے۔ کیونکہ رسولوں کے صدق پر دلیل، ان کا غیب کی خبریں بتانا ہے۔ معنی یہ ہے کہ وہ جس کو رسالت کے لئے منتخب کر لیتا ہے اس کو جس قدر چاہتا ہے غیب پر مطلع کر دیتا ہے۔ پس اس میں اس شخص کے خلاف دلیل ہے جو یہ زعم رکھتا ہے کہ نجوم (ستارے، نجومی) غیب پر دلالت کرتے ہیں، تو وہ کافر ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> ''جو شخص کسی نجومی یا کاہن کے پاس آئے اور وہ جو کہے، اس کی تصدیق کرے، تو اس نے محمد ﷺ کی شریعت کا انکار کر دیا۔'' ①

زید بن خالد جہنیؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے رات کے وقت ہونے والی بارش کے بعد، ہمیں صبح کی نماز پڑھائی پس جب آپ فارغ ہوئے تو آپ نے لوگوں کی طرف چہرہ مبارک کرتے ہوئے فرمایا:

> ''کیا تم جانتے ہو کہ ہمارے رب نے کیا فرمایا ہے؟''

صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا:

> ''میرے بندوں میں سے صبح کے وقت کچھ مجھ پر ایمان لے آئے اور کچھ نے کفر کیا پس جس نے کہا: اللہ کے فضل و کرم اور اس کی رحمت سے ہم پر بارش ہوئی ہے تو یہ وہ ہے جو مجھ پر ایمان لایا اور کواکب کا انکار کیا اور جس نے کہا ہم پر اس وجہ سے اس وجہ سے بارش ہوئی ہے تو اس نے میرے ساتھ کفر کیا اور کواکب پر ایمان لایا۔'' ②

علماء نے فرمایا: اگر کسی مسلمان نے کہا: ہم پر اس وجہ سے، اس وجہ سے بارش ہوئی ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ ''النوء'' ہی بارش کا موجد و فاعل اور اسے برسانے والا ہے تو بلا شک وہ کافر مرتد ہو جاتا ہے اور اگر وہ یہ ارادہ رکھتا ہے کہ یہ چیز نزول بارش کی علامت ہے اور اس علامت کے ہوتے ہوئے بارش ہوتی ہے لیکن وہ اللہ کے فعل و تخلیق سے نازل ہوتی ہے، تو ایسا نظریہ رکھنے والے کو کافر نہیں کہا جائے گا۔ اس کی کراہت کے بارے میں اختلاف ہے اور مختار قول یہ ہے کہ

---

① ابو داؤد (٣٩٠٤)، ترمذی (١٣٥)

② بخاری (٨٤٦) مسلم (٧١)

یہ مکروہ ہے کیونکہ یہ کفار کے الفاظ میں سے ہے اور حدیث کے ظاہر سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> ''جو شخص کسی کاہن کے پاس ائے اور وہ جو کچھ کہے یہ اس کی تصدیق کرے تو اس کی چالیس روز کی نماز قبول نہیں ہوتی۔'' ①

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کاہنوں کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ''وہ کچھ بھی نہیں۔'' انہوں نے عرض کیا' اللہ کے رسول! کیا وہ اس طرح اس طرح نہیں کہتا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کلمہ حق ہے جس کو جن یاد کر لیتا ہے اور پھر وہ اس کو اپنے دوست ساتھی کے کان میں ڈال دیتا ہے اور وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا دیتا ہے۔''

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''فرشتے آسمان دنیا پر آتے ہیں تو وہ آسمان میں فیصلہ ہونے والے امر کے بارے میں بات کرتے ہیں تو شیطان چوری سے اس آواز کو سن لیتا ہے' وہ اسے سن کر کاہنوں کی طرف القا کر دیتا ہے اور وہ اس کے ساتھ اپنی طرف سے سو جھوٹ ملا دیتے ہیں۔'' ②

قبیصہ بن ابی المخارق ؓ بیان کرتے ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

العیافة الطیرة اور الطرق جبت ہیں۔''

((الطرق)) ڈانٹ یعنی پرندے کو ڈانٹنا اور وہ اس طرح کہ وہ اس کی اڑان سے اچھی یا بری فال لیتے ہیں اگر وہ اپنی دائیں جانب اڑے تو اس کو باعث بارکت وسعادت تصور کرتے ہیں اور اگر بائیں طرف اڑتا تو اسے برا تصور کرتے' ابوداؤدؒ نے فرمایا: ((العیافة)) لکیر کھینچ کر فال لینا۔

((الطیرہ)) ''اچھا یا برا شگون لینا۔''

الجوہری نے فرمایا: ((الجبت)) ایسا کلمہ ہے جس کا صنم' کاہن اور جادوگر وغیرہ پر اطلاق ہوتا ہے۔

---

① مسلم (۲۲۳۰) ② بخاری

ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جس شخص نے علم نجوم کا کچھ حصہ حاصل کیا تو اس نے جادو کا حصہ حاصل کیا اور وہ جس قدر علم نجوم میں بڑھتا جائے گا، اسی قدر جادو میں بڑھتا جائے گا۔“①

علی بن ابی طالبؓ نے فرمایا: کاہن جادوگر ہے اور جادوگر کافر ہے۔ پس ہم اللہ سے دنیا و آخرت میں عافیت وعصمت کا سوال کرتے ہیں۔

نصیحت:

اللہ کے بندو! اپنے تلف ہونے سے پہلے اپنے سلف کے بارے میں غور وفکر کرو، اپنی قبروں میں جانے سے پہلے اپنے امور پر نظر ڈال لو، اپنی تحویل کے فوت ہونے سے پہلے کوچ کی تیاری کر لو، ساتھی دوست بھائی کہاں ہیں؟ ایوان پختہ ومضبوط کرنے والا کہاں ہے؟ اللہ کی قسم! وہ وطنوں سے کوچ کر گئے، ان کے کفن قبروں میں ریزہ ریزہ ہو گئے ان کے متنبہ وآگاہ کرنے والے نے اہل معرفت کو زوردار آواز میں یہ پیغام سنایا: ﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ﴾ (الرحمن: ٢٦) ”جو کوئی روئے زمین پر ہے فنا ہونے والا ہے۔“

احوال نے انہیں الٹ پلٹ کر دیا، وہ راتوں کے ہاتھوں میں کھیلے، وہ اولاد واموال سے غافل ہو گئے، چند راتوں کے بعد ان کے احباب نے انہیں بھلا دیا، وہ مٹی سے جا ملے، وہ اموال سے دوری اختیار کر گئے۔ اگر ان میں سے کسی کو بولنے کی اجازت دے دی جائے تو وہ یوں کہے:

من رآنا فليحدث نفسه   أنه وقف على قرب زوال
و صروف الدهر لا يبقى لها   ولما تأتى به صم الجبال
رُبّ ركبٍ قد أناخوا حولنا   يشربون الخمر بالماء الزلال
والأباريق عليهم قدمت   وعتاق الخيل تردى بالجلال

”جو شخص ہمیں دیکھے تو وہ اپنے آپ سے بیان کرے کہ وہ زوال کے کنویں پر ٹھہرا ہے۔“

---

① ابو داؤد (٣٩٠٥)

"حوادث زمانہ اس پر کچھ رحم نہیں کھائیں گے اور ابھی اس پر پہاڑوں جیسے مصائب نہیں آئے۔"

"کچھ مسافروں نے ہمارے آس پاس پڑاؤ ڈالا ہے۔ وہ صاف ٹھنڈے شیریں پانی کے ساتھ شراب پیتے ہیں۔"

"پیالے اور جام ان پر پیش کیے گئے اصیل اور عمدہ نسل کے گھوڑے اپنے جھول اوڑھے ہوئے تھے۔"

"انہوں نے بڑی عیش و عشرت کے ساتھ زمانے کو آباد کیا۔ ان کے زمانے کی روشنی و چمک دمک کا ہونا ناممکن نہیں تھا۔"

"پھر وہ زمانے کے ہاتھوں میں کھلونا بن گئے۔ زمانہ آدمیوں کے ساتھ اسی طرح کرتا ہے۔"

☆☆☆

(۴۷) عورت کا اپنے خاوند کی اطاعت نہ کرنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَ اهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَ اضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا.﴾ (النساء: ٣٤)

”اور جن عورتوں کی سرکشی کا تمہیں اندیشہ ہو تو پہلے انہیں نصیحت کرو، اور انہیں بستر خواب پر تنہا چھوڑ دو اور (پھر بھی نہ مانیں تو) انہیں مارو اور اگر مان جائیں تو پھر ان کے خلاف کوئی راہ نہ تلاش کرو یقین جانو کہ اللہ سب سے بلند اور سب سے بڑا ہے۔“

الواحدیؒ نے فرمایا: یہاں ((النشوز)) کا معنی ہے خاوند کی نافرمانی کرنا اور وہ ہے خلاف ورزی کے ساتھ اس (خاوند) پر بلند و غالب ہونا۔

عطاءؒ نے فرمایا: وہ یہ ہے کہ وہ (عورت) اس (خاوند) کے لئے عطر و خوشبو لگائے لیکن اس کو اپنے قریب نہ آنے دے اور وہ اس کی جو اطاعت کیا کرتی تھی اسے چھوڑ کر نافرمانی پر اتر آئے۔

((فعظوھن)) انہیں اللہ کی کتاب کے ذریعے نصیحت کرو اور اللہ نے اس کے ذریعے انہیں جس چیز کا حکم دیا ہے، وہ ان کو یاد دلاؤ۔

﴿وَ اهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ﴾ ابن عباسؓ نے فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ وہ بستر پر اس کی طرف پیٹھ کر دے اور اس سے کلام نہ کرے۔

شعبی اور مجاہد رحمہما اللہ نے فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اس کو بستر خواب پر تنہا چھوڑ دے اور اس کے ساتھ نہ سوئے۔

((واضربوھن)) انہیں مارو لیکن وہ اذیت ناک نہ ہو۔

ابن عباسؓ نے فرمایا: ادب سکھانے کے لئے مارنا، جیسے گھونسا وغیرہ اور خاوند کے لئے ہے

کہ وہ اپنی عورت کی نافرمانی کی، اس آیت میں مذکورہ ترتیب وحکم کے مطابق، تلافی کرے۔

(فان اطعنکم) اگر وہ تمہاری اطاعت کریں اس بارے میں جو ان سے مطلوب ہے۔

(فلا تبغوا علیھن) اس بارے میں ابن عباسؓ نے فرمایا: ان پر ناکردہ گناہوں کا الزام نہ لگاؤ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب آدمی اپنی عورت کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ نہ آئے تو صبح ہونے تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔" ①

اور یہ الفاظ بھی ہیں:

"اور وہ (آدمی) اس پر ناراضی کے عالم میں رات بسر کرے تو صبح ہونے تک فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔"

اور صحیحین کے یہ الفاظ بھی ہیں:

"جب عورت اپنے خاوند کی نافرمانی کرتے ہوئے اس کے بستر سے الگ رات بسر کرے تو وہ ذات جو آسمان میں ہے وہ اس پر ناراض ہو جاتی ہے حتیٰ کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو جائے۔" ②

جابر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا:

"تین قسم کے لوگ ہیں، اللہ ان کی نماز قبول کرتا ہے نہ ان کی کوئی نیکی آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے۔ مفرور غلام، حتیٰ کہ وہ اپنے مالکوں کے پاس واپس آ جائے اور اپنا دست اطاعت ان کے ہاتھوں میں دے دے اور وہ عورت جس پر اس کا خاوند ناراض ہو حتیٰ کہ وہ اس سے راضی ہو جائے اور نشے میں مدہوش حتی کہ وہ ہوش میں آ جائے۔" ③

حسن بیان کرتے ہیں، مجھے اس شخص نے بیان کیا جس نے نبی ﷺ سے سنا فرماتے ہیں:

---

① بخاری (٣٢٣٧) ② مسلم (١٤٣٦)

③ طبرانی نے عبداللہ بن محمد بن عقیل کی روایت سے الاوسط میں روایت کیا ہے۔ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اسے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور یہ زہیر بن محمد کی روایت سے ہے۔ (الترغیب) ابن عقیل اپنے سوء حفظ کی وجہ سے مختلف فیہ ہے۔ اسی طرح زہیر بن محمد تمیمی ہے۔

’’روز قیامت عورت سے سب سے پہلے اس کی نماز اور اس کے خاوند کے متعلق پوچھا جائے گا۔‘‘

حدیث نبوی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’جو عورت اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے اس کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے خاوند کے ہوتے ہوئے اس کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ رکھے اور وہ اس کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر کسی کو داخل ہونے کی اجازت نہ دے۔‘‘ ①

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

’’اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔‘‘ ②

حصین بن محصن رضی اللہ عنہ کی پھوپھی بیان کرتی ہیں، انہوں نے نبی ﷺ سے اپنے خاوند کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا:

’’دیکھو تم اس سے کس مقام پر ہو، کیونکہ وہی تمہاری جنت اور وہی تمہاری جہنم ہے۔‘‘

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ اس عورت کی طرف (نظر رحمت سے) نہیں دیکھتا جو اپنے خاوند کا شکر ادا نہیں کرتی، حالانکہ وہ اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتی۔‘‘ ③

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

’’جب عورت اپنے خاوند کے گھر سے نکلتی ہے تو فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں، حتیٰ کہ وہ واپس آ جائے یا توبہ کر لے۔‘‘ ④

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’جو عورت اس حال میں وفات پائے کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو تو وہ جنت میں داخل ہو گی۔‘‘ ⑤

---

① بخاری ② ترمذی (۸۵۹) ③ نسائی فی عشرۃ النساء (۲۴۹)

④ طبرانی نے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسے روایت کیا ہے۔ منذری نے اس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ⑤ ابن ماجہ

پس عورت پر واجب ہے کہ وہ اپنے خاوند کی رضا مندی طلب کرے اور اس کی ناراضی سے بچے اور جب وہ اس کے پاس آنا چاہیے تو وہ اس سے دور نہ ہو کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

’’جب آدمی اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے تو وہ اس کے پاس آجائے خواہ وہ تندور پر ہو۔‘‘

علماء نے بیان کیا ہے کہ الا یہ کہ اس کے پاس حیض یا نفاس کا عذر ہو۔

وہ اس حالت میں اس سے جماع نہ کرے حتیٰ کہ وہ غسل کرلے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ.﴾ (البقرہ: ۲۲۲)

’’پس حیض کے دنوں میں عورتوں سے دور ہو اور ان کے پاس نہ جاؤ یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں۔‘‘

یعنی جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں، ان سے جماع نہ کرو۔

ابن قتیبہ نے فرمایا: جب ان کو خون آنا بند ہو جائے تو وہ پاک ہو جائیں یعنی جب وہ پانی سے غسل کرلیں۔ واللہ اعلم

اور جیسا کہ نبی ﷺ کا فرمان گزرا ہے:

’’جو شخص حائضہ کے پاس آئے یا عورت سے اس کی پیٹھ میں جماع کرے تو اس نے محمد ﷺ کی شریعت کا انکار کر دیا۔‘‘

اور ایک دوسری حدیث میں ہے:

’’وہ شخص ملعون ہے جو حائضہ سے یا عورت کی پیٹھ میں جماع کرے۔‘‘

نفاس، حیض کی مثل ہے اور اس کی مدت چالیس روز تک ہے۔ پس عورت کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے خاوند کی اطاعت کرے جب وہ حیض و نفاس کی حالت میں اس سے جماع کرنے کا ارادہ کرے اس کے علاوہ جو امور ہیں، ان میں اس کی اطاعت کرے اور عورت کو چاہیے کہ وہ جان لے کہ وہ خاوند کے لئے مملوک کی طرح ہے، وہ اپنے بارے میں اپنے خاوند کے

مال میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف نہ کرے اور وہ اس (خاوند) کے حق کو اپنے حق پر مقدم جانے' اس کے رشتے داروں کے حقوق کو اپنے رشتے داروں کے حقوق پر مقدم رکھے' وہ نظافت کے تمام اسباب کے ساتھ' خاوند کی خدمت و منفعت کے لئے تیار رہے' وہ اپنے حسن و جمال کی وجہ سے اس پر فخر نہ کرے اور وہ اس کو بدصورتی کا عیب نہ لگائے اگر وہ اس میں ہو۔

الاصمعی بیان کرتے ہیں: میں ایک جنگل میں گیا تو ایک خوبصورت عورت تھی لیکن اس کا خاوند بدصورت تھا۔ میں نے اسے کہا: تو نے اسے اپنے لئے کیسے پسند کر لیا کہ تو اس جیسے شخص کو بیوی ہو؟ اس نے کہا: اے شخص سن! شاید کہ اس نے کوئی نیکی کی ہو جو اس کے اور اس کے خالق اللہ کے درمیان ہو تو اس نے مجھے اس کا ثواب بنا دیا ہو' اور شاید کے میں نے کوئی غلطی کی ہو تو اس نے اس کو میرے لئے سزا بنا دیا ہو۔

عائشہؓ بیان کرتی ہیں عورتوں کی جماعت! اگر تم جان لو کہ تمہارے خاوندوں کے تم پر جو حقوق ہیں تو تم میں سے عورت اپنے چہرے کے رخسار سے اپنے خاوند کے پاؤں کی غبار صاف کرتی۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا:

> ''تمہاری عورتوں میں سے اہل جنت میں سے اور محبت کرنے والی وہ ہے کہ جب وہ کوئی تکلیف پہنچاتی ہے یا اسے کوئی تکلیف دی جاتی ہے تو وہ اپنے خاوند کے پاس آتی ہے حتیٰ کہ وہ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں رکھ کر کہتی ہے: میں سو نہیں سکوں گی حتیٰ کہ آپ راضی ہو جائیں۔''

عورت پر یہ بھی واجب ہے کہ وہ اپنے خاوند سے ہمیشہ حیا کرے اس کے سامنے اپنی نظر نیچی رکھے۔ اس کے حکم کی اطاعت کرے اس کے بات کرتے وقت خاموش رہے' اس کے آنے پر کھڑی ہو جائے۔ ① ان تمام چیزوں سے دور رہے جو اس کی ناراضی کا باعث بنیں' اس کے باہر نکلتے وقت (الوداع کرنے کے لئے) اس کے ساتھ کھڑی ہو' اس کی نیند کے وقت اپنے آپ کو اس پر پیش کرے اس کی غیر موجودگی میں اس کے بستر' اس کے مال اور اس کے گھر میں خیانت نہ کرے' فضا کو خوشگوار بنائے' منہ کو مسواک کے ذریعے صاف کرتی رہے اور کستوری

---

① استقبال کرنے کے لئے کھڑی ہو جائے' ویسے تعظیماً کھڑا ہونا منع ہے۔ (مترجم)

وخوشبو کا اہتمام کرے' اس کی موجودگی میں ہمیشہ زیب و زینت کا خیال رکھے اور اس کی غیر موجودگی میں اسے ترک کر دے اس کے اہل و اقارب کی تکریم وعزت کرے اور اس کی طرف سے ملنے والی قلیل چیز کو بھی کثیر تصور کرے۔

فصل:

یہ اپنے خاوند کی اطاعت گزار بیوی کی فضیلت اور نافرمان عورت کے عذاب کی شدت کے بارے میں فصل ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والی عورت کو چاہیے کہ وہ اللہ کی اور اپنے خاوند کی اطاعت کے لئے کوشش کرے اور وہ اس کی رضا مندی کے حصول کے لئے اپنی پوری کوشش کرے؟

وہی اس کی جنت اور وہی اس کی جہنم ہے نبی ﷺ نے فرمایا:

''جو عورت اس حال میں وفات پائے کہ اس کا خاوند اس پر راضی ہو تو وہ جنت میں جائے گی۔''

اور حدیث میں یہ بھی ہے:

''جب عورت اپنی پانچوں نمازیں پڑھے' اپنے ماہ (رمضان) کے روزے رکھے اور اپنے خاوند کی اطاعت کرے تو وہ جنت کے دروازوں میں سے جس میں سے چاہے داخل ہو جائے۔''

اور آپ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

''اپنے خاوند کی اطاعت کرنے والی عورت کے لئے' پرندے ہواؤں میں' مچھلیاں پانی میں' فرشتے آسمان میں اور سورج و چاند' مغفرت طلب کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنے خاوند کی رضا تلاش کرتی رہتی ہے اور جو عورت اپنے خاوند کی نافرمانی کرتی ہے تو اس پر اللہ' فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت برستی ہے۔ اور جو عورت اپنے خاوند کو ترش روئی سے دیکھتی ہے تو وہ اللہ کی ناراضی میں رہتی ہے حتیٰ کہ وہ اس (خاوند) کو ہنسائے اور اس کو راضی کرے۔ اور جو عورت اپنے خاوند کی اجازت کے

بغیر اپنے گھر سے نکلتی ہے تو فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں حتیٰ کہ وہ واپس آ جائے۔"

اور رسول اللہ ﷺ ہی سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

"چار قسم کی عورتیں جنتی ہیں اور چار قسم کی جہنمی ہیں۔ جہاں تک چار جنتی عورتوں کا تعلق ہے تو ان میں سے ایک وہ پاک دامن عورت ہے جو اللہ اور اپنے خاوند کی اطاعت گزار ہے، بچے جننے والی، صبر کرنے والی اور اپنے خاوند کے ساتھ معمولی چیز پر قناعت کرنے والی، حیا والی اگر اس کا خاوند غائب ہو تو وہ اپنی جان اور اس کے مال کی حفاظت کرتی ہے اور جب وہ موجود ہو تو پھر اپنی زبان کو اس سے روکتی ہے اور چوتھی وہ عورت ہے اس کا خاوند فوت ہو جائے، اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہوں، وہ اپنے آپ کو اپنی اولاد کی خاطر روکے رکھے، ان کی اچھی پرورش اور تربیت کرے اور وہ اس اندیشے شادی نہ کرے کہ وہ ضائع ہو جائیں گے۔"

اور وہ چار قسم کی عورتیں جو جہنم میں جائیں گی۔ ایک وہ عورت جو اپنے خاوند پر بدزبانی کرتی ہے، یعنی اپنے خاوند پر زبان درازی کرتی ہے، زبان درازی سے مراد ہے فحش گوئی اگر اس کا خاوند اس سے غائب ہو تو وہ اپنے نفس کو نہ بچائے اور اگر وہ موجود ہو تو پھر اپنی زبان سے اسے تکلیف پہنچائے۔ دوسری عورت وہ ہے جو اپنے خاوند کو ایسی تکلیف سے دوچار کر دے جس کی وہ طاقت نہیں رکھتا، تیسری عورت وہ ہے جو اپنے آپ کو مردوں سے نہیں چھپاتی اور وہ بناؤ سنگار کر کے اپنے گھر سے نکلتی ہے۔ اور چوتھی عورت وہ ہے جس کا مقصد صرف کھانا پینا اور سونا ہو۔ وہ نماز کا شوق رکھتی ہے نہ اللہ اور اس کے رسول اور اپنی خاوند کی اطاعت کا پس جب عورت اس صفت سے متصف ہو کر اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر اپنے گھر سے نکلتی ہے تو وہ ملعونہ جہنمی ہے الا یہ کہ وہ اللہ کے حضور توبہ کر لے۔

اور نبی ﷺ نے فرمایا:

"میں نے جہنم میں جھانک کر دیکھا تو وہاں اکثریت عورتوں کی تھی۔"

اور یہ ان کی اللہ، اس کے رسول اور ان کے خاوندوں کی قلت اطاعت اور ان کے کثرت

تبرج کی وجہ سے ہے اور ''التبرج'' سے مراد ہے کہ جب عورت (گھر سے) باہر جانے کا ارادہ کرے تو وہ اپنا بہترین لباس زیب تن کرے، بناؤ سنگار اور حسن جمال کا اہتمام کرے اور پھر اپنے ذریعے لوگوں کو فتنے کا شکار کرنے کے لئے باہر نکلے، اگر وہ خود کو بچا بھی لے تو لوگ اس سے نہیں بچ سکتے۔ اسی لئے نبی ﷺ نے فرمایا:

> ''عورت پردے کی چیز ہے، پس جب وہ اپنے گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کو لوگوں کی نگاہ میں مزین کر کے دکھاتا ہے۔''

اللہ کی طرف سے عورت کے لئے سب سے بڑی عظمت یہی ہے کہ وہ اپنے گھر میں رہے۔ اور حدیث میں بھی ہے: ''عورت پردے کی چیز ہے اس کو گھروں میں رکھو۔'' کیونکہ جب عورت راستے کی طرف روانہ ہوتی ہے تو اس کے گھر والے اسے کہتے ہیں کہاں کا ارادہ ہے؟ وہ کہتی ہے: میں کسی مریض کی عیادت کرنے، جنازے میں شرکت کرنے جا رہی ہوں۔ شیطان اس کے ساتھ ہی رہتا ہے حتیٰ کہ وہ اپنے گھر سے نکلتی ہے۔ عورت اپنے گھر میں بیٹھ کر اپنے رب کی عبادت کر کے اور اپنے خاوند کی اطاعت کر کے جس قدر اللہ کی رضا حاصل کرتی ہے اس قدر کسی اور ذریعے سے حاصل نہیں ہوتی۔

علیؓ نے اپنی اہلیہ فاطمہؓ سے فرمایا: فاطمہ! عورت کے لئے کیا بہتر ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ وہ مردوں کو نہ دیکھے اور وہ اسے نہ دیکھیں۔ علیؓ فرمایا کرتے تھے: کیا تمہیں حیا نہیں آتی کیا تم کو غیرت نہیں آتی؟ تم میں سے کوئی اپنی بیوی کو چھوڑتا ہے وہ مردوں کے درمیان نکلتی ہے، وہ انہیں دیکھتی ہے اور وہ اسے دیکھتے ہیں!

عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما ایک روز نبی ﷺ کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں کہ ابن ام مکتومؓ تشریف لائے، وہ نابینا آدمی تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم اس سے پردہ کرو۔'' انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! کیا وہ نابینا نہیں؟ وہ ہمیں دیکھتا ہے نہ ہمیں پہچانتا ہے تو آپ نے فرمایا: ''کیا تم بھی نابینا ہو، کیا تم اسے دیکھتی نہیں ہو؟''

جس طرح مرد کو چاہیے کہ وہ عورتوں سے اپنی نگاہیں پست رکھے اسی طرح عورت کو چاہیے کہ وہ مردوں سے اپنی نگاہیں نیچی رکھیں جیسا کہ فاطمہؓ کے فرمان سے پتہ چلا جو کہ پہلے بیان ہو

چکا ہے کہ عورت کے لئے جو بہتر ہے وہ یہ ہے کہ وہ مردوں کو نہ دیکھے اور وہ اسے نہ دیکھیں۔

اگر وہ مجبوری کے عالم میں اپنے والدین اور اپنے رشتہ داروں سے ملنے کے لئے جانا ضروری سمجھے تو پھر وہ بناؤ سنگھار کئے بغیر، اپنے گھر کے عام پرانے لباس میں، اپنے خاوند کی اجازت سے جائے، چلتے وقت اپنی نظر جھکا کر رکھے، زمین پر نظر رکھے، دائیں بائیں نہ دیکھے، اگر اس نے یہ طرز عمل نہ اپنایا تو وہ گناہ گار ہوگی۔

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ دنیا میں ایک عورت زیب وزیبائش کیا کرتی تھی اور وہ بناؤ سنگار کر کے اپنے گھر سے نکلا کرتی تھی وہ فوت ہوگئی تو اس کے اہل خانہ کے کسی فرد نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ باریک لباس میں اللہ عزوجل کے حضور پیش کی گئی پھر ہوا چلی تو اس نے اسے ظاہر کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے رخ موڑ لیا اور فرمایا: اسے بائیں طرف والوں کی سی پکڑ سے جہنم کی طرف لے چلو، کیونکہ وہ دنیا میں بناؤ سنگار کرنے والیوں میں سے تھی۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اور فاطمہ ؓ نبی ﷺ کے پاس گئے تو ہم نے آپ کو بہت زیادہ روتے ہوئے دیکھا، تو میں نے آپ سے عرض کیا اللہ کے رسول! میرے والدین آپ پر قربان ہوں، کون سی چیز آپ کو رلا رہی ہے؟ آپ نے فرمایا:

> ”علی! جس رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو میں نے اپنی امت کی عورتوں کو مختلف قسم کے عذاب ہوتے ہوئے دیکھا، پس میں نے جوان کے عذاب کی شدت کو دیکھا ہے تو میں اس وجہ سے رو رہا ہوں، میں نے ایک عورت کو اس کی زبان سے معلق دیکھا اور گرم کھولتا ہوا پانی اس کے حلق میں ڈالا جا رہا تھا، میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ اس کے پاؤں اس کے پستانوں کے ساتھ اور اس کے ہاتھ اس کی پیشانی کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں، میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ اس کا سر خنزیر کا سر ہے اور اس کا بدن گدھے کے بدن جیسا ہے، اس پر لاکھوں قسم کا عذاب ہے۔ میں نے ایک عورت کو کتے کی صورت میں دیکھا، آگ اس کے منہ سے داخل ہو کر اس کی پشت سے نکل رہی تھی اور فرشتے لوہے کی گرزوں سے اس کے سر پر مار رہے تھے۔“

فاطمہ ؓ کھڑی ہوئیں اور کہا میرے حبیب اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ان لوگوں کے

کیا اعمال تھے حتیٰ کہ ان پر عذاب مسلط کر دیا گیا؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

''میری پیاری بیٹی! رہی وہ عورت جو اپنے بالوں کے ساتھ معلق تھی، وہ مردوں سے اپنے بال نہیں ڈھانپا کرتی تھی، جو اپنی زبان کے ساتھ معلق تھی، وہ اپنے خاوند کو اذیت پہنچایا کرتی تھی، جو اپنے پستانوں کے ساتھ معلق تھی وہ اپنے خاوند کے بستر کو خراب کیا کرتی تھی، جس کے پاؤں اس کے پستانوں کے ساتھ اور اس کے ہاتھ اس کی پیشانی کے ساتھ بندھے ہوئے تھے اور اس پر سانپ اور بچھو مسلط تھے، وہ جنابت اور حیض سے اپنے بدن کو صاف نہیں کیا کرتی تھی اور نماز کا مذاق اڑایا کرتی تھی، رہی وہ عورت جس کا سر، خنزیر کا سر، اس کا بدن گدھے کا سا بدن ہوتا، وہ چغل خور اور جھوٹی تھی، رہی وہ عورت جو کتے کی صورت پر تھی اور آگ اس کے منہ سے داخل ہو کر اس کی پیٹھ سے نکل رہی تھی وہ احسان جتلانے والی، حسد کرنے والی تھی۔''

معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''عورت اپنے خاوند کو دنیا میں تکلیف پہنچاتی ہے تو اس کی موٹی موٹی آنکھوں والی بیوی (حور) کہتی ہے اللہ تجھے تباہ کرے، اسے تکلیف نہ پہنچا۔ اے بیٹی! اس عورت کے لئے ہلاکت ہے جو اپنے خاوند کی نافرمانی کرتی ہے۔''

فصل:

جب عورت اپنے خاوند کی اطاعت کرنے اور اس کی رضامندی طلب کرنے پر مامور ہے تو خاوند بھی اس کے ساتھ احسان کرنے اس پر لطف و مہربانی سے پیش آنے، اس کے سوء خلق سے کسی پہلو کے ظاہر ہونے پر صبر کرنے اور اس کے نان و نفقہ، پوشاک و لباس اور حسن معاشرت کا حق ادا کرنے پر مامور ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ (النساء: ١٩)

''اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے رہو۔''

اور نبی ﷺ کا فرمان بھی ہے: ”تم عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو، آگاہ رہو! تمہارے لئے تمہاری عورتوں پر حقوق ہیں اور تمہاری عورتوں کے لئے تم پر حقوق ہیں۔ ان کا تم پر حق ہے کہ تم ان کے لباس وطعام میں ان سے حسن سلوک کرو، اور تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستروں کو، ایسے لوگوں سے پامال نہ کریں، جن کو تم ناپسند کرتے ہو اور ایسے لوگوں کو، تمہارے گھروں میں آنے کی اجازت نہ دیں، جن کو تم ناپسند کرتے ہو۔“

اور آپ ﷺ کا فرمان ہے: ((عوان)) یعنی اسیرات "عوان، عانیة" کی جمع ہے اور اس کا معنی ہے ”اسیرۃ“ قیدی رسول اللہ ﷺ نے عورت کو، مرد کے حکم کے ماتحت رہنے میں قیدی سے تشبیہ دی ہے۔

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

”تم میں سے بہتر وہ ہے جو تم میں سے اپنی اہلیہ کے ساتھ بہتر ہے۔“ ①

اور ایک روایت میں ہے:

”تم میں سے بہتر وہ ہے جو تم میں سے اپنی اہلیہ کے ساتھ زیادہ مہربان ہے۔“

اور رسول اللہ ﷺ عورتوں کے معاملے میں انتہائی مہربان تھے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا:

”جو شخص اپنی بیوی کے برے اخلاق پر صبر کرے تو اللہ اس کو اس اجر کی مثل اجر عطا فرماتا ہے جو اس نے ایوب علیہ السلام کو ان کی مصیبت پر عطا کیا تھا اور جو عورت اپنے خاوند کے برے اخلاق پر صبر کرے تو اللہ اس کو اس اجر کی مثل اجر عطا فرماتا ہے جو اس نے فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم کو عطا کیا تھا۔“

روایت کی جاتی ہے کہ ایک آدمی اپنی بیوی کے خلق کی شکایت کرنے عمرؓ کے پاس آیا وہ عمرؓ کے باہر تشریف لانے کے انتظار میں ان کے دروازے پر کھڑا ہو گیا، اس نے عمرؓ عورت کو آپ پر زبان درازی کرتے اور آپ سے جھگڑا کرتے ہوئے سنا، جبکہ عمرؓ خاموش ہیں اور اسے کوئی جواب نہیں دے رہے پس وہ آدمی واپس جانے کے لئے مڑا اور کہنے لگا: اگر عمرؓ کا اپنی سختی اور پختگی کے باوجود، جبکہ وہ امیر المومنین بھی ہیں، یہ حال ہے تو پھر میرا کیا حال ہے؟

---

① ابن حبان

پس عمرؓ باہر تشریف لائے تو انہوں نے اسے اپنے دروازے سے واپس جاتے ہوئے دیکھا تو اسے آواز دی اور فرمایا: اے آدمی! تمہاری کیا حاجت ہے؟ اس نے عرض کیا امیر المومنین! میں اپنی بیوی کے برے اخلاق اور اس کی مجھ پر زبان درازی کی، آپ سے شکایت کرنے آیا تھا، لیکن میں نے آپ کی اہلیہ کو بھی اسی طرح سنا تو میں واپس ہو گیا اور میں نے کہا اگر امیر المومنین کا اپنی اہلیہ کے ساتھ یہ حال ہے تو پھر میرا کیا حال ہے؟ عمرؓ نے فرمایا: میرے بھائی! میں نے اس کے ان حقوق کی بناء پر، جو مجھ پر ہیں، اس کو برداشت کیا ہوا ہے؟ وہ میرا کھانا پکاتی ہے، میری روٹی پکاتی ہے، میرے کپڑے دھوتی ہے، میرے بچے کو دودھ پلاتی ہے، اور یہ سب کچھ اس پر واجب نہیں ہے، میرا دل اس کی وجہ سے حرام سے بچتا ہے، پس میں اس لئے اس کو برداشت کرتا ہوں۔ اس آدمی نے کہا: امیر المومنین! میری بیوی بھی اسی طرح ہے۔ عمرؓ نے فرمایا: میرے بھائی! تم بھی اسے برداشت کرو، یہ تو تھوڑی سی مدت ہے۔

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ کسی نیک صالح آدمی کا ایک نیک آدمی اللہ کی خاطر بھائی تھا۔ وہ ہر سال اس کی ملاقات کیا کرتا تھا پس وہ اس کی زیارت و ملاقات کے لئے آیا تو اس نے دروازے پر دستک دی، اس کی بیوی نے پوچھا کون؟ اس نے جواب دیا: تیرے خاوند کا اللہ کی خاطر بھائی، میں اس کی زیارت کے لئے آیا ہوں۔ اس نے کہا: وہ لکڑیاں لینے گیا ہوا ہے، اللہ اسے واپس نہ لائے اسے محفوظ نہ رکھے، اس کے ساتھ ایسے ایسے ہو، وہ اس کی مذمت کرنے لگی اور وہ اس کے دروازے پر کھڑا تھا کہ اتنے میں اس کا بھائی پہاڑ کی جانب سے آیا، اس نے لکڑیوں کا گٹھا شیر کی پیٹھ پر رکھا ہوا ہے اور وہ اسے اپنے آگے آگے ہانک رہا ہے۔ پس وہ آیا اپنے بھائی کو سلام کیا اور اسے خوش آمدید کہا، وہ گھر میں داخل ہوا لکڑیوں کو داخل کیا اور شیر سے کہا، اللہ تجھے برکت عطا فرمائے، چلے جاؤ، پھر اس نے اپنے بھائی کو گھر میں داخل کیا، جبکہ عورت اپنے حال پر مذمت کئے جا رہی تھی، وہ اپنی زبان چلا رہی تھی اور اس کا خاوند اسے کوئی جواب نہیں دے رہا تھا۔ اس نے اپنے بھائی کے ساتھ کچھ کھایا پھر اسے الوداع کیا اور واپس آ گیا، وہ اس عورت پر اپنے بھائی کے صبر کے بارے میں متعجب تھا، بیان کرتے ہیں جب دوسرا سال ہوا تو وہ اپنے معمول کے مطابق اپنے بھائی کی زیارت کے لئے آیا، دروازے پر دستک دی تو اس کی بیوی نے پوچھا

دروازے پر کون ہے؟ اس نے جواب دیا تمہارے خاوند کا اللہ کے لئے فلاں بھائی۔ اس نے کہا خوش آمدید' اہلاً وسہلاً تشریف رکھیں' وہ ابھی ان شاء اللہ خیر و عافیت سے آ جائیں گے۔ بیان کرتے ہیں اس نے اس کے لطف کلام اور اس کے ادب پر تعجب کیا جب اس کا بھائی آیا تو اس نے اپنی پشت پر لکڑیاں اٹھائی ہوئی تھیں' اس کو اس پر بھی بہت تعجب ہوا۔ پس وہ آیا' اس نے اسے سلام کیا' گھر میں داخل ہوا اسے بھی داخل کیا۔ عورت ان دونوں کے لئے کھانا لائی اور کلام لطیف سے ان کے لئے دعائیں کرنے لگی' پس جب اس نے اس سے جدا ہونے کا ارادہ کیا تو اس نے کہا: میرے بھائی میں جس چیز کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں' مجھے اس بارے میں بتائیں اس نے کہا: میرے بھائی! کیا پوچھنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: میں پہلے سال آیا تو میں نے بدزبان اور قلت ادب والی عورت کو سنا وہ بہت مذمت کرتی تھی اور میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ پہاڑ کی جانب سے آ رہے ہیں جبکہ لکڑیاں شیر کی پشت پر ہیں اور وہ آپ کے آگے مسخر و تابع ہے جبکہ اس سال میں نے عورت کا کلام بہت لطیف دیکھا' اس نے مذمت نہیں کی اور میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ اپنی کمر پر لکڑیاں لاد کر آ رہے ہیں' تو سبب کیا ہے؟ اس نے جواب دیا میرے بھائی! وہ بدمزاج عورت فوت ہو گئی ہے' میں اس کے خلق اور جو کچھ اس سے ظاہر ہوتا' اس پر صبر کرتا تھا۔ میں اس کے ساتھ تکلیف میں تھا اور میں نے اس کو برداشت کیا ہوا تھا پس تو اللہ نے' میرے اس پر صبر کرنے اور اس کو برداشت کرنے کی وجہ سے' شیر کو میرے تابع کر دیا تھا' جس کو آپ نے میری لکڑیاں اٹھائے ہوئے دیکھا۔ پس جب وہ فوت ہو گئی تو میں نے اس صالحہ خاتون سے شادی کر لی' میں اس کے ساتھ راحت و سکون سے ہوں' پس وہ شیر چلا گیا' پس میں اس اطاعت گزار مبارک عورت کے ساتھ میری راحت کی وجہ سے' لکڑیاں اپنی پشت پر اٹھا کرتا ہوں۔

پس ہم اللہ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے پسندیدہ امور پر صبر عطا فرمائے کیونکہ وہ سخی داتا فیاض ہے۔

☆☆☆

(۴۸) کپڑوں، دیواروں، پتھروں، درہموں اور باقی اشیاء پر تصویریں بنانا، خواہ وہ موم یا آٹے یا لوہے یا تانبے یا اون یا اس کے علاوہ کسی اور چیز سے بنائی گئی ہوں اور انہیں تلف کرنے کا حکم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا۝﴾ (الاحزاب: ۵۷)

”بیشک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ نے ان کو دنیا و آخرت میں ملعون قرار دیا ہے اور ان کے لئے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔“

عکرمہؒ نے فرمایا: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو تصویریں بناتے ہیں۔

”جو لوگ تصویریں بناتے ہیں، انہیں قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا۔ انہیں کہا جائے گا: جو تم نے پیدا کیا اس کو زندہ کرو۔“ ①

عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ ﷺ سفر سے تشریف لائے تو میں نے گھر کے درمیان بنے ہوئے چبوترے پر ایک پردہ ڈالا ہوا تھا، جس میں مورتیاں تھیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو آپ کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا اور فرمایا:

”عائشہ! قیامت کے دن سب سے سخت عذاب ان کو ہوگا جو اللہ عزوجل کی تخلیق کے ساتھ مشابہت کرتے ہیں۔“ ②

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے اسے کاٹ ڈالا اور اس سے دو تکئے بنا لئے۔

ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

---

① بخاری (۵۹۵۱) مسلم (۲۱۰۸)

② بخاری (۵۹۵۴)، مسلم (۲۱۰۷)

ہر مصور جہنم میں ہے، وہ (اللہ تعالیٰ) ہر صورت کو جو اس نے (دنیا میں) بنائی تھی ایک جان دے گا" اور اس کے ساتھ اسے جہنم کی آگ میں عذاب دیا جائے گا۔" ①

ابن عباسؓ ہی بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

"جو شخص دنیا میں کوئی تصویر بنائے، روز قیامت اسے پابند کیا جائے گا کہ وہ اس میں روح ڈالے لیکن وہ کبھی بھی اس میں روح نہیں ڈال سکے گا۔"

اور آپ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

"اللہ عزوجل فرماتا ہے: اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جو میرے تخلیق کرنے کی طرح تخلیق کرنے کی کوشش کرتا ہے، پس وہ ایک دانہ یا ایک جو یا ایک ذرہ ہی پیدا کر دکھائیں۔" ②

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

"قیامت کے دن آگ سے ایک گردن نکلے گی تو وہ کہے گی: مجھے تین قسم کے لوگوں پر مامور کیا گیا ہے، ہر اس شخص پر جو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کی پوجا کیا کرتا تھا، ہر جابر سرکش کے ساتھ اور مصورین کے ساتھ۔" ③

خطابیؒ نے فرمایا: آپ ﷺ کا یہ فرمان کہ "فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا، تصویر اور جنبی ہو۔" اس سے مراد وہ فرشتے ہیں جو رحمت و برکت لے کر نازل ہوتے ہیں، سوائے ان فرشتوں کے جو حفاظت پر مامور ہیں، وہ تو جنبی ہو یا غیر جنبی سے الگ نہیں ہوئے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد وہ جنبی نہیں جو جنبی ہو گیا اس نے نماز کا وقت ہونے تک غسل کرنا موخر کر دیا بلکہ اس سے مراد وہ جنبی ہے جو غسل نہیں کرتا، غسل کرنے کو معمولی سمجھتا ہے اور اسے عادت بنا لیتا ہے کیونکہ نبی ﷺ اپنی ازواج مطہرات کے پاس ایک ہی غسل سے جایا کرتے تھے اور اس میں غسل کو اس کے وجوب کے اول وقت سے موخر کرنا ہے۔

عائشہؓ بیان کرتی ہیں، نبی ﷺ سو جایا کرتے تھے حالانکہ آپ جنبی ہوتے تھے اور آپ پانی کو ہاتھ بھی نہیں لگاتے تھے۔

---

① مسلم (۲۱۱۰) ② بخاری (۵۹۵۳) ③ ترمذی

جہاں تک کتے کا تعلق ہے تو اس سے مراد وہ کتا ہے جو کھیتی' مویشی اور شکار کے لئے نہ رکھا گیا ہو' لیکن جب اس کی ضرورت بن جائے تو پھر بعض امور میں اس کی ضرورت پڑنے پر اسے رکھنے میں کوئی حرج نہیں یا پھر گھر کی حفاظت کے لئے اس کی ضرورت ہو تو پھر اسے رکھنے میں بھی کوئی حرج نہیں' ان شاء اللہ اور جہاں تک تصویروں کا تعلق ہے تو روح والی تمام تصویریں اس میں شامل ہیں خواہ وہ نصب کئے ہوئے مجسمے ہوں یا چھتوں یا دیواروں پر منقوش ہوں یا غالیچے قالین وغیرہ پر بنائی گئی ہوں یا کپڑے میں یا کسی جگہ پر بنائی گئی ہو پس عمومی فیصلہ اس کے خلاف ہے۔ لہٰذا اس سے بچنا چاہیے۔ باللہ التوفیق

جو شخص تصویریں تلف کرنے اور انہیں زائل کرنے کی قدرت رکھتا ہو تو اس کے لئے انہیں تلف کرنا واجب ہے۔ حبان بن حصین بیان کرتے ہیں علی بن ابی طالبؓ نے مجھے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسے کام پر نہ بھیجوں جس پر رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا۔ ①

یہ کہ ہر تصویر کو مٹا دینا اور ہر اونچی قبر کو برابر کر دینا۔

پس ہم اللہ سے اس کے پسندیدہ امور کی توفیق کا سوال کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ سخی داتا ہے۔

☆☆☆

---

① مسلم

(۴۹) مصیبت کے وقت پیٹنا، نوحہ کرنا، کپڑے پھاڑنا، سر کے بال مونڈنا، اکھاڑنا اور تباہی و بربادی کے الفاظ کہنا

عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> ”جو شخص رخسار پیٹے، گریبان چاک کرے اور جاہلیت کی سی باتیں کرے تو وہ ہم میں سے نہیں۔“ ①

ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (مصیبت کے وقت) نوحہ کرنے والی، بال مونڈنے والی اور کپڑے پھاڑنے والی سے بیزاری ولاتعلقی کا اظہار فرمایا:

ان تمام امور کی حرمت پر علماء کا اتفاق ہے۔ اسی طرح بال بکھیرنا، رخسار پیٹنا، چہرے کو نوچنا اور تباہی و بربادی کے الفاظ کہنا بھی حرام ہے۔ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے بیعت کے وقت ہم سے عہد لیا تھا کہ ہم نوحہ نہیں کریں گی۔

ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> ”لوگوں میں دو خصلتیں ہیں اور وہ دونوں کفر ہیں: نسب میں طعن کرنا اور میت پر نوحہ کرنا۔“ ②

ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے نوحہ کرنے والی اور سننے والی پر لعنت فرمائی۔

ابوہریرہ بیان کرتے ہیں، ابوموسیٰ اشعریؓ کو تکلیف ہوئی تو ان پر غشی طاری ہوگئی، ان کا سر ان کے اہل میں سے کسی عورت کی گود میں تھا۔ وہ زور زور سے رونے لگے، وہ اسے باز رکھنے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے، لیکن جب افاقہ ہوا تو فرمایا: میں اس سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں جس سے رسول اللہ ﷺ نے بیزاری کا اظہار کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے نوحہ کرنے والی بال مونڈنے والی اور گریبان چاک کرنے والی سے بیزاری کا اظہار فرمایا۔

---

① بخاری (۱۲۹۷)، مسلم (۱۰۳)   ② مسلم (۶۷)

نعمان بن بشیرؓ بیان کرتے ہیں عبداللہ بن رواحہؓ پر غشی طاری تھی تو ان کی بہن ان کے اوصاف ومناقب بیان کرتے ہوئے کہنے لگی: وہ ایسے تھے، وہ ایسے تھے، جب آپ کو افاقہ ہوا تو انہوں نے کہا: تم نے جو بھی کہا، تو مجھ سے پوچھا گیا، تم اس طرح ہو، تم اس طرح ہو۔ ①

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> ''میت پر جو نوحہ کیا جاتا ہے تو اس وجہ سے اسے قبر میں عذاب دیا جاتا ہے۔'' ②

ابو موسیٰؓ بیان کرتے ہیں: جو مرنے والا مرتا ہے اور اسے رونے والا کھڑا ہو کر کہتا ہے: ہائے سردار! ہائے پہاڑ! وہ ایسا تھا، وہ ایسا تھا اور اس طرح کی باتیں تو اس پر دو فرشتوں کو مقرر کیا جاتا ہے وہ اس کی گردن مارتے ہیں (اور کہتے ہیں) کیا تم ایسے ہی تھے؟ ③

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

> ''نوحہ کرنے والی جب اپنی موت سے پہلے توبہ نہ کرے تو روز قیامت اسے اس حال میں کھڑا کیا جائے گا کہ اس پر تارکول کا کرتا اور خارش زدہ زرہ ہوگی۔'' ④

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

> ''مجھے دو احمق فاجر آوازوں سے منع کیا گیا ہے: نغمے، لہو ولعب اور شیطانی آلات کی آواز اور مصیبت کے وقت چہروں کو نوچنے گریبان چاک کرنے اور شیطانی زور زور سے رونے کی آواز۔''

حسن بصریؒ نے فرمایا: دو آوازیں ملعون ہیں: نغمے کے وقت بانسری کی آواز اور مصیبت کے وقت رونے کی آواز۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> ''ان نوحہ کرنے والیوں کی جہنم میں دو صفیں بنا دی جائیں گی، وہ جہنمیوں پر بھونکیں گی جیسے کتے بھونکتے ہیں۔'' ⑤

اوزاعی سے روایت ہے کہ عمر بن خطابؓ نے رونے کی آواز سنی تو آپ اپنے ساتھ

---

① بخاری ② مسلم ③ ترمذی۔

④ مسلم (۹۳٤) ⑤ طبرانی فی الاوسط

دوسرے لوگوں کے ساتھ وہاں گئے، آپ انہیں مارنے لگے حتیٰ کہ آپ نوحہ کرنے والی تک پہنچے، آپ نے اس اتنا مارا کہ آپ کی اوڑھنی گر گئی اور فرمایا: اسے مارو یہ نوحہ کرنے والی ہے، اس کی کوئی حرمت نہیں، یہ تمہارے صدمے کی وجہ سے نہیں روتی بلکہ یہ تو تمہارے درہم بٹورنے کے لئے اپنے آنسو بہاتی ہے۔ یہ تمہارے مردوں کو ان کی قبروں میں اذیت پہنچاتی ہے اور تمہارے زندوں کو ان کے گھروں میں تکلیف پہنچاتی ہے کیونکہ یہ صبر سے روکتی ہے، حالانکہ اللہ نے اس کا حکم دیا ہے، اور جزع فزع و بے صبری کا مظاہرہ کرنے کا حکم دیتی ہے، حالانکہ اللہ نے اس سے منع کیا ہے۔ جان لیجئے کہ نوحے سے مراد ہے میت کے محاسن بیان کر کے رونا۔

علماء نے فرمایا: زیادہ رونے کے ساتھ آواز بلند کرنا حرام ہے، جبکہ میت کے محاسن بیان کیے بغیر رونا حرام نہیں۔

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کی معیت میں سعد بن عبادہؓ کی عیادت کی تو رسول اللہ ﷺ رونے لگے، جب ساتھیوں نے رسول اللہ ﷺ کا رونا دیکھا تو وہ بھی رونے لگے۔

تو آپ نے فرمایا: ''کیا تم سنتے نہیں کہ اللہ آنکھوں سے بہنے والے آنسو اور دل کے غمگین ہونے پر عذاب نہیں دیتا لیکن اسے اس کی وجہ سے عذاب دیا جائے گا یا رحم کیا جائے گا۔'' آپ نے اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا۔

اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (روئے) تو سعدؓ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:

> ''یہ رحمت ہے جو اللہ نے اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا کی ہے اور اللہ اپنے رحم دل بندوں پر رحم فرماتا ہے۔''

انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے بیٹے ابراہیم کے پاس اس وقت پہنچے جب وہ قریب المرگ تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے بہنے لگے، تو عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے ان سے عرض کی، اللہ کے رسول! آپ (روتے ہیں) آپ نے فرمایا: ''ابن عوف! یہ تو رحمت ہے۔'' پھر انہوں نے آخری ہچکی لی تو آپ نے فرمایا:

''آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غمگین ہے لیکن ہم اپنے رب کی رضا مندی والا کلمہ ہی بولیں گے۔ ابراہیم! ہم تیری جدائی پر غمگین ہیں۔''①

اور وہ صحیح احادیث کہ میت کو اس کے اہل خانہ کی طرف سے اس پر رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔ اس کا اطلاق اس کے ظاہر پر نہیں بلکہ یہ مؤول ہے۔ علماء نے اس کی تاویل میں اختلاف کیا ہے۔ ان میں سے جو ظاہر ہے۔ واللہ اعلم‘ کہ یہ اس پر محمول ہے کہ اس رونے میں اس میت کا کوئی سبب ہو۔ یا تو اس نے ان کو اس کی وصیت کی ہو یا اس کے علاوہ کوئی اور سبب ہو‘ امام شافعیؒ کے پیرکاروں نے کہا ہے: موت سے پہلے اور اس کے بعد جائز ہے۔ لیکن حدیث صحیح کے لحاظ سے پہلے زیادہ صحیح ہے۔

''جب موت واقع ہو جائے تو پھر رونا نہیں۔''

امام شافعیؒ اور ان کے پیروکاروں نے اس سے دلیل لی ہے کہ موت کے بعد رونا مکروہ تنزیہی ہے‘ مکروہ تحریمی نہیں اور انہوں نے ((فلا تبکین باکیۃ)) ''رونے والی نہ روئے'' حدیث کی کراہت پر تاویل کی ہے۔ واللہ اعلم

فصل:

نوحہ کرنے والی کے لئے یہ عذاب اور لعنت اس لئے ہے کہ وہ بے صبری کا حکم دیتی ہے اور صبر سے روکتی ہے جبکہ اللہ اور اس کے رسول نے صبر کرنے اور ثواب کی نیت کرنے کا حکم فرمایا ہے اور انہوں نے بے صبری اور ناراضی کا اظہار کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ.﴾

(البقرۃ: ۱۵۳)

''ایمان والو! صبر و نماز سے مدد حاصل کیا کرو‘ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

عطاءؒ نے ابن عباس سے روایت کی ہے: اللہ فرماتا ہے: میں تمہارے ساتھ ہوں‘ تمہاری

---

① بخاری

مدد کروں گا۔ تمہیں تنہا نہیں چھوڑوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

((ولنبلونکم)) یعنی ہم تمہارے ساتھ آزمانے والا معاملہ کریں گے حالانکہ اللہ معاملات کے انجام کو جانتا ہے' وہ انجام معلوم کرنے کے لئے آزمانے کا محتاج نہیں لیکن وہ ان سے آزمانے والے کا سا معاملہ کرتا ہے پس جو شخص صبر کرتا ہے تو وہ اپنے صبر پر اجر پاتا ہے اور جو صبر نہیں کرتا تو وہ ثواب کا مستحق نہیں ٹھہرتا۔

((بشی من الخوف والجوع)) ابن عباسؓ نے فرمایا: یعنی دشمن کے (خوف) اور ''جوع'' سے بھوک اور قحط مراد ہے۔

((ونقص من الاموال)) یعنی مال میں خسارے اور نقصان سے اور مویشیوں کی ہلاکت سے۔

((والانفس)) موت' قتل' بیماری اور بڑھاپے کے ذریعے۔

((والثمرات)) یعنی جس طرح پہلے پھل نکلتے تھے اب ویسے نہیں نکلتے۔

پھر آیت کا اختتام صابرین کو بشارت دے کر کیا ہے۔ جو اس پر دلالت کرتا ہے کہ جس نے ان مصائب پر صبر کیا تو اس کے لئے اللہ کی طرف سے ثواب کا وعدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ((وبشر الصابرین)) پھر ان کی صفت بیان کی:

((الذین اذا اصابتھم مصیبة)) یعنی مذکورہ مصائب میں سے کوئی سختی و رنج پہنچتا ہے اور بھلائی پہنچنے کو مصیبت نہیں کہا جاتا۔

((قالوا انا للہ)) وہ کہتے ہیں ہم اللہ کے عبید' غلام ہیں وہ ہمارے ساتھ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

((وانا الیہ راجعون)) ہلاک و فنا کے ذریعے' اللہ کی طرف رجوع کرنے کا معنی ہے۔ حکم کے ذریعے اس اکیلے کی طرف لوٹنا جبکہ اس نے دنیا میں ایک قوم کو حکم کا اختیار دیا تھا۔ جب بندوں کا حکم زائل ہو گیا تو معاملہ اللہ عزوجل کی طرف لوٹ آیا۔

عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مومن کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ اس کی وجہ سے اس سے گناہ مٹا دیتا ہے حتیٰ کہ

اگر اسے کوئی کانٹا بھی چبھتا ہے۔'' ①

علقمہ بن مرثد بن سابط اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس شخص کو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ اپنی مصیبت کو میری مصیبت کے ساتھ یاد کرے کیونکہ (میری ہیں) تو سب سے بڑی مصیبت ہے۔'' ②

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب بندے کا بچہ فوت ہو جاتا ہے تو اللہ فرشتوں سے کہتا ہے: تم نے میرے بندے کے بچے (کی روح) کو قبض کیا (تو وہ کیا کہتا تھا؟) وہ عرض کرتے ہیں اس نے تیری حمد بیان کی اور ((انا للہ وانا الیہ راجعون)) پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے کیلئے جنت میں ایک گھر تعمیر کر دو اور اس کا نام بیت الحمد رکھ دو۔'' ③

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب میں اپنے بندے کی' دنیا میں سے سب سے پسندیدہ اور منتخب چیز کی روح قبض کرتا ہوں اور وہ ثواب کی امید کرتا ہے تو پھر اس کے لئے میرے پاس جو جزا ہے وہ جنت ہے۔'' ④

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

''اولاد آدم کی سعادت مندی ہے کہ وہ اللہ کے فیصلے پر راضی ہو اور اولاد آدم کی بد نصیبی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر ناراض ہو۔''

عمر بن خطاب ؓ بیان کرتے ہیں:

''جب موت کا فرشتہ مومن کی روح قبض کرتا ہے تو وہ دروازے پر کھڑا ہو جاتا ہے جبکہ گھر والے شور وغل کرتے ہیں' ان میں سے کوئی تباہی و بربادی کو آواز دیتی ہے۔ تو موت کا فرشتہ کہتا ہے: ''یہ جزع فزع کس وجہ سے؟'' اللہ کی قسم! میں نے تو تم میں سے کسی کی عمر کم نہیں کی' میں نے تمہارا رزق بھی نہیں اٹھایا اور میں نے تم میں سے کسی

---

① مسلم
② طبرانی فی الکبیر
③ ترمذی' ابن حبان
④ بخاری

پر کوئی ظلم بھی نہیں کیا اگر تمہاری کوئی شکایت اور ناراضی مجھ پر ہے تو اللہ کی قسم! میں تو مامور ہوں' اگر تمہاری میت پر ہے تو وہ مقہور ہے اور اگر تمہارے رب پر ہے تو پھر تم اس کے ساتھ کفر کرتے ہو اور میں تو تمہارے پاس آتا ہی رہوں گا حتیٰ کہ تم میں سے کسی کو بھی نہیں چھوڑوں گا۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر وہ اس کی جگہ دیکھ لیں اور اس کا کلام سن لیں تو وہ اپنی میت سے غافل ہو جائیں اور اپنے بارے رونا شروع کر دیں (وہ اپنی میت کو بھول جائیں اور انہیں اپنی فکر پڑ جائے)"

تعزیت کے بارے میں فصل:

عبداللہ بن مسعودؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: "جس نے کسی مصیبت زدہ سے تعزیت کی تو اس کے لئے اس کی مثل اجر ہے۔"

ابو ہریرہؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں' آپ نے فاطمہؓ سے فرمایا: "جس نے کسی ایسی عورت سے' جس کا بچہ گم ہو گیا ہو' تعزیت کی تو اسے جنت کی چادر پہنائی جائے گی۔" ①

عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: "فاطمہ! کس چیز نے تمہیں گھر سے نکالا ہے؟" انہوں نے کہا: میں اس گھر والوں سے ان کی میت پر رحم کی دعا کرنے اور ان سے تعزیت کرنے آئی تھی۔

عمرو بن حزم' نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں' آپ نے فرمایا:

"جو مومن اپنے کسی بھائی سے اس کی مصیبت پر تعزیت کرتا ہے تو روز قیامت اللہ اسے عزت کا جوڑا پہنائے گا۔" ②

اللہ آپ پر رحم فرمائے' جان لیجئے کہ تعزیت' صبر کی تلقین کرنا اور ایسی باتیں کرنا ہے جس سے میت والے کو تسلی ہو۔ اس کا غم ہلکا ہو اور اس کی مصیبت آسان ہو' اور یہ مستحب ہے کیونکہ یہ

---

① ترمذی ② ابن ماجہ

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر مشتمل ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں داخل ہے:

((وتعانوا علی البر و التقوی)) "نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے سے تعاون کرو۔"

اور یہ سب سے احسن ہے جس سے تعزیت میں استدلال کیا گیا ہے۔

جان لیجئے کہ تعزیت۔ "صبر کرنے کا حکم دیتا ہے۔" یہ دفن سے پہلے اور اس کے بعد مستحب ہے۔ امام شافعی ؒ کے پیروکاروں نے کہا: یہ میت کے فوت ہونے سے لے کر دفن کے تین دن بعد تک رہتی ہے اور ہمارے اصحاب نے کہا ہے: تین دن کے بعد تعزیت کرنا مکروہ ہے کیونکہ تعزیت پریشان دل کو سکون فراہم کرتی ہے اور غالب طور پر دل کو تین دن بعد سکون مل جاتا ہے' اس لئے اس کے غم کو نیا اور تازہ نہیں کرنا چاہیے۔ جمہور علماء اور ہمارے اصحاب نے اس طرح کہا ہے۔

ہمارے اصحاب میں سے ابوالعباس نے کہا: تین دن کے بعد تک بھی تعزیت کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ یہ تو ہمیشہ رہتی ہے' خواہ کتنا ہی وقت گزر جائے۔ النوویؒ نے فرمایا: مختار مذہب یہی ہے کہ دو صورتوں کے سوا تین دن کے بعد تعزیت نہ کی جائے' یہ استثناء ہمارے اصحاب نے کیا ہے۔ اور وہ دو صورتیں یہ ہیں: جب تعزیت کرنے والا یا مصیبت زدہ شخص دفن کے وقت موجود نہ ہو اور اس کی واپسی تین دن کے بعد ہوئی ہو اور تعزیت دفن نے بعد' دفن کے پہلے سے افضل ہے کیونکہ اہل میت اس کی تجہیز و تکفین میں مصروف ہوتے ہیں اور اس لئے بھی کہ اس کے دفن کرنے کے بعد اس کی جدائی کی وجہ سے ان کی پریشانی میں اضافہ ہو جاتا ہے' بشرطیکہ ان میں جزع فزع نہ دیکھی جائے لیکن اگر ایسی صورت حال ہو تو پھر تعزیت پہلے بھی کی جاسکتی ہے تاکہ انہیں سکون ہو۔ واللہ اعلم

تعزیت کے لئے بیٹھنا ناپسندیدہ امر ہے' یعنی یہ کہ اہل میت کسی گھر میں جمع ہوں تاکہ جو شخص تعزیت کرنا چاہے وہ ان تک پہنچ سکے' تعزیت کے الفاظ مشہور ہیں' اور بہتر الفاظ' جن سے تعزیت کی جائے وہ ہیں جو اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی کسی بیٹی نے آپ کی طرف قاصد بھیجا تاکہ وہ آپ کو بتائے کہ ان کا بیٹا (آپ علیہ السلام کا نواسہ) موت کی کشمکش میں ہے۔ آپ ﷺ نے قاصد سے فرمایا:

> ''ان کے پاس جاؤ اور انہیں بتاؤ کہ اللہ کی ملکیت ہے جو اس نے لے لیا' اور اس کا ہے جو اس نے عطا کیا تھا اور ہر چیز کا اس کے ہاں ایک وقت مقرر ہے۔ انہیں حکم دو کہ صبر کریں اور ثواب کی امید رکھیں۔''

النوویؒ نے فرمایا: یہ حدیث اسلام کے عظیم قواعد میں سے ہے' جو بہت سے اہم اصول دین' اس کی فروعات' آداب' تمام مصائب پر صبر' غم' بیماریوں اور ان کے علاوہ کئی اغراض پر مشتمل ہے۔

آپ ﷺ کے فرمان: ((ان للّٰہ ما اخذ)) کا معنی یہ ہے کہ تمام عالم اللہ کی ملکیت ہے' اس نے تمہاری تو کوئی چیز نہیں لی' بلکہ اس نے تو وہی چیز لی ہے جو اس کی تمہارے پاس عاریتہ تھی۔

((ولہ ما اعطی)) اس نے جو چیز تمہیں عطا کی ہے وہ بھی اس کی ملکیت سے خارج نہیں' بلکہ وہ اسی سبحانہ وتعالیٰ کی ملکیت ہے' وہ اس میں جیسے چاہے کرتا ہے۔

((و کل شئ عندہ باجل مسمی)) پس تم جزع فزع نہ کرو کیونکہ وہ چیز جس کے قبضے میں تھی اس نے اس کی مقرر مدت ختم کر دی' اس سے تقدیم و تاخیر محال ہے' پس جب تم نے یہ سب کچھ جان لیا تو پھر جو مصیبت' تم پر آئی ہے' اس پر صبر کرو اور ثواب کی امید رکھو۔ واللہ اعلم

معاویہ بن ایاس اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے ایک صحابی کو گم پایا تو آپ نے اس کے بارے میں پوچھا تو صحابہ نے عرض کیا' اللہ کے رسول! اس کا بیٹا جو آپ نے دیکھا ہے' وہ ہلاک ہو گیا ہے۔ پس نبی ﷺ اس سے ملے تو اس سے اس کے بیٹے کے بارے میں پوچھا تو اس نے آپ کو بتایا کہ وہ تو ہلاک ہو گیا ہے۔ آپ نے اس سے تعزیت کی اور پھر فرمایا:

> ''اے فلاں! تجھے کون سی چیز زیادہ پسند ہے' یہ کہ تم اپنی عمر میں اس سے فائدہ اٹھاتے یا کل تم جنت کے جس بھی دروازے پر جاؤ تو اسے اپنے سے پہلے وہاں پاؤ جو تمہارے لئے اس (دروازے) کو کھولے؟'' اس نے عرض کیا' اللہ کے نبی! وہ مجھ سے پہلے جنت میں چلا جائے اور وہ میرے لئے اس کا دروازہ کھولے تو یہ مجھے زیادہ

پسند ہے۔“

آپ نے فرمایا: ”تمہارے لئے وہی ہے۔“ عرض کیا گیا' اللہ کے رسول! یہ صرف اس کے لئے خاص ہے یا تمام مسلمانوں کے لئے عام ہے؟ آپ نے فرمایا:

”بلکہ تمام مسلمانوں کے لئے عام ہے۔“

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ بقیع (قبرستان) کی طرف تشریف لے گئے تو آپ ایک عورت کے پاس آئے جو ایک قبر پر گھٹنوں کے بل بیٹھی ہوئی رو رہی ہے۔ آپ نے اسے فرمایا: ”اللہ کی بندی! اللہ سے ڈر جا اور صبر کر“ اس نے کہا: اللہ کے بندے! میرا بیٹا فوت ہو گیا ہے آپ نے فرمایا: ”اللہ کی بندی! اللہ سے ڈر جا اور صبر کر۔“ اس نے پھر کہا: اللہ کے بندے! اگر یہ مصیبت تجھے پہنچی ہوتی تو تم مجھے معذور سمجھتے۔ آپ نے فرمایا: اللہ کی بندی! اللہ سے ڈر جا اور صبر کر۔“ اس نے کہا: اللہ کے بندے! کیا تم نے مجھے سنا نہیں' واپس چلے جاؤ۔ راوی بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ اس سے واپس چلے گئے۔ مسلمانوں میں سے کسی آدمی نے اسے دیکھا تو وہ اس کے پاس آیا اور اس سے پوچھا: اس آدمی نے تمہیں کیا کہا تھا؟ اس نے اسے وہ سب کچھ بتایا جو اس نے کہا تھا اور جو اس نے جواب دیا تھا۔ اس نے کہا' کیا تم انہیں پہچانتی ہو؟ اس نے کہا نہیں اللہ کی قسم! اس آدمی نے کہا: تجھ پر افسوس ہے وہ تو رسول اللہ ﷺ تھے۔ پس وہ جلدی جلدی دوڑ کر گئی حتیٰ کہ اس نے آپ کو پا لیا اور عرض کی' اللہ کے رسول! میں صبر کرتی ہوں۔ آپ نے فرمایا:

”صبر تو پہلے صدمہ کے وقت ہے۔“

یعنی صبر تو اچانک مصیبت کے آنے پر کیا جاتا ہے اور جو اس کے بعد ہوتا ہے وہ تو طبعی طور پر تسلی ہو جاتی ہے۔

صحیح مسلم میں ہے۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ام سلیم رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہونے والا بیٹا فوت ہو گیا۔ تو اس نے اپنے اہل سے کہا کہ ابوطلحہ کو نہیں بتانا حتیٰ کہ میں ہی انہیں بتاؤں گی۔ ابو طلحہ تشریف لائے تو انہوں (ام سلیم) نے انہیں کھانا پیش کیا' انہوں نے کھانا کھایا اور پانی وغیرہ پیا۔ پھر ام سلیم نے اپنے آپ کو خوب آراستہ کیا' اس طرح کے اس سے پہلے انہوں کبھی اپنے

آپ کو ایسے آراستہ نہیں کیا تھا پس انہوں نے ان سے تعلق زن وشو قائم کیا۔ جب ام سلیم نے دیکھا کہ وہ سیر ہو گئے ہیں اور ان سے بھی تعلق قائم کر لیا ہے تو کہا' ابوطلحہ! مجھے بتائیں کہ اگر کسی نے گھر والوں سے کوئی چیز عاریۃً لی ہو اور پھر وہ گھر والے اپنی اس چیز کا مطالبہ کریں تو کیا ان کو حق پہنچتا ہے کہ وہ ان کو روکیں اور وہ چیز واپس نہ کریں۔ ابوطلحہ نے کہا: نہیں۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: پھر اپنے بیٹے کے بارے میں ثواب کی امید رکھو۔

راوی بیان کرتے ہیں۔ ابوطلحہ تو ناراض ہو گئے اور کہا تم نے مجھے بتایا ہی نہیں حتیٰ کہ میں آلودہ ہو گیا تو پھر تم نے مجھے میرے بیٹے کے متعلق بتایا ہے۔ اللہ کی قسم! تم صبر کے بارے میں مجھ پر غالب نہیں آؤ گی۔ پس وہ چلے گئے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ کو پورا واقعہ بتایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اللہ تم دونوں کے لئے تمہاری رات میں برکت فرمائے۔'' (الحدیث)

حدیث میں ہے: ''کسی کو صبر سے زیادہ بہتر اور زیادہ وسیع عطیہ نہیں دیا گیا۔'' علیؓ نے اشعث بن قیس سے فرمایا: اگر تم نے ایمان اور ثواب کی نیت سے صبر کیا (تو ٹھیک) ورنہ پھر تم چوپاؤں کی طرح تسلی حاصل کرو گے (یعنی وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تسلی تو آ جاتی ہے لیکن صبر کا اجر نہیں ملتا) کسی دانا شخص نے کسی مصیبت زدہ شخص کو خط لکھا: وہ چیز تو تم سے چلی گئی جس کی وجہ سے تمہیں تکلیف پہنچی ہے لیکن وہ چیز جو تم پر پیش ہوئی ہے وہ نہ جانے پائے اور وہ اجر ہے۔ کسی دوسرے شخص نے کہا: عاقل شخص ایام مصیبت کے پہلے روز ہی وہی کچھ کرتا ہے' جو جاہل پانچ دن بعد کرتا ہے۔

میں نے کہا: یہ معلوم ہو گیا کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مصیبت زدہ شخص کو تسلی ہو جاتی ہے اس لئے شارع نے پہلے صدمے کے وقت صبر کرنے کا حکم فرمایا:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو خبر پہنچی کہ عبدالرحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹا فوت ہو گیا ہے اور عبدالرحمٰن نے اس پر بہت زیادہ جزع کی ہے۔ تو شافعیؒ نے ان کی طرف پیغام بھیجتے ہوئے فرمایا: میرے بھائی! اپنے آپ کو تسلی دو جس طرح تم کسی کو تسلی دیتے ہو اور اپنے فعل کو بھی ویسے ہی قبیح جانو جس طرح تم اپنے علاوہ کسی کے فعل کو قبیح جانتے تھے۔ جان لیجئے کہ سب سے بڑی مصیبت راحت و

سرور کا چلے جانا اور اجر سے محرومی ہے تو پھر وہ مصیبت کیسی ہوگی کہ یہ دونوں چیزیں گناہ کے ساتھ جمع ہو جائیں؟ پس میرے بھائی! اپنا حصہ حاصل کر جبکہ وہ تیرے قریب ہے اس سے پہلے کہ تم اسے طلب کرو اور وہ تم سے دور چلا جائے۔ مصائب کے وقت اللہ تعالیٰ تمہیں صبر عطا فرمائے۔ ہمارے اور اپنے لئے صبر کے ذریعے اجر محفوظ کر۔ آپ نے ان الفاظ کے ساتھ اسے خط لکھا:

إني معزيك لا أني على ثقة　　من الحياة ولكن سنة الدين
فما المُعَزَّى بباق بعد ميته　　ولا المُعَزِّي ولو عاشا إلى حين

''میں تم سے تعزیت کرتا ہوں' اس لئے نہیں کہ زندگی پر وثوق و اعتماد ہے بلکہ دین کی سنت ہے۔''

''جس کو تسلی دی جا رہی ہے وہ بھی اس کی موت کے بعد باقی رہے گا اور نہ ہی تعزیت کرنے والا باقی رہے گا خواہ وہ کچھ مدت زندہ رہ لے۔''

کسی آدمی نے اپنے کسی بھائی کو اس کے بیٹے کی وفات پر تعزیت کا خط لکھا: امابعد! بیٹا اپنے والد پر' جو زندہ رہے تو غم اور اس کا فتنہ ہے' پس جب وہ اس سے پہلے چلا گیا تو دعا اور رحمت ہے' پس جو فوت ہو گیا اس کے غم اور اس کے فتنے پر غم نہ کھا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا اور رحمت کے عوض میں جو تجھے دیا ہے اس کو ضائع نہ کر۔

موسیٰ بن مہدی نے ابراہیم بن سلمہ سے فرمایا اور اس کے بیٹے کی اس سے تعزیت کی: کیا تمہیں پسند ہے کہ وہ آزمائش' اور فتنہ ہوتا اور اس نے تمہیں غم زدہ کیا جبکہ وہ دعا اور رحمت ہے؟

کسی آدمی نے کسی آدمی سے تعزیت کی تو کہا: بے شک جو تیرے لئے آخرت میں اجر ہے' وہ اس سے بہتر ہے جو تمہارے لئے دنیا میں سرور و فرحت ہے۔ عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو دفن کیا پھر قبر کے پاس ہنسے' تو ان سے کہا گیا' آپ قبر کے پاس ہنستے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں شیطان کو ذلیل کرنا چاہتا ہوں۔

ابن جریج رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص اپنی مصیبت کو اجر و ثواب سے قبول نہیں کرتا تو وہ ایسے ہی تسلی پاتا ہے جیسے چوپائے تسلی حاصل کرتے ہیں۔ حمید الاعرج بیان کرتے ہیں' میں نے سعید بن

جبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اپنے بیٹے کے بارے میں کہہ رہے ہیں اور انہوں نے اس کی طرف دیکھا: میں تم میں بہترین دوستی جانتا ہوں' پوچھا گیا وہ کیا ہے؟ فرمایا موت کے ساتھ' میں اس سے ثواب کی امید کرتا ہوں۔

حسن بصریؒ سے مروی ہے: کسی آدمی نے اپنے بیٹے پر غم کیا اور اس بارے میں ان سے شکایت کی تو حسن نے فرمایا: تیرا بیٹا تم سے غائب رہا کرتا تھا؟ اس نے کہا: جی ہاں اس کا غائب رہنا اس کے حاضر رہنے سے زیادہ تھا' انہوں نے کہا' اسے غائب ہی رہنے دو' وہ تم سے غائب نہیں ہوا' الا یہ کہ اس میں تمہارے لئے اس سے زیادہ اجر ہے۔ اس نے کہا: ابوسعید! آپ نے میرے بیٹے پر میرے غم کو ہلکا کر دیا۔

عمر بن عبدالعزیزؒ اپنے بیٹے کے پاس' اس کی تکلیف میں گئے تو کہا: بیٹا! اپنے آپ کو کیسے پاتے ہو؟ اس نے کہا: میں اپنے آپ کو حق (موت کی حالت) میں پاتا ہوں انہوں نے کہا: بیٹے! یہ کہ تم میری میزان میں ہو مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں تیری میزان میں ہوں۔ اس نے کہا: ابا جان! آپ کی پسند کا ہو جانا' میرے نزدیک میری پسند کے ہو جانے سے' مجھے زیادہ پسند ہے۔

امام شافعیؒ کا بیٹا فوت ہوا تو انہوں نے یہ شعر پڑھے:

وما الدهر إلا هكذا فاصطبر له … رزية مال أو فراق حبيب

''زمانہ تو اسی طرح ہے' پس اس پر صبر کر' مال کی مصیبت و پریشانی ہو یا محبوب کی جدائی۔''

عروہ کے پاؤں پر جلد کا زخم ہو گیا تو انہوں نے اس کو پنڈلی سے کاٹ دیا' کسی نے ان کو پکڑا نہیں تھا حالانکہ وہ بوڑھے آدمی تھے اور انہوں نے اس رات کا ورد وظیفہ بھی نہیں چھوڑا۔ بس انہوں نے اتنا کہا: ﴿لقد لقينا من سفرنا هذا نصبا﴾ (الکھف: ٦٢)

''ہم اس سفر میں بہت تھک گئے ہیں۔''

لعمری ما أهويت كفى لريبة … ولا نقلتني نحو فاحشة رجلي
ولا قادني سمعي ولا بصرى لها … ولا دلني رأيي عليها ولا عقلي

واعلم أنی لم تصبنی مصیبة   من الدھر إلا قد أصابت فتی قبلی

''میری عمر کی قسم! میں نے کسی مشکوک کام کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا اور میرے پاؤں مجھے بے حیائی کی طرف لے کر نہیں گئے۔''

''میرے کانوں اور میری آنکھوں نے میری اس طرف راہنمائی نہیں کی اور میری رائے اور میری عقل نے اس پر مجھے راہ نہیں لگایا۔''

''میں جانتا ہوں کہ زمانے سے کوئی مصیبت مجھے پہنچی ہے تو وہ مجھ سے پہلے کسی کو پہنچ چکی ہے۔''

اور وہ (عروہ) بیان کرتے ہیں: اے اللہ! اگر تو نے آزمائش سے دوچار کیا ہے تو عافیت بھی تو نے دی ہے اگر تو نے کچھ لیا ہے تو باقی بھی تو نے رکھا ہے، تو نے ایک عضو لیا ہے تو اعضاء باقی رکھے ہیں، تو نے ایک بیٹا لیا ہے تو بیٹے باقی چھوڑے ہیں۔

اسی رات بنو عبس قبیلے کا ایک نابینا آدمی ولید کے پاس آیا تو اس نے اس سے اس کی آنکھوں کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا: میں نے وادی میں ایک رات بسر کی، میرے علم میں نہیں تھا کہ کسی عبسی کا مال میرے مال سے زیادہ ہو پس رات کے وقت سیلاب آیا تو وہ ایک اونٹ اور ایک بچے کے سوا میرا مال اور اہل وعیال سب کو بہا کر لے گیا۔ اونٹ سرکش تھا پس وہ بھاگ کھڑا ہوا تو میں نے اس کا پیچھا کیا میں بچے سے تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ میں نے اس کی آواز سنی، میں واپس آیا تو بچے کا سر اس (اونٹ) کے پیٹ میں تھا پھر میں نے اونٹ کا پیچھا کیا تاکہ میں اسے پکڑوں، تو اس نے اپنا پاؤں مجھے مارا جو میرے چہرے پر لگا اس نے اسے کچل ڈالا اور میری آنکھیں بھی لے گیا پس میں اس حال کو پہنچ گیا کہ میرے پاس اہل ہے نہ مال اور نہ ہی بچہ ہے نہ اونٹ تو ولید نے کہا: اسے عروہ کے پاس لے جاؤ تاکہ اسے پتہ چلے کہ زمین میں ایسے لوگ بھی ہیں جو اس سے زیادہ تکلیف اور آزمائش میں ہیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جب عثمان ؓ کو زدو کوب کیا گیا تو انہوں نے اس حال میں کہ خون ان کی داڑھی پر بہہ رہا تھا، دعا کی: ''تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے، میں ہی ظالموں میں سے تھا، اے اللہ! ان کے خلاف میں تجھ سے مدد طلب کرتا ہوں اور میں اپنے تمام امور پر تجھ سے

مدد طلب کرتا ہوں اور تو نے جو میری آزمائش کی ہے اس پر تجھ سے صبر کی درخواست کرتا ہوں۔

المدائنی نے فرمایا: میں نے جنگل میں انتہائی نرم و نازک اور حسین ترین خاتون دیکھی تو میں نے کہا: اللہ کی قسم! تم اعتدال و سرور کی وجہ سے اس طرح ہو۔ اس نے کہا: ہرگز نہیں' اللہ کی قسم! میں تو غموں کی انتہا ہوں اور میرے دامن میں رنج و غم ہیں میں ابھی تمہیں بتاتی ہوں: میرا خاوند تھا اور میرے اس سے دو بیٹے تھے۔ ان کے والد نے عیدالاضحیٰ کے دن ایک بکری ذبح کی جبکہ اس وقت بچے کھیل رہے تھے' تو بڑے نے چھوٹے سے کہا: کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں بتاؤں کہ میرے والد نے کس طرح بکری ذبح کی؟ اس نے کہا: ہاں! پس اس نے اسے ذبح کر ڈالا جب اس نے خون دیکھا تو وہ جزع فزع کرتا پہاڑ کی طرف گیا تو بھیڑیے نے اسے کھالیا۔ اس کا والد اس کی تلاش میں نکلا تو اس کا باپ بھٹک گیا اور وہ پیاسا ہی فوت ہوگیا' اس طرح زمانے نے مجھے تنہا چھوڑ دیا۔ میں نے اسے کہا: آپ کو کیسے صبر آیا؟ اس نے کہا: اگر وہ ہمیشہ میرے ساتھ رہتا تو میں اس کے لئے ہمیشہ رہتی لیکن وہ ایک زخم تھا جو مندمل ہوگیا۔

ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''میری امت میں سے جس شخص کے دو چھوٹے بچے فوت ہو جائیں تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' تو عائشہ رضی اللہ عنہا عرض کیا: میرے والدین آپ پر قربان ہوں' جس کا ایک بچہ فوت ہو جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''موفقہ! جس کا ایک بچہ فوت ہوا ہو۔'' میں نے عرض کیا: تو آپ کی امت سے جس کا ایک چھوٹا بچہ بھی فوت نہ ہوا ہو؟ آپ نے فرمایا: ''میں اپنی امت کا پیش رو ہوں' انہیں مجھ جیسی تکلیف نہیں پہنچی۔'' ①

ابو عبیدہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے تین نابالغ بچے فوت ہو جائیں تو وہ اس کے لئے جہنم سے بچاؤ بن جائیں گے۔''

تو ابو درداء رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرے دو بچے فوت ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اور دو بھی۔'' سید القراء ابی بن کعبؓ نے عرض کی۔ میرا ایک بچہ فوت ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اور ایک بھی'' لیکن وہ تب ہے کہ وہ پہلے صدمے پر صبر کرے۔''

---

① ترمذی

وکیع بیان کرتے ہیں' ابراہیم الحربی کا دس سال کا بیٹا تھا۔ اس نے قرآن مجید حفظ کیا اور فقہ وحدیث میں بہت سا تفقہ کیا پس وہ فوت ہوگیا تو میں ان سے تعزیت کے لئے آیا تو انہوں نے مجھے کہا: میں اپنے اس بیٹے کی موت کی خواہش رکھتا تھا میں نے کہا: ابواسحٰق! آپ تو دنیا کے عالم ہیں آپ اس طرح کی بات کرتے ہیں؟ وہ شریف بچہ تھا' اس نے قرآن مجید حفظ کیا اور فقہ و حدیث میں تفقہ کیا۔ انہوں نے کہا: ہاں' میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے اور گویا کہ بچے ہیں ان کے ہاتھ میں پانی کے مٹکے ہیں' وہ لوگوں کا استقبال کرتے ہیں اور انہیں پانی پلاتے ہیں اور وہ دن بہت شدید گرمی کا دن تھا' وہ کہتے ہیں میں نے ان میں سے ایک سے کہا: اس پانی سے مجھے بھی پلاؤ' وہ کہتے ہیں' اس نے میری طرف دیکھا اور مجھے کہا: ہم وہ بچے ہیں جو اسلام کی حالت میں فوت ہوئے۔'' اور اپنے باپ پیچھے چھوڑ آئے' ہم ان کا استقبال کرتے ہیں اور انہیں پانی پلاتے ہیں وہ کہتے ہیں میں اس لئے اس کی موت کی تمنا کرتا ہوں۔

ابوحسان بیان کرتے ہیں' میں نے ابوہریرہؓ سے کہا آپ ہمیں کوئی حدیث سنائیں جس سے آپ ہمارے فوت شدگان کے متعلق ہمیں خوش کر دیں انہوں نے کہا: ہاں ان کے چھوٹے بچے جنت کے دعامیص (چھوٹے چھوٹے حشرات) ہوں گے' ان میں سے ایک اپنے والد یا فرمایا اپنے والدین سے ملاقات کرے گا وہ اس کے کپڑے یا فرمایا اس کے ہاتھ سے پکڑ کر اسے جنت میں لے جائے گا۔ مالک بن دینارؒ بیان کرتے ہیں' میں اپنے پہلے حال میں لہو ولعب اور شراب نوشی میں منہمک تھا۔ پس میں نے ایک لونڈی خریدی' میں اس سے لطف اندوز ہوتا۔'' اس نے ایک بیٹی کو جنم دیا میں اس سے بہت زیادہ محبت کرتا تھا' یہاں تک کہ وہ چلنے لگی' پس جب میں شراب نوشی کے لئے بیٹھتا تو وہ آتی اور مجھ کو اس پر کھینچتی اور اسے میرے سامنے گرا دیتی۔ جب وہ دو برس کی ہوئی تو وہ فوت ہوگئی تو اس کے رنج وغم نے مجھے دکھی بنا دیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ جب شعبان کی نصف رات ہوئی تو میں شراب سے مدہوش تھا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا کہ قیامت قائم ہوگئی ہے' میں اپنی قبر سے نکلا ہوں تو ایک بڑے اژدھا نے میرا پیچھا کیا ہے اور وہ مجھے کھانا چاہتا ہے' وہ بیان کرتے ہیں میں اس سے فرار ہوتا ہوں تو وہ میرا پیچھا کرتا ہے' میں تیز ہوتا تو وہ بھی میرے پیچھے تیز ہو جاتا ہے' میں اس سے خوف زدہ ہوں۔ میں اپنے راستے میں

سفید کپڑوں میں ملبوس ایک ضعیف بزرگ کے پاس سے گزرتا ہوں تو میں نے کہا: حضرت! اللہ کے لئے مجھے اس اژدھا سے بچائیں جو کہ مجھے کھانا اور مجھے ہلاک کرنا چاہتا ہے' اس نے کہا میرے بچے! میں بوڑھا آدمی ہوں' یہ مجھ سے زیادہ طاقت ور ہے اس کا مقابلہ کرنے کی مجھ میں طاقت نہیں لیکن تم سفر جاری رکھو اور جلدی کرو شاید کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس سے نجات دے دے' وہ بیان کرتے ہیں میں نے اور تیز دوڑنا شروع کر دیا اور وہ میرے پیچھے ہی ہے میں نے آگ کے طبقات پر جھانک کر دیکھا' وہ جوش مار رہی تھی' قریب تھا کہ میں اس میں گر جاتا کہ اتنے میں کسی نے کہا: تم میرے اہل سے نہیں' پس میں دوڑتا ہوا واپس آیا تو اژدھا میرے پیچھے ہی ہے۔ میں نے ایک روشن پہاڑ کو دیکھا اس میں محرابیں ہیں اور اس پر دروازے اور پردے ہیں۔ تو اتنے میں کہنے والا کہتا ہے اس محتاج کو پکڑ لو اس سے پہلے کہ اس کا دشمن اسے پکڑ لے۔ دروازے کھول دیئے گئے' پردے اٹھا دیئے گئے اور اس سے چاند جیسے چہروں والے بچوں نے مجھے جھانکا' میری بیٹی بھی ان کے ساتھ تھی۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو وہ نور کے ایک پلڑے کی طرف اتری' اس نے اپنے دائیں ہاتھ سے اژدھا کو مارا تو وہ بھاگ کر واپس چلا گیا اور وہ میری گود میں بیٹھ گئی اور کہا: ابا جان!

﴿اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَّلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ۝﴾ (الحدید: ۱۶)

”کیا ان لوگوں کے لئے جو ایمان لا چکے ہیں' وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی یاد اور اس کتاب کے لئے جو اللہ برحق کی طرف سے نازل ہوئی ہے جھکیں۔“

میں نے کہا: پیاری بیٹی! کیا تم قرآن جانتی ہو؟ اس نے کہا: ہم تم سے زیادہ اسے جانتے ہیں۔ میں نے کہا' بیٹی! تم یہاں کیا کرتے ہو؟

اس نے کہا: ہم مسلمانوں کے فوت شدہ بچے ہیں۔ ہم روز قیامت تک یہیں رہیں گے۔ ہم تمہارے آنے کا انتظار کرتے ہیں۔ میں نے کہا: بیٹی! یہ اژدھا کیا تھا جو مجھے بھگا رہا تھا اور مجھے ہلاک کرنا چاہتا تھا؟ اس نے کہا: ابا جان! وہ آپ کے برے اعمال تھے جنہیں آپ نے

قوی بنا دیا اور وہ آپ کو ہلاک کرنا چاہتا تھا۔ میں نے کہا وہ کمزور عمر رسیدہ شخص کون تھا جس کو میں نے دیکھا تھا؟ اس نے کہا: وہ آپ کا عمل صالح تھا جس کو آپ نے کمزور کر دیا تھا حتیٰ کہ اس میں آپ کے برے عمل کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں تھی پس آپ اللہ کے حضور توبہ کریں اور ہلاک ہونے والوں میں سے نہ ہوں۔ وہ بیان کرتے ہیں، پھر وہ مجھ سے اٹھالی گئی۔ میں بیدار ہوا تو میں نے اسی وقت اللہ کے حضور توبہ کی۔

اللہ آپ پر رحم فرمائے! اولاد کی برکت دیکھو جب وہ چھوٹی عمر میں فوت ہو جائیں، خواہ وہ مذکر ہوں یا مونث اور ان کی وجہ سے والدین کو آخرت میں فائدہ ہوگا بشرطیکہ وہ صبر کریں اور ثواب کی امید رکھیں اور وہ کہیں: ((الحمد لله انا لله وانا اليه راجعون)) پس اللہ نے اپنے فرمان میں جو وعدہ کیا ہے وہ اسے حاصل کرلیں گے۔

﴿الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ﴾ (البقرة)

"جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں، ہم اللہ کے لئے ہیں۔"

یعنی ہم اور ہمارے اموال اللہ کے لئے ہیں، وہ ہمارے ساتھ جو چاہے کرسکتا ہے ﴿وَاِنَّـا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾ اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، ہلاک وفنا کا اقرار۔

ثوبانؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"بندے کو دو میں سے کسی ایک خصلت کے باعث کوئی تکلیف پہنچتی ہے یا تو کسی گناہ کی وجہ سے کہ اللہ نے اسی مصیبت ہی کی وجہ سے اسے بخشنا تھا یا کسی درجے کی وجہ سے کہ اللہ نے اسی مصیبت ہی کی وجہ سے اس کو وہاں تک پہنچانا تھا۔"

سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں: اس امت کو مصیبت کے وقت ایک ایسا کلمہ عطا کیا گیا ہے جو ان سے پہلے انبیاء علیہم السلام کو بھی نہیں دیا گیا وہ ہے: ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾ اگر یہ کلمہ انبیاء علیہم السلام کو دیا جاتا تو یہ یعقوب علیہ السلام کو عطا کیا جاتا جب انہوں نے یہ کہا تھا۔

﴿يٰٓاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ﴾ (یوسف: ۸۴)

"ہائے یوسف! افسوس۔"

ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

"جو شخص مصیبت کے وقت یہ دعا پڑھے: ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾ اے اللہ! میری مصیبت میں مجھے اجر عطا فرما اور مجھے اس سے بہتر بدل عطا فرما۔ تو اللہ اس کو اجر عطا فرماتا ہے اور اس کو اس سے بہتر بدل و جانشین عطا فرما دیتا ہے۔"

وہ (ام سلمہ) بیان کرتی ہیں: جب ابو سلمہؓ وفات پا گئے تو میں نے کہا: ابو سلمہ سے بہتر کون ہے؟ پھر میں وہ دعا پڑھتی رہی تو اللہ نے مجھے رسول اللہ ﷺ عطا فرما دیئے۔

شعبیؒ سے روایت ہے کہ شریحؒ نے فرمایا: مجھے مصیبت پہنچتی ہے تو میں اس پر چار مرتبہ اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں۔ میں اس کی حمد بیان کرتا ہوں کہ وہ اس (پیش آمدہ مصیبت) سے بڑی نہیں میں اس کی حمد بیان کرتا ہوں کہ اس نے مجھے اس پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائی' میں اس کی حمد بیان کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّـآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾ پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی' جس سے میں ثواب کی امید رکھتا ہوں۔ میں اس کی حمد بیان کرتا ہوں کہ اس نے اسے میرے دین کی مصیبت نہیں بنایا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ.﴾

اللہ کی طرف سے "الصلوٰت" سے مراد رحمت و مغفرت ہے۔

﴿وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ۝﴾ (البقرۃ/۲: ۱۵۷)

وہ لوگ جنہیں ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّـآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾ کہنے کی راہنمائی مل گئی اور یہ قول بھی ہے کہ اس سے مراد جنت اور ثواب کی طرف راہنمائی ہے۔

سعید بن مسیّب' عمر بن خطابؓ سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے فرمایا: دو بدل بہترین ہیں اور زائد صلہ بہترین ہے۔

﴿اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ.﴾ یہ دو بدل' حق واجب بہترین ہیں۔ ﴿وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ۝﴾ (البقرۃ/۲: ۱۵۷) یہ بہترین زائد صلہ ہے۔ اور رہا وہ شخص جو مصیبت کے وقت تباہی و بربادی پکارتا ہے یا رخسار پیٹتا ہے یا گریبان چاک کرتا ہے یا

بال بکھیرتا ہے یا بال مونڈتا ہے یا اکھاڑتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ناراضی اور لعنت ہے وہ مرد ہو یا عورت۔

یہ بھی مروی ہے کہ مصیبت کے وقت ران پر ہاتھ مارنے سے بھی اجر ضائع ہو جاتا ہے۔ یہ بھی مروی ہے کہ جس شخص کو کوئی مصیبت پیش آ جائے وہ اس پر کپڑے پھاڑے یا رخسار پیٹے یا گریبان چاک کرے یا بال اکھاڑے تو گویا کہ وہ نیزہ ہے جس کے ذریعے وہ اپنے رب سے لڑائی کرنا چاہتا ہے اور یہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ اللہ عزوجل آنکھ کے رونے اور دل کے غمگین ہونے پر عذاب نہیں دیتا لیکن وہ اس وجہ سے یعنی مصیبت زدہ شخص کو جو اپنی زبان سے میت کے اوصاف بیان کر کے نوحہ کرتا ہے، عذاب دیتا ہے۔ اور یہ بھی بیان ہو چکا ہے۔ کہ میت پر نوحہ کرنے کی وجہ سے اس کو عذاب دیا جاتا ہے۔ جب نوحہ کرنے والی کہتی ہے: ہائے قوت بازو! ہائے وہ مددگار! ہائے لباس فراہم کرنے والے! وغیرہ وغیرہ، میت کو کھینچا جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے: تو اس کا قوت بازو ہے؟ تو اس کا مددگار ہے؟ تو اسے لباس فراہم کرتا ہے، اس میں قضا کو تسلیم کرنے کی مخالفت اور اللہ تعالیٰ کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کی مخالفت ہے۔

حکایت:

صالح المری نے کہا: میں جمعہ کی رات قبرستان کے درمیان تھا تو میں سو گیا تو اچانک قبریں پھٹ گئیں مردے ان سے نکل کر حلقے بنا کر بیٹھ گئے ان پر ڈھکی ہوئی طشتریاں اتریں۔ ان میں ایک نوجوان تھا جسے ان میں سے مختلف قسم کا عذاب دیا جا رہا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں، میں اس کی طرف بڑھا اور کہا نوجوان! کیا وجہ ہے کہ ان لوگوں میں سے تجھے عذاب دیا جا رہا ہے؟ اس نے کہا: صالح! تجھے اللہ کی قسم! میں جو تمہیں حکم دوں اس کا پہنچانا تم پر لازم ہے، امانت ادا کرنا اور میری اجنبیت پر رحم کرنا، شاید کہ اللہ عزوجل تیرے ہاتھوں میرے لئے کوئی خلاصی کی سبیل بنا دے، میں جب فوت ہوا تو میری والدہ نے بین اور نوحہ کرنے والی جمع کیں، وہ ہر روز مجھ پر بین اور نوحہ کرتی ہیں اور اس وجہ سے مجھے عذاب دیا جاتا ہے۔ میری والدہ کی بری باتوں کی وجہ سے آگ نے مجھے میرے دائیں میرے بائیں، میرے پیچھے اور میرے سامنے سے، گھیر رکھا ہے۔

اللہ اسے میری طرف سے اچھی جزا نہ دے۔ پھر وہ رونے لگا حتیٰ کہ اس کے رونے کی وجہ سے میں بھی رونے لگا۔ پھر اس نے کہا: صالح! تم اس کے پاس ضرور جاؤ وہ فلاں جگہ ہے' اس نے مجھے جگہ بتا دی اور اسے کہو: اے ماں! تم اپنے بچے کو کس لئے عذاب دیتی ہو' تم نے میری پرورش کی اور تم نے مجھے تکلیفوں سے بچایا اور جب میں فوت ہو گیا تو تو نے مجھے عذاب میں پھینک دیا۔

اے ماں! اگر تو مجھے دیکھ لے: کہ میری گردن میں طوق ہیں اور میرے پاؤں میں بیڑیاں ہیں اور عذاب کے فرشتے مجھے مارتے اور جھڑکتے ہیں اگر تو میرا برا حال دیکھتی تو مجھ پر رحم کرتی اور اگر تم نے نوحہ اور بین کی یہ اپنی موجودہ حالت ترک نہ کی تو پھر اللہ میرے اور تیرے درمیان ہوگا جس دن آسمان آسمان سے پھٹ جائے گا اور پوری مخلوق فیصلہ سننے کے لئے جمع ہو جائے گی۔

صالح نے کہا: میں گھبرا کر بیدار ہوا اور میں فجر تک بڑے قلق و اضطراب کی حالت میں اپنے گھر میں رہا' جب صبح ہوئی تو میں شہر میں گیا اور میرے نزدیک صرف اس نوجوان بچے کی والدہ کے گھر کی اہمیت تھی' میں نے اس بارے میں راہنمائی لی اور وہاں پہنچا تو دیکھا کہ دروازہ سیاہ کیا ہوا ہے اور بین کرنے اور نوحہ کرنے والیوں کی آوازیں باہر تک آ رہی ہیں۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو ایک بڑھیا باہر آئی اور اس نے کہا: اے تو کیا چاہتا ہے؟ میں نے کہا: میں نے اس نوجوان کی والدہ کو ملنا ہے جو فوت ہو گیا ہے۔ اس نے کہا: تم نے اسے کیا کہنا ہے؟ وہ تو اپنے غم میں مصروف ہے۔ میں نے کہا: اسے میرے پاس بھیجو' میرے پاس اس کے بیٹے کا خط ہے وہ اندر گئی اور اسے بتایا۔ وہ ماں باہر آئی اس نے سیاہ کپڑے پہن رکھے تھے اور بہت زیادہ رونے اور رخسار پیٹنے کی وجہ سے اس کا چہرہ بھی سیاہ ہو چکا تھا۔ اس نے مجھے کہا: تم کون ہو؟ میں نے کہا: میں صالح المری ہوں' میرے ساتھ گزشتہ رات قبرستان میں تیرے بچے کے ساتھ یہ کچھ بیتا ہے۔ میں نے اسے عذاب میں دیکھا ہے' وہ کہتا ہے: میری ماں! تم نے میری پرورش کی' مجھے مشکلات سے بچایا اور جب میں فوت ہو گیا تو تم نے مجھے عذاب میں پھینک دیا اور اگر تم نے اپنی یہ موجودہ حالت نہ چھوڑی تو پھر جس دن آسمان آسمان سے پھٹ جائے گا تو اللہ میرے اور تیرے درمیان فیصلہ کرے گا۔ جب اس نے یہ سنا تو اس پر غشی طاری ہو گئی اور زمین پر گر پڑی جب اسے افاقہ ہوا تو وہ بہت زیادہ روئی اور کہا: میرے بچے! مجھ پر بڑا شاق گزرا' اگر میں تیرا

حال جانتی تو میں کبھی ایسے نہ کرتی، میں اس سے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرتی ہوں پھر وہ اندر گئی، نوحہ کرنے والیوں کو باہر نکال دیا، دوسرے کپڑے پہنے اور مجھے ایک تھیلی دی جس میں بہت سے درہم تھے اور کہا: صالح! میرے بچے کی طرف سے انہیں صدقہ کر دو۔ پس میں نے اس کو آرام و سکون میں چھوڑا، اس کو دعائیں دیں اور پھر وہاں سے چلا آیا، اور میں نے وہ درہم اس کے بچے کی طرف سے صدقہ کر دیئے، جب جمعہ کی دوسری رات آئی تو میں اپنے معمول کے مطابق قبرستان گیا اور سو گیا۔ میں نے اہل قبور کو دیکھا کہ وہ اپنی قبروں سے نکلے اور اپنے معمول کے مطابق بیٹھ گئے، اطباق (طشتریاں) ان کے پاس آئیں، تب وہ نوجوان مسکرا رہا تھا اور بہت فرحت و سرور میں تھا اس کے پاس بھی ایک طشتری آئی تو اس نے اس کو پکڑ لیا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو میرے پاس آیا اور کہا: صالح! اللہ آپ کو میری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ اللہ نے مجھ سے عذاب ہلکا کر دیا ہے اور یہ میری والدہ کے اس کام (نوحہ) کو چھوڑنے کی وجہ سے ہے جو وہ کیا کرتی تھی، اور آپ نے میری طرف سے جو صدقہ کیا تھا وہ بھی مجھ تک پہنچ گیا تھا۔ صالح بیان کرتے ہیں، میں نے کہا: یہ طشتریاں کیا ہیں؟ تو اس نے کہا: یہ زندوں کے اپنے فوت شدگان کے لئے صدقات، قراءت اور دعا کی شکل میں تحائف ہیں جو ہر جمعہ کی رات ان پر نازل ہوتے ہیں اور انہیں کہا جاتا ہے کہ یہ فلاں شخص کی طرف سے تمہارے لئے تحفہ ہے۔ میری والدہ کے پاس جانا اور میری طرف سے اسے سلام کہنا اور سے کہنا: اللہ میری طرف سے تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور تم نے میری طرف سے جو صدقہ کیا ہے وہ مجھے پہنچ گیا ہے اور تم بھی عنقریب میرے پاس پہنچنے والی ہو پس تیاری کرو۔ صالح کہتے ہیں پھر میں بیدار ہوا اور چند ایام کے بعد اس نوجوان کی والدہ کے گھر آیا تو دروازے پر ایک میت رکھی ہوئی تھی میں نے کہا یہ کس کی میت ہے؟ انہوں نے کہا: اس نوجوان کی والدہ کی میت ہے۔ میں اس کی نماز جنازہ میں شریک ہوا اور اس کو اس کے بیٹے کے پہلو میں اس قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔ میں نے ان دونوں کے لئے دعائے خیر کی اور واپس آ گیا۔

ہم اللہ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہمیں مسلمان کی حالت میں فوت کرے، ہمیں صالحین کے ساتھ ملائے اور ہمیں جہنم سے بچائے بے شک وہ سخی داتا اور شفیق و مہربان ہے۔

(۵۰) ظلم وزیادتی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝﴾ ۝ (الشورى: ٤٢/٤٢)

''الزام تو ان پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ملک میں ناحق فساد پھیلاتے ہیں۔ ان لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے۔''

عیاض بن حمادؓ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا:

''اللہ نے میری طرف وحی کی ہے کہ تم تواضع اختیار کرو حتیٰ کہ کوئی کسی پر ظلم کرے نہ کوئی کسی پر فخر کرے۔''①

اور کسی صحابی کا قول ہے: اگر کوئی پہاڑ کسی پہاڑ پر ظلم کرے تو اللہ ان میں سے ظلم وزیادتی کرنے والے کو ریزہ ریزہ کر دے۔

ابوبکرؓ بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا:

''ظلم وزیادتی اور قطع رحمی کے علاوہ کوئی گناہ اس لائق نہیں کہ اللہ اس کے مرتکب کو دنیا میں بھی سزا دے اور اس کے علاوہ اس کو آخرت کے لئے بھی ذخیرہ کر دے۔''

جب قارون نے اپنی قوم پر ظلم کیا تو اللہ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمان میں اس کا ذکر فرمایا:

﴿اِنَّ قَارُوْنَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ وَ اٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِى الْقُوَّةِ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ۝ وَ ابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِى الْاَرْضِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِىْ اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ

---

① مسلم (٢٨٦٥)

قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ جَمْعًا وَلَا يُسْـَٔلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ○ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ○ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ○ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ﴾ (القصص: ۷۶- ۸۱)

”قارون درحقیقت موسیٰ کی قوم میں سے تھا مگر اس نے ان پر ظلم کرنا شروع کیا---
اور ہم نے اس کو اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا۔“

ابن الجوزیؒ نے فرمایا: قارون کے ظلم کے بارے میں اقوال ہیں: (۱) اس نے ایک زانیہ عورت کے لئے انعام مقرر کیا کہ وہ موسیٰ علیہ السلام پر اپنے بارے میں تہمت لگائے، پس اس نے ایسے کیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کے اس دعویٰ پر قسم طلب کی تو اس نے قارون کے ساتھ اپنے قصے کے بارے میں انہیں بتایا اور یہ اس کا ظلم تھا۔ یہ ابن عباس کا قول ہے۔

(۲) ضحاکؒ نے فرمایا: اس نے اللہ عزوجل کے ساتھ کفر کر کے ظلم کیا۔

(۳) قتادہؒ نے فرمایا: مطلق کفر کر کے ظلم کیا۔

(۴) عطا الخراسانی ؒ نے فرمایا: اس نے اپنے کپڑے کو بالشت برابر لمبا کیا۔ وہ فرعون کی خدمت کیا کرتا تھا، اس نے بنی اسرائیل پر زیادتی کی اور ان پر ظلم کیا۔ ماوردی نے اسے حکایت کیا ﴿فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ﴾ جب قارون نے زانیہ عورت کو موسیٰ علیہ السلام پر تہمت لگانے کا حکم دیا، جیسے اس کی شرح بیان کی گئی ہے، موسیٰ علیہ السلام ناراض ہوئے تو انہوں نے اس پر بددعا کی، تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی میں نے زمین کو حکم دے دیا ہے کہ وہ تمہاری اطاعت کرے، پس آپ زمین کو حکم دیں، موسیٰ علیہ السلام نے کہا: زمین! اس کو پکڑ لے، تو اس نے اسے پکڑ لیا حتیٰ کہ اس کا تخت غائب ہو گیا، جب قارون نے دیکھا تو موسیٰ علیہ السلام سے رحم کی اپیل کرنے لگا، تو انہوں نے پھر کہا: زمین! اسے پکڑ لے، اس نے اسے پکڑ لیا حتیٰ کہ اس کے قدم غائب ہو گئے۔ وہ یہ مسلسل کہتے رہے، زمین اسے پکڑ لے حتیٰ کہ اس نے اسے

غائب کر دیا تو اللہ نے ان کی طرف وحی کی' موسیٰ! میری عزت وجلال کی قسم! اگر وہ مجھ سے فریاد کرتا تو میں اس کی فریادرسی کرتا!

ابن عباسؓ نے فرمایا: زمین نے اس کو سب سے نچلی زمین تک دھنسا دیا۔

سمرہ بن جندبؓ بیان کرتے ہیں اسے ہر روز قیامت تک دھنسایا جاتا ہے۔

مقاتل نے کہا: جب قارون ہلاک ہوا تو بنی اسرائیل نے کہا: موسیٰ علیہ السلام نے اس کا گھر اور اس کا مال لینے کے لئے اسے ہلاک کرایا ہے۔ پس اللہ نے تین دن بعد اس کو اس کے گھر اور اس کے مال سمیت دھنسا دیا۔

﴿فَمَا كَانَ لَهُ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾

یعنی وہ اس کو اللہ سے بچاتے۔

﴿وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ﴾

یعنی اللہ نے اس پر جو عذاب نازل کیا تھا اس کو روک نہیں سکتے تھے۔ واللہ اعلم

اے اللہ! جب تو نے نظر کرم فرمائی تو میں نے اطاعت اختیار کر لی' جب میں نے اپنے آپ کو سپرد کر دیا تو تو نے قبول فرما لیا۔ جب تو نے توفیق عطا فرمائی تو مجھے رشد وہدایت مل گئی اور جب تو نے تنہا چھوڑ دیا تو میں رنج وغم کا شکار ہو گیا۔

اے اللہ! اپنی معرفت اور ہدایت کے نور سے ہمارے گناہوں کی تاریکی دور کر دے۔

اے اللہ جن پر تو نے نظر کرم فرمائی ہے' ہمیں ان میں شامل کر لے اور جو اس کے سوا ہے اس سے دور رکھ۔ ہم کو' ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو معاف فرما۔ آمین

☆☆☆

(۵۱) ضعیف، مملوک، لونڈی، بیوی اور چوپائے پر دست درازی کرنا

ان لوگوں پر ظلم کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو اپنے فرمان میں ان کے ساتھ احسان کرنے کا حکم فرمایا ہے:

﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا۝﴾ (النساء: ٣٦)

''اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بناؤ، تم والدین کے ساتھ، قرابت داروں کے ساتھ، یتیموں کے ساتھ، مسکینوں کے ساتھ، پڑوسیوں کے ساتھ قرابت دار ہوں یا اجنبی، پاس کے اٹھنے بیٹھنے والوں کے ساتھ، مسافروں کے ساتھ، لونڈی کے ساتھ اور غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آؤ، یاد رکھو کہ اللہ تکبر کرنے والوں اور شیخی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

الواحدیؒ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا﴾ کی تفسیر میں فرمایا: احمد بن محمد بن ابراہیم المہر جانی نے اپنی سند سے معاذ بن جبلؓ سے روایت کیا، انہوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کے پیچھے گدھے پر سوار تھا تو آپ نے فرمایا: معاذ! میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، آپ نے فرمایا:

''کیا تم جانتے ہو اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے، اور بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟''

میں نے عرض کیا، اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں، آپ نے فرمایا:

''اللہ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں، اور بندوں کا اللہ پر یہ حق ہے کہ جو شخص اس کے ساتھ شرک نہ کرے وہ اس کو

عذاب نہ دے۔“

ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں‘ ایک اعرابی نبی ﷺ کی خدمت میں آیا تو اس نے عرض کیا: اللہ کے نبی! مجھے وصیت فرمائیں‘ آپ نے فرمایا:

”اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنانا خواہ تمہیں ٹکڑے کر دیا جائے‘ یا تمہیں جلا دیا جائے‘ نماز کو اس کے وقت سے موخر نہ کرنا کیونکہ وہ اللہ کا ذمہ ہے‘ اور شراب نہ پینا کیونکہ وہ ہر شر کی چابی ہے۔“

﴿وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا﴾ ان دونوں کے ساتھ لطف و مہربانی سے پیش آنا‘ پہلو نرم رکھنا اور انہیں سختی سے جواب نہ دینا۔ انہیں گھور کر نہ دیکھنا‘ اپنی آواز ان پر بلند نہ کرنا‘ بلکہ ان کے سامنے اس طرح عاجزی سے پیش آنا‘ جس طرح غلام اپنے آقا کے سامنے عاجزی کا اظہار کرتا ہے۔

﴿وَّبِذِي الْقُرْبٰى﴾ قرابت داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنا اور ان پر رحم کرنا۔

﴿وَالْيَتٰمٰى﴾ ان پر نرمی کرنا‘ انہیں قریب رکھنا اور ان کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرنا۔

﴿وَالْمَسٰكِيْنِ﴾ ان پر معمولی سا خرچ کرنا اور احسن انداز سے ان کو واپس کرنا۔

﴿وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى﴾ یعنی وہ شخص جس کی آپ کے اور اس کے مابین قرابت ہو‘ پس اس کے لئے حق قرابت‘ حق ہمسائیگی اور حق اسلام ہے۔

﴿وَالْجَارِ الْجُنُبِ﴾ وہ شخص جس کی آپ سے کوئی قرابت نہ ہو‘ اسے اجنبی کہا جاتا ہے‘ جب وہ پردیسی اپنے اہل و عیال سے دور ہو‘ اور قوم اجانب اور جنابہ سے مراد دوری ہے۔ عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

”جبریل (علیہ السلام) پڑوسی کے بارے میں مجھے تاکید کرتے رہے حتیٰ کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ وہ اسے وارث بنا دیں گے۔“

انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”روز قیامت پڑوسی‘ پڑوسی کے ساتھ معلق ہو جائے گا‘ اور عرض کرے گا‘ یا رب! تو نے میرے اس بھائی کو کشائش عطا کی جبکہ مجھے تنگ حالی عطا کی‘ میں بھوکا رہتا تھا اور یہ

خوب سیر ہو کر کھاتا تھا‘ اس سے پوچھ کر اس نے اپنا دروازہ مجھ پر کیوں بند کیا تھا اور اس نے اس چیز سے‘ جس کے ساتھ تو نے اسے کشائش عطا کی تھی‘ مجھے کیوں محروم رکھا۔“

﴿وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ﴾ ابن عباسؓ اور مجاہدؒ نے فرمایا: اس سے مراد ہم سفر ہے‘ اس کے لئے حق ہمسائیگی اور حق مصاحب ہے۔

﴿وَابْنِ السَّبِيْلِ﴾ یہ وہ ضعیف و ناتواں ہے اس کے ساتھیوں پر واجب ہے کہ وہ جہاں چاہتا ہے‘ اسے وہاں پہنچا دیں‘ ابن عباسؓ نے فرمایا: وہ راہ گزر ہے‘ تم اسے ٹھکانہ فراہم کرو اور اسے کھانا کھلاؤ حتیٰ کہ وہ آپ کے پاس سے کوچ کر جائے۔

﴿وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ اس سے مراد مملوک ہے کہ اس کو اچھا رزق دیا جائے اور اس کی خطاؤں سے درگزر کیا جائے۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا﴾ ابن عباسؓ نے فرمایا: ”مختال“ سے مراد وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو بڑا خیال کرتا ہے اور اللہ کے حقوق ادا نہیں کرتا۔ جبکہ ((الفخور)) اس سے مراد وہ شخص ہے جس کو اللہ نے اپنے اکرام و انعام سے نوازا ہو اور وہ اس وجہ سے اللہ کے بندوں پر فخر و غرور کرتا ہو۔

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اس اثناء میں کہ ایک نوجوان شخص جو تم سے پہلے تھا‘ لباس زیب تن کئے ہوئے بڑے فخر و غرور سے اتراتا ہوا چل رہا تھا کہ اچانک زمین نے اسے نگل لیا اور وہ قیامت قائم ہونے تک اس میں دھنستا چلا جائے گا۔“

اسامہؒ بیان کرتے ہیں‘ میں نے ابن عمرؓ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

”جس شخص نے از راہ تکبر اپنا کپڑا لٹکایا تو روز قیامت اللہ اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔“ ①

یہ تمام تفصیل الواحدی نے بیان کی ہے۔

---

① بخاری‘ مسلم

رسول اللہ ﷺ جب اپنے آخری مرض میں اس دنیا سے تشریف لے جا رہے تھے تو آپ نماز قائم کرنے اور مملوک کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت فرما رہے تھے:

''نماز اور اپنے غلاموں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا' اللہ سے ڈرتے رہنا۔''①

حدیث میں ہے: ''اچھا مزاج رکھنا برکت ہے جبکہ برا اخلاق رکھنا نحوست ہے۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''برے اخلاق والا شخص جنت میں نہیں جائے گا۔''

ابو مسعودؓ بیان کرتے ہیں: میں کوڑے کے ساتھ اپنے غلام کو مار رہا تھا کہ میں نے اپنے پیچھے سے ایک آواز سنی: ''ابو مسعود! جان لے' اللہ تم پر اس سے زیادہ قدرت رکھتا ہے جتنا کہ تم اس غلام پر قدرت رکھتے ہو۔''

وہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا' اللہ کے رسول! میں آئندہ اپنے غلام کو کبھی بھی نہیں ماروں گا۔ اور ایک روایت میں ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کی ہیبت کی وجہ سے میرے ہاتھ سے کوڑا گر گیا' اور ایک درایت میں ہے' میں نے عرض کیا: وہ اللہ کی رضا کے لئے آزاد ہے۔ تو آپ نے فرمایا:

''سن لو' اگر تم ایسا نہ کرتے تو قیامت کے دن آگ تمہیں جھلس دیتی۔''

ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے اپنے غلام کو اس کے ناکردہ جرم پر سزا دی یا اس کو تھپڑ مارا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ اس کو آزاد کر دے۔''

حکیم بن حزامؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ ان لوگوں کو عذاب دے گا' جو لوگوں کو دنیا میں عذاب دیتے ہیں۔''

حدیث میں ہے: ''جس شخص نے کسی کو ناحق کوڑے سے مارا' اس سے روز قیامت بدلہ لیا جائے گا۔''

---

① ابو داؤد' ابن ماجه

رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا، ہم خادم سے کس قدر درگزر کریں؟

آپ نے فرمایا: "دن میں ستر مرتبہ۔" ①

ایک دن نبی ﷺ کے ہاتھ میں مسواک تھی، آپ نے اپنے خادم کو بلایا، اس نے آنے میں تاخیر کی تو آپ نے فرمایا: "اگر قصاص نہ ہوتا تو میں تمہیں اس مسواک کے ساتھ مارتا۔" ابوہریرہؓ کی ایک سیاہ فام لونڈی تھی، انہوں نے ایک دن اس پر کوڑا اٹھایا تو فرمایا: اگر قصاص نہ ہوتا تو میں تمہیں بے ہوش کر دیتا، لیکن میں عنقریب تمہیں ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کروں گا جو مجھے تیری پوری قیمت دے گا، تو چلی جا، پس تو اللہ کی رضا کی خاطر آزاد ہے۔

ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں نے اپنی لونڈی سے کہا ہے، اے زانیہ! آپ نے فرمایا: "کیا تم نے اس میں کوئی ایسی چیز دیکھی ہے؟ اس نے کہا: نہیں، آپ نے فرمایا: "سن لو وہ روز قیامت تم سے بدلہ لے گی۔" پس وہ اپنی لونڈی کے پاس گئی اور اسے کوڑا دے کر کہا: مجھے مارو، لونڈی نے انکار کیا تو اس نے اسے آزاد کر دیا۔ پھر وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو اس نے آپ کو اس کے آزاد کیے جانے کے بارے میں بتایا، تو آپ نے فرمایا: "امید ہے۔" یعنی امید ہے کہ تمہارا اسے آزاد کرنا، تمہارا اس پر تہمت لگانے کا کفارہ بن جائے۔

صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس شخص نے اپنے مملوک پر تہمت لگائی، جبکہ وہ اس سے لاتعلق ہو، جو اس نے اسے کہا ہے، اگر وہ اس کے کہنے کے مطابق نہ ہوا تو روز قیامت بطور حد اس کو کوڑے مارے جائیں گے۔" اور حدیث میں ہے "مملوک کے لئے (مالک کے ذمہ) ہے اس کا کھانا اور اس کا لباس، اور جس کام کی وہ طاقت نہ رکھتا ہو تو اس کا اسے ذمہ دار نہ ٹھہرایا جائے۔"

اور آپ ﷺ دنیا سے تشریف لے جاتے وقت صحابہ کرام کو وصیت فرما رہے تھے:

"نماز اور اپنے غلاموں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، اللہ سے ڈرتے رہنا، جو

---

① ابو داؤد، ترمذی

> خود کھاتے ہو وہی انہیں کھلاؤ' جیسا خود پہنو ویسا انہیں پہناؤ' ان کے ذمے کوئی ایسا کام نہ لگاؤ جس کی وہ طاقت نہ رکھتے ہو' اگر تم انہیں (کہیں ایسے کام کا) ذمہ دار ٹھہرا دو تو پھر ان کی مدد کرو اور اللہ کی مخلوق کو عذاب نہ دو' اللہ نے تمہیں ان کا مالک بنا دیا ہے اور اگر وہ چاہے تو ان کو تمہارا مالک بنا دے۔"

سلمان فارسیؓ کے پاس کچھ لوگ آئے' وہ اس وقت مدائن کے گورنر تھے' انہوں نے انہیں اپنے گھر والوں کا آٹا گوندھتے ہوئے پایا' تو انہوں نے ان سے کہا: کیا آپ آٹا گوندھنے کے لئے لونڈی نہیں چھوڑتے؟ آپؓ نے فرمایا: ہم نے اسے کسی کام کے لئے بھیجا ہے' ہم پسند نہیں کرتے کہ اس پر دوسرا کام جمع کر دیں۔

سلف میں سے کسی نے کہا ہے: مملوک کو ہر گناہ پر نہ مارو' لیکن اس کو یاد رکھو' پھر جب وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے تو پھر اس کو اللہ کی نافرمانی پر مارو اور اسے وہ گناہ بھی یاد کراؤ جو تیرے اور اس کے درمیان ہیں۔

فصل:

مملوک اور لونڈی کے ساتھ سب سے بڑی بدسلوکی' اس کے اور اس کے بچے کے درمیان یا اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان جدائی ڈالنا ہے۔ جیسا کہ نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

> "جس نے کسی والدہ اور اس کے بچے کے درمیان جدائی ڈالی تو روز قیامت اللہ اس کے اور اس کے چہیتے کے درمیان جدائی ڈال دے گا۔" ①

علی کرم اللہ وجہہ بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دو غلام عطا کئے جو کہ دونوں بھائی تھے' میں نے ان میں سے ایک کو فروخت کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اسے واپس کرو' اسے واپس کرو۔"

مملوک' لونڈی اور چوپائے کو بھوکا رکھنا بھی زمرے میں ہے۔

---

① ترمذی

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

> ”بندے کے لئے یہی گناہ کافی ہے‘ کہ وہ جس کا مالک ہے‘ اس کی روزی بند کر دے۔“ ①

اور یہ بھی اسی زمرے میں آتا ہے کہ وہ چوپائے کو دردناک سزا دے یا اسے بند کر دے اور اس کی ضرورت بھر اسے خوراک نہ دے یا اس کی طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ ڈال دے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ یَّطِیْرُ بِجَنَاحَیْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ﴾ (الانعام: ۳۸) ”جتنے حیوانات زمین پر چلتے پھرتے ہیں اور جتنے پرندے اپنے بازوؤں سے اڑتے پھرتے ہیں‘ سب تمہاری طرح کی مخلوق ہیں۔“ کی تفسیر میں روایت کیا گیا ہے کہ قیامت کے دن ان کو لایا جائے گا جبکہ تمام لوگ کھڑے ہوں گے‘ ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا حتیٰ کہ بے سینگ بکری کے لئے سینگوں والی بکری سے بدلہ لیا جائے گا حتیٰ کہ چیونٹی کو چیونٹی سے قصاص دلایا جائے گا‘ پھر ان کے لئے کہا جائے گا‘ مٹی ہو جاؤ‘ وہاں کافر کہے گا: ”ہائے کاش کہ میں بھی مٹی ہوتا۔“ اور یہ چوپاؤں کے آپس میں اور ان کے اور انسانوں کے مابین قضا کی دلیل ہے۔ حتیٰ کہ اگر انسان نے چوپائے کو ناحق مارا‘ یا اسے بھوکا پیاسا رکھا یا اس کی طاقت سے زیادہ اس کے ذمہ کام لگا دیا‘ تو وہ روز قیامت اس سے بدلہ لے گا جو اس نے اس پر ظلم کیا تھا یا اس کو بھوکا رکھا تھا۔ ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> ”ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا‘ اس نے اسے باندھ رکھا حتیٰ کہ وہ بھوکی فوت ہو گئی‘ جب اس نے اسے باندھ رکھا تھا تو اس نے خود اسے کھلایا نہ پلایا‘ اور نہ ہی اسے چھوڑا کہ وہ حشرات الارض میں سے کچھ کھا لیتی۔“ ②

اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ایک عورت کو آگ میں معلق دیکھا‘ جبکہ بلی اس کے چہرے اور اس کے سینے کو نوچ رہی تھی‘ اور وہ اسے سزا دے رہی تھی‘ جس طرح اس نے اس کو دنیا میں باندھ کر اور بھوکا رکھ کر سزا دی تھی‘ اور یہ باقی حیوانوں کے بارے میں بھی عام ہے۔ اور اسی طرح اگر اس نے اس کی طاقت سے بڑھ کر اس پر وزن ڈالا تو قیامت کے دن اس سے

---

① مسلم ② بخاری‘ مسلم

بدلہ لیا جائے گا۔ صحیحین میں ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> ”ایک آدمی گائے لے کر جا رہا تھا، جب وہ اس پر سوار ہوا تو اس نے اسے مارا، وہ کہنے لگی: ہمیں اس مقصد کے لئے پیدا نہیں کیا گیا، ہمیں تو کھیتی باڑی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔“

پس یہ گائے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو دنیا میں قوت گویائی عطا فرمائی، کہ وہ اپنا دفاع کرے تاکہ اسے تکلیف دی جائے نہ اسے کسی ایسے کام میں استعمال کیا جائے جس کے لئے اسے پیدا نہیں کیا گیا۔

پس جس نے اسے کسی ایسے کام کا مکلف ٹھہرایا جس کی اس میں طاقت نہیں یا اسے ناحق مارا پیٹا تو قیامت کے دن اس کی ضرب اور تعذیب کے مطابق اس سے بدلہ لیا جائے گا۔

ابو سلیمان الدارانی نے فرمایا: میں ایک مرتبہ گدھے پر سوار ہوا تو میں نے دو یا تین مرتبہ اسے مارا، تو اس نے اپنا سر اوپر اٹھایا اور میری طرف دیکھ کر کہا: ابو سلیمان! قیامت کے دن اس کا بدلہ ہوگا، اگر چاہو تو کم کر لو اور اگر چاہو تو زیادہ کر لو۔ وہ بیان کرتے ہیں: میں نے کہا۔ میں آئندہ کسی چیز کو نہیں ماروں گا۔

ابن عمرؓ قریش کے بچوں کے پاس سے گزرے، انہوں نے ایک پرندے کو باندھ رکھا تھا اور وہ اس پر تیر اندازی کر رہے تھے اور انہوں نے اس کے مالک کے لئے اپنے خطا جانے والے تیر کے لئے کچھ مقرر کر رکھا تھا۔ جب انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو وہ تتر بتر ہو گئے۔ پس آپ نے فرمایا، یہ کس نے کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت فرمائے جس نے یہ کیا ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو کسی جاندار چیز پر نشانہ بازی کرے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے جانوروں کو باندھ رکھنے سے منع فرمایا، یعنی انہیں قتل کرنے کے لئے باندھ لیا جائے۔ خواہ وہ ان میں سے ہوں جن کو شریعت نے قتل کرنے کا حکم دیا ہے جیسا کہ سانپ، بچھو، چوہیا، اور باؤلا کتا۔ انہیں بھی پہلی ہی مرتبہ قتل کرنے کا حکم دیا اور انہیں تکلیف پہنچانے سے منع فرمایا۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

> ”جب تم قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو اور جب تم ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح

کرو' اسے چاہیے کہ وہ اپنی چھری تیز کرے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچائے۔" ①

اور اسی طرح اسے آگ سے نہ جلائے' جیسا کہ صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ فلاں فلاں شخص کو آگ سے جلا دینا' لیکن آگ کا عذاب صرف اللہ ہی دے سکتا ہے' اس لئے اگر تم انہیں پاؤ تو انہیں قتل کر دینا۔" ②

ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کے شریک سفر تھے کہ آپ اپنی حاجت کے لئے تشریف لے گئے' ہم نے چڑیا کی مانند ایک پرندہ دیکھا' اس کے ساتھ دو بچے بھی تھے' ہم نے اس کے بچے پکڑ لئے' وہ پرندہ آیا اور پھڑ پھڑانے لگا۔ اتنے میں نبی ﷺ تشریف لائے۔

تو فرمایا: اس کو اس کے بچے گم کرنے کی وجہ سے' کس نے پریشان کیا ہے؟ اس کو اس کے بچے واپس کرو۔" اور رسول اللہ ﷺ نے چیونٹیوں کی بل دیکھی' جسے ہم نے جلا دیا تھا' تو آپ نے فرمایا:

"اسے کس نے جلایا ہے؟" ہم نے عرض کیا' ہم نے' تو آپ ﷺ نے فرمایا: "رب کے سوا کسی کے لائق نہیں کہ وہ آگ کے ذریعے تکلیف پہنچائے۔"

اس میں آگ کے ذریعے قتل و تعذیب کی ممانعت ہے حتیٰ کہ جوں اور پسو وغیرہ کے بارے میں بھی یہی حکم ہے۔

فصل:

حیوانوں کو عبث قتل کرنا مکروہ ہے۔ نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

"جس نے کسی چڑیا کو عبث قتل کیا تو وہ روز قیامت اللہ کے حضور دعا کرے گی اور عرض کرے گی: میرے رب! اس سے پوچھ کہ اس نے مجھے عبث کیوں قتل کیا اور اس نے کسی منفعت کے لئے مجھے قتل نہیں کیا؟" ③

---

① مسلم' ترمذی ② بخاری ③ نسائی' ابن حبان

پرندے کو اس کے بچوں کے ایام میں شکار کرنا مکروہ ہے جیسا کہ اس بارے میں ایک اثر مروی ہے۔ نیز جانور کو اس کی ماں کے سامنے ذبح کرنا بھی مکروہ ہے، ابراہیم بن ادہمؒ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: کسی آدمی نے ایک بچھڑے کو اس کی ماں کے سامنے ذبح کیا تو اللہ نے اس کے ہاتھ کو شل کر دیا۔

فصل: مملوک کو آزاد کرنے کی فضیلت کے بارے میں، ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا:

> ''جس شخص نے کسی مومن شخص کو آزاد کیا تو اللہ اس کے ہر عضو کے بدلے، اس (آزاد کرنے والے) کے ہر عضو کو جہنم سے آزاد کر دے گا، حتیٰ کہ اس کی شرم گاہ کو اس کی شرم گاہ کے بدلے آزاد کر دے گا۔'' ①

ابوامامہؓ روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''جس مسلمان شخص نے کسی مسلمان شخص کو آزاد کیا تو یہ اس کے لئے جہنم سے رہائی کا سبب ہوگا۔ اور اس کا ہر عضو اس کے ہر عضو کا بدلہ اور جزا ہوگی، اور جس مسلمان شخص نے دو مسلمان عورتیں آزاد کیں تو وہ دونوں اس کے لئے جہنم سے رہائی کا باعث ہوں گی۔ ان دونوں کے ہر دو عضو، اس کے عضو کا بدل اور جزا بن جائیں گے۔ اور جس مسلمان عورت نے کسی مسلمان عورت کو آزاد کیا تو یہ اس کے لئے جہنم سے رہائی کا باعث ہوگی۔ اور اس کا ہر عضو اس کی جزا بن جائے گا۔ ②

اے اللہ! ہمیں فلاح پانے والی جماعت اور اپنے صالح بندوں میں شامل فرما۔

☆☆☆

---

① بخاری ② ترمذی

(۵۲) پڑوسی کو اذیت دینا

صحیحین میں ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ کی قسم! وہ مومن نہیں ہو سکتا' اللہ کی قسم! وہ مومن نہیں ہو سکتا۔"

عرض کیا گیا' اللہ کے رسول! کون؟ آپ نے فرمایا: "جس کی شرارتوں سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔"

اور ایک روایت میں ہے: "وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا' جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہ ہو۔" اور رسول اللہ ﷺ سے اللہ کے ہاں سب سے بڑے گناہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے تین خصلتوں کا ذکر فرمایا:

"یہ کہ تم اللہ کا شریک ٹھہراؤ حالانکہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے' یہ کہ تم اس اندیشے کے پیش نظر اپنے بچے کو قتل کر دو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گا اور یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا کرو۔"

اور حدیث میں ہے: "جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو اذیت نہ پہنچائے۔"

اور پڑوسی تین طرح کے ہیں: (۱) قریبی رشتے دار مسلمان پڑوسی۔ اس کے تین حق ہیں' حق ہمسائیگی حق اسلام اور حق قرابت (۲) مسلمان پڑوسی۔ اس کے دو حق ہیں' حق ہمسائیگی اور حق اسلام (۳) کافر پڑوسی۔ اس کے لئے ایک حق ہے۔ حق ہمسائیگی۔

ابن عمرؓ کا ایک یہودی پڑوسی تھا' جب آپ بکری ذبح کرتے تو فرماتے: اس میں سے ہمارے یہودی پڑوسی کو بھی بھیجو۔

اور مروی ہے کہ فقیر محتاج پڑوسی' روز قیامت مال دار پڑوسی کے ساتھ معلق ہو گا اور عرض کرے گا: رب جی! اس سے پوچھ کہ اس نے اپنی بھلائی کو مجھ سے کیوں روک رکھا تھا اور اس نے اپنا دروازہ مجھ سے کیوں بند کر لیا تھا۔ ①

---

① اصبہانی نے حدیث ابن عمر کے حوالے سے اسے الترغیب والترہیب میں ذکر کیا ہے۔ منذری نے اس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے۔

پڑوسی کو چاہیے کہ وہ پڑوسی کی اذیت کو برداشت کرے اور یہ بھی اس کے ساتھ احسان کرنے کے زمرے میں آتا ہے۔ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا اللہ کے رسول! مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ میں محسن ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''اپنے پڑوسیوں سے پوچھ' اگر وہ کہیں کہ تم محسن ہو تو پھر تم محسن ہو' اور اگر وہ کہیں کہ تم برے ہو تو پھر تم برے ہو۔''

نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

> ''جو شخص اپنے پڑوسی سے' اپنے اہل وعیال اور اپنے مال کے اندیشے کے پیش نظر' اپنا دروازہ بند کرلے' تو وہ مومن نہیں۔ اور وہ شخص بھی مومن نہیں جس کی شرارتوں سے اس کے پڑوسی محفوظ نہیں۔''

اور یہ بھی مروی ہے کہ اگر آدمی دس عورتوں سے زنا کرتا ہے تو یہ اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنے سے زیادہ ہلکا (کم گناہ) ہے اور یہ کہ آدمی دس گھروں کی چوری کرے یہ اپنے پڑوسی کی چوری کرنے سے زیادہ ہلکا (کم گناہ) ہے۔

ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں' ایک آدمی اپنے پڑوسی کی شکایت کرنے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ نے اسے فرمایا: ''جا اور صبر کر۔'' وہ آپ کے پاس دو یا تین مرتبہ آیا' پھر آپ نے فرمایا: ''جا اور اپنا سامان راستے پر رکھ دو۔''

اس نے ایسے ہی کیا' لوگ اس کے پاس سے گزرتے اور اس کا حال پوچھتے تو وہ ان کو اپنے پڑوسی کے ساتھ معاملات کے بارے میں بتاتا' وہ اس کے پڑوسی پر لعنت بھیجتے اور کہتے: اللہ اس کے ساتھ اس طرح کرے اور وہ اس کے لئے بددعائیں کرتے۔ پس اس کا پڑوسی اس کے پاس آیا اور کہا: بھائی! اپنے گھر چلو' آئندہ آپ کوئی ناپسندیدہ حرکت نہیں دیکھیں گے۔

اور یہ کہ وہ اپنے پڑوسی کی اذیت وتکلیف برداشت کرلے خواہ وہ ذمی ہو' سہل بن عبداللہ التستریؒ سے مروی ہے کہ ان کا ایک ذمی پڑوسی تھا' اس کے بیت الخلا میں ایک دراڑ تھی جس سے نجاست نکل کر سہلؒ کے گھر گرتی تھی۔ سہلؒ کا یہ معمول تھا کہ وہ ہر روز اس دراڑ کے نیچے برتن رکھ دیتے اور مجوسی کے بیت الخلاء سے جو کچھ گرتا وہ اس میں جمع ہوتا رہتا' اور وہ رات کے وقت جب انہیں کوئی نہ دیکھتا تو وہ اسے باہر پھینک آتے۔ آپؒ کا طویل مدت تک یہی معمول رہا حتیٰ کہ ان

کی وفات کا وقت آ گیا، تو انہوں نے اپنے پڑوسی مجوسی کو بلایا اور اسے کہا: ذرا اس گھر میں داخل ہو کر دیکھو کہ اس میں کیا ہے، وہ داخل ہوا تو اس نے وہ دراڑ دیکھی جس سے وہ غلاظت نکل کر برتن، ٹب میں گر رہی تھی۔ اس نے کہا: میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں؟ سہلؒ نے فرمایا، یہ تو بڑی طویل مدت سے تیرے گھر سے اس گھر میں گر رہی ہے، میں دن کے وقت اسے جمع کرتا ہوں اور رات کے وقت اسے پھینک آتا ہوں۔ اگر میری موت کا وقت قریب نہ ہوتا اور مجھے اندیشہ ہے کہ میرے علاوہ کسی اور میں اس قدر اخلاقی وسعت نہیں ہوگی، تو میں تمہیں کبھی اس کے متعلق نہ بتاتا۔ اب تم نے جو کرنا ہے وہ کرلو، مجوسی نے کہا: الشیخ محترم! آپ طویل مدت سے میرے ساتھ اس طرح کا معاملہ کر رہے ہیں اور ایک میں ہوں کہ میں اپنے کفر پر قائم ہوں؟ آپ ہاتھ بڑھائیں، پس میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، پھر سہلؒ وفات پا گئے۔

پس ہم اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اور تمہیں اچھے اخلاق و اعمال اور اقوال کی ہدایت نصیب فرمائے کیونکہ وہ سخی داتا کرم کرنے والا شفیق و مہربان ہے۔

☆☆☆

(۵۳) مسلمانوں کو اذیت پہنچانا اور انہیں گالی دینا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا۝﴾ (الاحزاب : ۵۸)

''اور وہ لوگ جو مومن مردوں اور مومن عورتوں کو اس کے بغیر کے وہ کوئی گناہ کریں ایذا پہنچاتے ہیں، وہ بہتان عظیم اور گناہ مبین کے ارتکاب کا بار اٹھاتے ہیں۔''

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ (الحجرات: ۱۱)

''اے ایمان والو! کوئی جماعت کسی دوسری جماعت سے ہنسی نہ کرے ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے ہنسی کریں، ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں، اور تم آپس میں طعنہ زنی نہ کرو اور نہ ہی ایک دوسرے کا برا نام رکھو ایمان لانے کے بعد (دوسروں کو) برے ناموں سے یاد کرنا بہت برا ہے۔ اور جو کوئی توبہ نہ کرے تو ایسے ہی ظالم ہوتے ہیں۔''

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا﴾ (الحجرات: ۱۲)

''اور کسی کا بھید نہ ٹٹولو اور تم کوئی ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرو۔''

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

''روز قیامت اللہ کے نزدیک ''منزلت کے لحاظ سے وہ شخص سب سے برا ہوگا جس

کے فحش سے بچنے کے لئے لوگ اس سے کنارہ کشی کرلیں۔'' ①

اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے بندو! اللہ نے حرج کو معدوم کر دیا ہے الا یہ کہ کوئی شخص اپنے بھائی کی عزت کے درپے ہو، پس یہ وہ شخص ہے جو حرج یا ہلاکت کا مستحق ٹھہرا۔''

اور حدیث میں ہے: ''مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان پر حرام ہے، اس کی جان، اس کا مال اور اس کی عزت اس پر حرام ہے۔'' ②

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اسے تنہا چھوڑتا ہے اور نہ ہی اسے حقیر جانتا ہے۔ آدمی کے لئے یہی شر کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔'' ③

اور اسی میں ہے: ''مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑائی جھگڑا کرنا کفر ہے۔''

ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، عرض کیا گیا، اللہ کے رسول! فلاں عورت رات کے وقت تہجد پڑھتی ہے اور دن کے وقت روزہ رکھتی ہے لیکن وہ اپنی زبان سے اپنے پڑوسیوں کو تکلیف پہنچاتی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اس میں کوئی بھلائی نہیں، وہ جہنمی ہے۔'' اور حدیث میں یہ بھی ہے۔

''اپنے فوت شدگان کے محاسن بیان کیا کرو اور ان کی خطاؤں سے خاموشی اختیار کرو۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی آدمی کو کافر کہہ کر پکارا یا کہا اللہ کے دشمن! جبکہ وہ ایسے نہ ہو تو پھر وہ کلمہ اسی پر لوٹ آتا ہے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا:

''جس رات مجھے معراج کرائی گئی تو میں کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا جن کے تانبے کے ناخن تھے۔ اور وہ ان سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ میں نے کہا: جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی عزتوں پر حملہ کرتے تھے۔'' ④

---

① بخاری، مسلم ② مسلم، ترمذی

③ مسلم ④ ابو داؤد

فصل:

مومنوں، چوپاؤں اور حیوانوں کے درمیان فساد پیدا کرنے اور شرانگیزی کے بارے میں ترہیب۔ نبی ﷺ سے صحیح ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: ''شیطان اس سے مایوس ہوگیا ہے کہ جزیرۃ العرب میں نمازی اس کی عبادت کریں، لیکن ان کی باہمی شرانگیزی سے مایوس نہیں ہوا۔''

پس ہر وہ شخص جو بنی آدم کے دو افراد کے درمیان شرانگیزی کرتا ہے اور ان کے مابین ایسی بات نقل کرتا ہے جو ان میں سے کسی کو تکلیف پہنچاتی ہے تو وہ چغل خور شیطان کی جماعت سے ہے اور وہ سب سے برا شخص ہے، جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہارے برے لوگوں کے بارے میں تمہیں نہ بتاؤں؟'' انہوں نے عرض کیا، جی ہاں، اللہ کے رسول! ضرور بتائیں، آپ نے فرمایا: ''تم میں سے برے لوگ وہ ہیں جو چغل خور ہیں، وہ دوستوں کے مابین فساد ڈالتے ہیں اور نیک لوگوں کے بارے میں مشقت تلاش کرتے ہیں۔'' ①

اور رسول اللہ ﷺ سے صحیح ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

''چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔'' ②

چغل خور وہ ہے جو لوگوں کے مابین باتیں کرتا ہے اور دو آدمیوں کے درمیان ایسی باتیں نقل کرتا ہے جو ان میں سے ایک کو تکلیف پہنچاتی ہیں، یا اس کے دل کو اس کے ساتھی یا اس کے دوست کے بارے میں اچاٹ کر دیتا ہے، وہ اسے کہتا ہے: اس نے تمہارے بارے میں یوں یوں کہا ہے، اور اس نے اس طرح کہا ہے، البتہ اگر اس میں کوئی فائدہ یا مصلحت ہو تو پھر اس طرح کہنا جائز ہے۔ جیسے اس کے خلاف تیار ہونے والی سازش کے بارے میں اسے بتایا جائے۔ جہاں تک چوپاؤں، حیوانوں اور پرندوں وغیرہ کے درمیان شرانگیزی کا تعلق ہے تو وہ حرام ہے۔ جیسے مرغوں کو لڑانا، مینڈھوں کو ٹکرانا اور کتوں کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکانا اور اس کی مثل دیگر لڑائیاں وغیرہ۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ پس جو شخص اس کا ارتکاب کرے وہ اللہ اور اس کے رسول کا نافرمان ہے۔ عورتوں کے دل کو اس کے خاوند سے اور غلام کو اس کے

---

① احمد ② بخاری، مسلم

مالک سے اچاٹ کرنا بھی اسی زمرے میں آتا ہے۔ جیسا کہ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"وہ شخص ملعون ہے جو عورت کو اس کے خاوند کے خلاف یا غلام کو اس کے آقا کے خلاف بھڑکائے۔"①

ہم اس بارے میں اللہ سے پناہ طلب کرتے ہیں۔"

فصل:

لوگوں کے درمیان اصلاح و میل ملاپ کی ترغیب کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾

(النساء:١١٤)

"ان لوگوں کی سرگوشیوں میں کوئی بھلائی (کی بات) نہیں ہوتی۔ اس شخص کے سوا کہ جس نے خیرات دینے کی یا کوئی نیک کام کرنے کی یا لوگوں کے درمیان میل ملاپ کی ترغیب دی ہو اور جو شخص اللہ کی خوشنودی کی طلب میں ایسا کام کرے گا تو ہم اسے اجر عظیم عطا کریں گے۔"

مجاہدؒ نے فرمایا: یہ آیت لوگوں کے درمیان عام ہے، اس میں یہ بتایا گیا ہے، کہ لوگ آپس میں جو باتیں کرتے ہیں اور سرگوشیاں کرتے ہیں، ان میں کوئی خیر نہیں ہوتی، ہاں جو شخص اعمال خیر کی بات کرے تو وہ درست ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ﴾ "مگر جو شخص صدقہ کا حکم دے۔" پھر مضاف حذف کر دیا گیا ﴿اَوْ مَعْرُوْفٍ﴾ ابن عباسؓ نے فرمایا: صلہ رحمی اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ذریعے، اور کہا جاتا ہے کہ نیکی کے تمام اعمال معروف ہیں۔

کیونکہ عقول ان کا اعتراف کرتیں اور انہیں پہچانتی ہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿او اصلاح بین الناس﴾ "یا لوگوں کے درمیان میل ملاپ کرنے کیلئے۔" یہ وہ چیز ہے جس پر رسول اللہ ﷺ

---

① ابو داؤد

نے ابوایوب انصاریؓ کو ترغیب دلائی۔ آپ نے فرمایا:

''کیا میں تمہیں ایسے صدقہ کے بارے میں نہ بتاؤں جو تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔''

انہوں نے عرض کیا' اللہ کے رسول! ضرور بتائیں' آپ نے فرمایا:

''تم لوگوں کے درمیان میل ملاپ کرایا کرو جبکہ وہ آپس میں فساد پیدا کریں اور ان کو باہم قریب کیا کرو جب وہ باہم دوریاں پیدا کریں۔'' ①

ام حبیبہؓ نے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''ابن آدم کا پورا کلام اس کے خلاف ہے' اس کے حق میں نہیں' سوائے اس کے جو امر بالمعروف' نہی عن المنکر یا اللہ کے ذکر کے متعلق ہو۔'' ②

مروی ہے کہ کسی آدمی نے سفیان سے کہا: یہ حدیث کتنی سخت ہے' سفیان نے فرمایا: کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا:

﴿لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ﴾

(النساء: ١١٤)

''ان لوگوں کی سرگوشیوں میں کوئی بھلائی کی بات نہیں ہوتی' اس شخص کے سوا کہ جس نے صدقہ کرنے یا کوئی نیک کام کرنے کا حکم دیا۔''

پس یہ بالکل ویسے ہی ہے۔

پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ تعلیم دی کہ یہ اعمال بھی صرف اسے فائدہ پہنچائیں گے جو ان کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا﴾

''اور جو شخص اللہ کی خوشنودی میں ایسا کام کرے گا تو ہم اسے اجر عظیم عطا کریں گے۔''

جس کی کوئی حد نہیں ہوگی۔ حدیث میں ہے کہ: ''وہ شخص کذاب نہیں جو لوگوں کے درمیان میل ملاپ کی بات کرتا ہے' وہ بہتر چغلی کھاتا ہے یا بہتر بات کرتا ہے۔'' ③

---

① بزار' طبرانی ② طبرانی ③ بخاری

ام کلثوم بیان کرتی ہیں' میں نے آپ ﷺ سے نہیں سنا کہ آپ نے کسی ایسی چیز کے بارے میں رخصت دی ہو جسے لوگ بیان کرتے ہیں' البتہ آپ نے تین امور میں اس کی اجازت دی ہے۔ لڑائی کے وقت' لوگوں کے مابین صلح کرانے کے لئے اور میاں بیوی کے آپس میں گفتگو کرنے کے بارے میں۔

سہل بن سعد الساعدیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو خبر پہنچی کہ بنی عمرو بن عوف کے درمیان کوئی شر و اختلاف ہے تو رسول اللہ ﷺ اپنے چند صحابہ کرام کے ساتھ' ان کے درمیان صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے۔

ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز کی طرف چلنے یا لوگوں کے درمیان میل ملاپ کرانے اور مسلمانوں کے مابین باہمی اتحاد پیدا کرنے سے افضل کوئی عمل نہیں۔'' ①

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص کسی دو کے درمیان میل ملاپ کرا دے تو اللہ اس کے معاملے کی اصلاح فرما دیتا ہے' اور وہ جو کلام کرتا ہے اس کے ہر کلمہ کے بدلے میں اس کو غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب عطا کرتا ہے اور جب وہ واپس آتا ہے تو اس کے سابقہ عام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔'' ② وباللہ التوفیق

اے اللہ! اپنی مہربانی سے ہمارے ساتھ معاملہ فرمانا' اپنی عفو و درگزر سے ہمارا تدارک فرمانا۔ اے تمام رحم کرنے والوں میں سے زیادہ رحم کرنے والے۔

☆☆☆

---

① اصبہانی نے اسے روایت کیا ہے اور منذری نے اس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے۔

② اصبہانی نے حدیث انس سے روایت کیا ہے۔ اور یہ انتہائی غریب ہے۔

(۵۴) اللہ کے بندوں کو اذیت پہنچانا اور ان پر دست درازی کرنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا۝﴾ (الاحزاب : ۵۸)

''اور وہ لوگ جو مومن مردوں اور مومن عورتوں کو اس کے بغیر کہ وہ کوئی گناہ کریں ایذا دیتے ہیں' وہ بہتان عظیم اور گناہ مبین کے ارتکاب کا بار اٹھاتے ہیں۔''

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۝﴾ (الشعراء: ۲۱۵)

''اور مومن جنہوں نے تمہاری اتباع کی ہے' ان سے شفقت و مہربانی سے پیش آؤ۔''

ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی تو میرا اس سے اعلان جنگ ہے۔'' ①

اور ایک روایت میں ہے: ''یقیناً اس نے جنگ میں مجھ سے مبارزت کی'' (میرے مقابلے پر آ گیا) یعنی میں اسے بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں اس کا محارب ہوں۔ اور حدیث میں ہے کہ ابوسفیانؓ چند ساتھیوں کے ساتھ سلمان' صہیب اور بلال رضی اللہ عنہم کے پاس آئے تو انہوں نے کہا: اللہ کی تلواروں نے اللہ کے دشمن سے اپنا حق نہیں لیا' تو ابوبکرؓ نے فرمایا: کیا تم یہ بات قریش کے بڑے اور ان کے سردار سے کہہ رہے ہو؟ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے تو انہیں بتایا' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر! شاید کہ تم نے انہیں ناراض کر دیا ہے' تم نے تو اپنے رب کو ناراض کر دیا۔'' پس ابوبکرؓ ان کے پاس آئے تو کہا: بھائیو! کیا میں نے تمہیں ناراض کر دیا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں؟

---

① بخاری

اللہ تمہیں معاف کرے، پیارے بھائی!

فصل:

اللہ تعالیٰ کے فرمان کے بارے میں:

﴿وَ اصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ﴾ (الکهف: ۲۸)

''اور جو لوگ اللہ کی رضامندی اور خوشنودی کے لئے صبح و شام اپنے رب کو چاہتے ہیں، ان کے ساتھ صبر کیے رہیے۔''

اور ان آیات میں فقراء کی فضیلت ہے، اور اس کا سبب نزول یہ ہے کہ آپ پر سب سے پہلے ایمان لانے والے فقراء تھے۔ اور اسی طرح ہر نبی جو مبعوث کیا گیا اس پر سب سے پہلے ایمان لانے والے فقراء ہی تھے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے فقراء صحابہ، جیسے سلمان، صہیب، بلال اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے، مشرکین نے ارادہ کیا کہ وہ آپ سے فقراء کو دور کرنے کا کوئی حیلہ کریں، جب انہوں نے سنا کہ رسولوں کی علامت یہ ہے کہ ان کی سب سے پہلے اتباع کرنے والے فقراء ہوں گے۔ پس مشرکین کے بعض سردار آئے تو انہوں نے کہا محمد (ﷺ)! ان فقراء کو اپنے پاس سے ہٹاؤ، کیونکہ ہمارے نفوس نفرت کرتے ہیں کہ آپ انہیں بٹھائیں، اگر آپ ان کو اپنے پاس سے ہٹا دیں تو لوگوں کے اشراف اور ان کے بڑے لوگ آپ پر ایمان لے آئیں گے، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ﴾

(الانعام: ۵۲)

''اور ان لوگوں کو اپنے پاس سے دور نہ کیجئے جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں، جس سے صرف اس کی خوشنودی اور خوشی چاہتے ہیں۔''

اور جب مشرکین ان کو دور کرنے سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے کہا: محمد (ﷺ) ایک دن ہمارے لئے اور ایک دن ان کے لئے مقرر کر دیں۔ تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ (الكهف: ٢٨)

''اور جو لوگ اللہ کی رضا مندی اور خوشنودی کے لئے صبح وشام اپنے رب کو چاہتے ہیں' آپ ان کے ساتھ صبر کئے رہیے' اور دنیوی زندگی کی زیب وزینت کو چاہتے ہوئے ان سے آنکھیں نہ پھیریں۔''

یعنی آپ دنیا داروں کی مصاحبت کی خاطر ان ایمان داروں کو دور کریں نہ آپ کی نظر عنایت ان سے بے زار ہو' اور فرما دیجئے:

﴿وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ.﴾ (الكهف: ٢٩)

''پس جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے منکر رہے۔''

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمان کے ذریعے مال دار اور فقیر محتاج کی مثال بیان فرمائی۔

﴿وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ﴾ (الكهف: ٣٢)

''آپ ان سے دو آدمیوں کی مثال بیان کیجئے۔''

﴿وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ (الكهف: ٤٥)

''اور ان سے دنیا کی زندگی کی مثال بیان کیجئے۔''

پس رسول اللہ ﷺ فقراء کی تعظیم وتکریم کیا کرتے تھے۔

جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو انہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی' اور وہ مسجد کے صفہ (چبوترے) پر الگ تھلگ مقیم تھے' ان کا نام ''اصحاب صفہ'' رکھ دیا گیا۔ اور جو بھی فقراء میں سے ہجرت کرتا وہ ان کے ساتھ مل جاتا حتیٰ کہ وہ زیادہ ہو گئے۔ رضی اللہ عنہم

ان لوگوں نے اس چیز کا مشاہدہ کر لیا تھا جو اللہ نے اپنے اولیاء (دوستوں) کے لئے احسان سے تیار کیا تھا' اور انہوں نے نور ایمان سے اسے دیکھ لیا تھا' پس انہوں نے اپنے دلوں کو دنیا کی کسی چیز کے ساتھ معلق نہیں کیا تھا۔ بلکہ وہ کہتے تھے: ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں' تیرے ہی لئے خضوع وسجود کرتے ہیں' تیرے ذریعے ہدایت ورہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ تجھ پر توکل واعتماد

کرتے ہیں، تیرے ذکر کے ساتھ ہم نعمتیں حاصل کرتے اور فرحت محسوس کرتے ہیں، ہم تیری محبت کے میدان میں خوش حال زندگی بسر کرتے اور اپنے معاملات سنوارتے ہیں۔ ہم تیرے لئے عمل کرتے اور محنت کرتے ہیں اور ہم تیری چوکھٹ کو کبھی بھی نہیں چھوڑیں گے۔ پس تب اس نے ان کے لئے اپنی راہ آسان کر دی اور ان کے متعلق اپنے رسول کو خطاب فرمایا:

﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ﴾ (الانعام: ٥٢)

"اور ان لوگوں کو اپنے پاس سے دور نہ کیجئے جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔"

یعنی آپ ان لوگوں کو دور نہ کریں جن کی شام اپنے رب کے ذکر پر ہوتی ہے اور وہ صبح اس کے دروازے پر کرتے ہیں، آپ ان لوگوں کو دور نہ کریں، مسجد جن کا ٹھکانہ اور اللہ ان کا مطلوب و مددگار ہے۔ بھوک ان کا کھانا ہے اور بیداری، جب لوگ سو جاتے ہیں، ان کا سانس ہے، فقر وفاقہ ان کا شعار ہے، مسکنت وحیاء ان کی چادر ہے، انہوں نے اپنے عزم کے گھوڑے اپنے مولی کے دروازے پر باندھ رکھے ہیں، انہوں نے اپنے چہرے محرابوں میں اپنی سرگوشی کے لئے کشادہ اور بچھا رکھے ہیں، فقر عام وخاص ہے، پس عام اللہ تعالیٰ کی طرف محتاج ہے اور یہ ہر مخلوق کا وصف ہے۔ مومن ہو خواہ کافر، اور یہی اللہ تعالیٰ کے فرمان کا معنی ہے: ﴿یا ایھا الناس انتم الفقراء الی اللہ﴾ "لوگو! تم سب اللہ کی طرف محتاج ہو۔" جبکہ خاص فقر اللہ کے اولیاء اور اس کے پیاروں کا وصف ہے، ان کے ہاتھ دنیا سے خالی ہیں، اور ان کا دل دنیا کے تعلق سے خالی ہے، اور یہ کیفیت اللہ عزوجل کے ساتھ تعلق قائم کرنے، اس کی طرف اشتیاق رکھنے اور اللہ عزوجل کی طرف مائل ہونے کی انس وخلوت کی وجہ سے ہے۔

اے اللہ! ہمیں بھی اپنی مناجات کی لذت چکھا دے، اپنی رضا مندی والی راہوں پر چلا دے، جو چیز تیری بارگاہ میں حاضر ہونے سے دور کر دے اس کو ہم سے لاتعلق کر دے، تو نے اپنے اہل محبت کے لئے جو چیز آسان کی ہے، اسے ہمارے لئے بھی آسان کر دے اور ہمیں، ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو معاف فرما دے۔

☆☆☆

(۵۵) فخر وغرور اور گھمنڈ کرتے ہوئے ازار' کپڑے' لباس اور شلوار کو لٹکانا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ٥﴾

(لقمان: ۱۸)

''اور زمین پر اترا کر نہ چل' اللہ کسی اترانے والے اور شیخی خورے کو پسند نہیں کرتا۔''

اور نبی ﷺ نے فرمایا: ''ازار کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہے وہ آگ میں ہے۔''①

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ اس شخص کی طرف (نظر رحمت سے) نہیں دیکھے گا جس نے اپنا ازار از راہ تکبر گھسیٹا۔''②

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

''تین قسم کے لوگ ہیں' اللہ روز قیامت ان سے کلام کرے گا' نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا' اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ ازار لٹکانے والا' احسان جتانے والا اور جھوٹی قسم سے اپنا سودا بیچنے والا۔''

یہ بھی حدیث میں ہے: ''ایک آدمی ایک جوڑا زیب تن کئے ہوئے' سر میں کنگھی کئے ہوئے اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہوئے متکبرانہ چال سے چلا جا رہا تھا کہ اچانک زمین نے اسے دھنسا دیا اور وہ قیامت تک اس میں دھنستا چلا جائے گا۔''③

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

''جس شخص نے از راہ تکبر اپنے کپڑے کو گھسیٹا تو روز قیامت اللہ اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔''

---

① بخاری (۵۷۸۷) ② بخاری (۵۷۸۸) مسلم (۲۰۸۷)

③ بخاری (۵۷۸۹) مسلم (۲۰۸۸)

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

"کپڑا لٹکانا ازار اور عمامے میں ہے' جس نے ازراہ تکبر اس سے کچھ بھی گھسیٹا تو روز قیامت اللہ اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔" ①

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

"مومن کی تہبند اس کی نصف پنڈلی تک ہے اور اگر وہ پنڈلی اور ٹخنوں کے مابین ہے تو بھی کوئی حرج نہیں' لیکن جو ٹخنوں سے نیچے ہے تو وہ آگ میں ہے۔" ②

اور یہ چیز لباس کے متعلق عام ہے خواہ وہ شلوار ہو' کپڑا ہو' جبہ و دستار یا قباء و شیروانی۔ پس ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرتے ہیں۔

ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں' ایک آدمی اپنا ازار لٹکائے نماز پڑھ رہا تھا' رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: "جاؤ وضو کرو۔" پھر وہ آیا تو آپ نے فرمایا: "جاؤ وضو کرو؟ تو ایک آدمی نے آپ سے عرض کیا' اللہ کے رسول! آپ نے اسے کس لئے حکم فرمایا ہے کہ وہ وضو کرو؟ پھر کچھ دیر خاموشی اختیار کرنے کے بعد فرمایا: "وہ ازار لٹکا کر نماز پڑھ رہا تھا' جبکہ اللہ اس شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جو اپنا ازار لٹکاتا ہے۔" ③

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

"جس شخص نے ازراہ تکبر اپنا ازار لٹکایا تو روز قیامت اللہ اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔"

تو ابوبکرؓ نے عرض کیا' اللہ کے رسول! میرا ازار ڈھیلا ہو جاتا ہے (لٹک جاتا ہے) جبکہ میں اس کا خیال رکھتا ہوں' تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: "آپ ان میں سے نہیں جو ازار تکبر سے لٹکاتے ہیں۔" ④

اے اللہ! ارحم الراحمین! اپنی رحمت سے اپنے بہترین لطف و کرم سے ہمارے ساتھ معاملہ فرمانا۔

---

① ابوداؤد (٤٠٩٤) ② ابوداؤد (٤٠٩٣)

③ ابوداؤد (٨٠٨٦) ④ بخاری (٣٦٦٥)

(٥٦) مردوں کا سونا اور ریشم پہننا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ اسے آخرت میں نہیں پہنے گا۔“ ①

اور یہ آپ ﷺ کے حکم کے مطابق لشکر اور ان کے علاوہ سب کے لئے عام ہے۔ فرمایا:

”ریشم اور سونا پہننا میری امت کے مردوں پر حرام قرار دیا گیا ہے۔“ ②

حذیفہ بن یمانؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے، سونے اور چاندی کے برتنوں میں پینے اور ان میں کھانے، نیز ریشمی کپڑا اور ریشمین قیمتی کپڑا جس کا تانا بانا ریشم کا ہوتا ہے، پہننے اور اس پر بیٹھنے سے، ہمیں منع فرمایا۔ ③

پس جو شخص مردوں کے لئے ریشم پہننے کو حلال سمجھے وہ کافر ہے۔ البتہ آپ ﷺ نے خارش وغیرہ کے مریض اور دشمن سے مقابلہ کرنے والوں کو اس کے پہننے کی رعایت دی ہے۔ جہاں تک زینت کے لئے ریشم پہننے کا تعلق ہے تو یہ مسلمان کے اجماع کے مطابق مردوں پر حرام ہے۔ خواہ وہ چوغہ ہو یا قبطی (مصر کے علاقے کا بنا ہوا ریشم) ہو یا کوئی ریشمی ٹکڑا ہو۔ اسی طرح جب اکثر حصہ ریشمی ہو تو وہ حرام ہے، اور اسی طرح سونے کا مردوں کے لئے پہننا حرام ہے، خواہ انگوٹھی ہو یا کمر پر باندھنے کی مرصع پٹی ہو یا تلوار کا کنارہ وکونا، پس اس کا پہننا حرام ہے، نبی ﷺ نے ایک آدمی کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اس کو اتار دیا اور فرمایا: ”تم میں سے کوئی آگ کے انگارے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے اپنے ہاتھ میں ڈال لیتا ہے۔“

اسی طرح سونے کی کڑھائی کیے ہوئے کپڑے اور چاندی کے تار سے کڑھائی کیے ہوئے کپڑے بھی مردوں پر حرام ہیں۔ علماء کا بچے کو ریشم اور سونا پہنانے کے بارے میں اختلاف ہے، بعض نے اس میں رخصت دی ہے اور بعض نے آپ ﷺ کے عمومی فرمان، جو سونے اور ریشم کے بارے میں ہے ”کہ یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں اور ان کی عورتوں کے لئے حلال

---

① بخاری (٥٨٣٤) مسلم (٢٠٦٩)
② بخاری (٥٨٣٥) مسلم (٢٠٦٨)
③ بخاری (٥٨٣٧)

ہیں'' کے مطابق منع کیا ہے۔ پس بچہ بھی اس زمرے میں آتا ہے کہ اس کے لئے بھی منع ہے۔ اور یہ امام احمدؒ اور دیگر ائمہ کرام کا مذہب و مسلک ہے۔

پس ہم اللہ تعالیٰ سے اس کے پسندیدہ امور کی توفیق کا سوال کرتے ہیں' کیونکہ وہ سخی داتا فیاض ہے۔

☆☆☆

(۵۷) غلام کا بھاگنا

جریرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب غلام بھاگ جائے تو اس کی کوئی نماز قبول نہیں ہوتی۔'' ①

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

''جو غلام بھاگ جائے تو اس سے ذمہ اٹھ جاتا ہے۔'' ②

جریرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تین آدمی ایسے ہیں کہ اللہ ان کی نماز قبول کرتا ہے نہ ان کی کوئی نیکی آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے۔ بھاگا ہوا غلام حتیٰ کہ وہ اپنے مالک کے پاس واپس آ جائے، وہ عورت جس کا خاوند اس سے ناراض ہو حتیٰ کہ وہ اس سے راضی ہو جائے، اور نشے میں مدہوش شخص حتیٰ کہ اس کا نشہ اتر جائے۔'' ③

فضالہ بن عبید مرفوعا روایت کرتے ہیں:

''تین قسم کے لوگ ہیں جن سے پوچھا نہیں جائے گا: جماعت سے الگ ہونے والا شخص جس نے اپنے امام کی نافرمانی کی، بھاگا ہوا غلام جو نافرمانی کی موت مر جائے۔ اور وہ عورت جس کا خاوند موجود نہ ہو اور وہ اس کی ضرورتیں پوری کرتا ہو اور وہ پھر بھی اس کے بعد بناؤ سنگار کرتی ہو۔'' ④

یعنی اس کے بعد وہ اپنے محاسن ظاہر کرتی ہو جس طرح اہل جاہلیت کیا کرتے تھے۔ اور ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو عیسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ کے درمیان ہوئے۔

الواحدیؒ نے اسی طرح ذکر کیا ہے۔

☆☆☆

---

① مسلم (۷۰) ② مسلم (٦٩)

③ ابن خزیمہ (۹٤۰) یہ روایت ضعیف ہے۔

④ بخاری فی الادب المفرد

(۵۸) اللہ عزوجل کے علاوہ کسی اور کے لئے ذبح کرنا

مثال کے طور پر کوئی کہے: شیطان کے نام سے یا صنم کے نام سے یا فلاں بزرگ کے نام سے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ﴾ (الانعام: ۱۲۱)

''اور جس جانور پر (ذبح کرتے وقت) اللہ کا نام نہیں لیا گیا اسے ہرگز نہ کھاؤ۔''

ابن عباسؓ نے فرمایا: اس سے مراد مردار اور گلا گھونٹ کر مر جانے والا جانور ہے۔

﴿ما ذبح علی النصب﴾ ''جو استھانوں پر ذبح کیا جائے۔''

کلبی نے کہا: اس سے مراد ایسے جانور ہیں جن پر اللہ کا نام نہ لیا جائے یا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لئے ذبح کئے جائیں۔

عطاءؒ نے فرمایا: ذبائح سے منع کیا گیا ہے جو قریش اور عرب بتوں پر ذبح کیا کرتے تھے۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿انه لفسق﴾ یعنی: اگر وہ جانور جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا' مردار سے ہے تو وہ فسق ہے یا حق اور دین سے خروج ہے۔

﴿وان الشیاطین لیوحون الی اولیائھم لیجادلوکم﴾ یعنی شیطان اپنے دوستوں کو وسوسہ ڈالتا ہے اور ان کے دل میں باطل ذریعے سے جھگڑنا القاء کرتا ہے۔ اور وہ یہ کہ مشرکین نے مومنوں سے مردار کے بارے میں جھگڑا کیا۔

ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں: شیطان نے انسانوں میں سے اپنے دوستوں کو الہام کیا کہ تم ایسی چیز کی کیسے عبادت کرتے ہو کہ وہ جس چیز کو مارتا ہے تم اسے کھاتے نہیں' اور جس چیز کو تم مارتے ہو (قتل کرتے ہو) تو اسے کھا جاتے ہو؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ﴿وان اطعتموھم﴾ یعنی مردار کو حلال جاننے میں ان کی اطاعت کرو گے۔

﴿انکم لمشرکون﴾ الزجاجؒ نے فرمایا: اس آیت میں اس پر دلیل ہے کہ ہر وہ شخص جو اللہ کی حرام کردہ چیز کو حلال قرار دے' یا اللہ کی حرام کردہ چیز کو حلال قرار دے تو وہ مشرک ہے۔

اگر کہا جائے: تم نے مسلمان ذبیحے کو کیسے مباح قرار دیا ہے جب اس نے بسم اللہ پڑھنا ترک کر دیا، جبکہ آیت تحریم میں نص کی طرح ہے؟

میں نے کہا: مفسرین نے اس آیت میں

﴿**ما لم یذکر اسم اللہ علیه**﴾ کی تفسیر میں بتایا کہ اس سے مراد مردار ہے، اور کسی نے اس کو مسلمان کے ذبیحے، جب وہ بسم اللہ پڑھنا ترک کر دے، پر محمول نہیں کیا اور آیت میں اور بھی اشیاء ہیں جو اس پر دلالت کرتی ہیں کہ آیت، مردار کی تحریم میں ہے، اور اس سے اللہ کا فرمان ہے۔

﴿**و انه لفسق**﴾ ''اور یہ فسق ہے۔'' جبکہ بسم اللہ ترک کرنے والے مسلمان کے ذبیحے کو کھانے والا فسق کا ارتکاب نہیں کرتا۔ اور اس سے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿**و ان الشیاطین لیوحون الی اولیائهم لیجادلو کم**﴾ تمام مفسرین کے اجماع کے مطابق مجادلہ و مناظرہ تو مردار کے بارے میں تھا، بسم اللہ نہ پڑھنے والے مسلمان کے ذبیحے کے بارے میں نہیں۔ اور اس میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿**و ان اطعتمو هم انکم لمشر کون**﴾ مشرک مردار کو حلال قرار دینے میں ہے نہ کہ اس ذبیحے کو حلال سمجھنے میں ہے جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے

ابو منصور نے اپنی سند سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: کسی آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ دریافت کیا آپ ہم میں سے اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لینا بھول جاتا ہے؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ کا نام ہر مسلمان کے منہ پر ہے''①

ابو منصور نے ہی اپنی اسناد سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کا نام اس کو کافی ہے، اور اگر ذبح کرتے وقت اس کا نام لینا بھول جائے تو وہ بسم اللہ پڑھے اور اللہ کا ذکر کرے پھر کھا لے''۔②

عمرو بن ابی عمر نے اپنی سند سے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ کچھ لوگوں نے

---

① طبرانی نے اسے اوسط میں روایت کیا ہے، اس میں مروان بن سالم الغفاری متروک ہے۔ (مجمع الزوائد)

② دارقطنی نے اسے روایت کیا ہے۔ اس میں ایک راوی محمد بن سنان صدوق ضعیف الحفظ ہے۔

عرض کیا' اللہ کے رسول! کچھ لوگ ہمارے پاس گوشت لے کر آتے ہیں لیکن ہمیں پتہ نہیں کہ اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے یا نہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "اس پر اللہ کا نام لے لو اور کھاؤ"۔ واحدی رحمہ اللہ کا یہ آخری کلام ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان گزر چکا ہے:

"اللہ کی اس پر لعنت ہو جو اللہ کے سوا کسی اور کے لئے ذبح کرے"۔ ①

☆☆☆

---

① مستدرك حاكم (٤/٣٥٦)

(۵۹) جانتے بوجھتے اپنے آپ کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرنا

سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ''جس نے اپنے آپ کو باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کیا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اس کا باپ نہیں، تو اس پر جنت حرام ہے۔'' ①

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا:

> ''اپنے آباء سے اعراض نہ کرو پس جس نے اپنے باپ سے اعراض کیا تو وہ کافر ہے'' ②

اور اس میں یہ بھی ہے:

> ''جس نے اپنے آپ کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کیا تو اس پر اللہ کی لعنت ہے'' ③

زید بن شریک بیان کرتے ہیں: میں نے علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر خطاب فرماتے ہوئے دیکھا، میں نے انہیں فرماتے ہوئے سنا: اللہ کی قسم! ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی کتاب کے سوا کوئی اور کتاب نہیں جسے ہم پڑھتے ہوں، اور جو اس صحیفے (رجسٹر) میں ہے، پس انہوں نے اسے کھولا تو اس میں (زکوٰۃ کے متعلق) اونٹوں کی عمریں اور کچھ زخموں (کی دیت) کے بارے میں تفصیل تھی، اور اس میں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ''مدینہ عیر (پہاڑ) سے ثور تک حرام ہے، پس جس نے اس میں کوئی بدعت جاری کی یا کسی بدعتی کو پناہ دی تو اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے، اور روز قیامت اللہ اس سے کوئی فرض قبول کرے گا نہ نفل اور جس نے اپنے مالکوں کے علاوہ کسی اور سے حق ولایت ثابت کیا تو اس پر بھی اسی مثل (لعنت) ہے اور تمام مسلمانوں کا ذمہ ایک ہی ہے۔''

---

① بخاری (٦٧٦٦) مسلم (٦٣)

② بخاری (٦٧٦٨)، مسلم (١٣٧٠)

③ بخاری (٧٣٠٠) مسلم (١٣٧٠)

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

> ''وہ شخص ہم میں سے نہیں جو اپنے آپ کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرے حالانکہ وہ جانتا ہے' تو اس نے کفر کیا' جس نے کسی ایسی چیز کا دعوی کیا جو کہ اس کی نہیں تو وہ ہم میں سے نہیں اور وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے' یا کہا: اے اللہ کے دشمن! حالانکہ وہ ایسے نہیں ہے تو پھر وہ کلمہ اس پر لوٹ آتا ہے۔''①

پس ہم اللہ تعالیٰ سے عفو وعافیت اور اس کے پسندیدہ امور کی توفیق طلب کرتے ہیں کیونکہ وہ سخی داتا ہے۔

☆☆☆

---

① بخاری (۳۵۰۸) مسلم (۶۱)

(۶۰) مناظرہ کٹ حجتی اور ناحق جھگڑنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝﴾ (البقرہ: ۲/۲۰۴، ۲۰۵)

''اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جن کی باتیں آپ کو دنیوی زندگی کے بارے میں نہایت بھلی معلوم ہوتی ہیں، اور وہ اللہ کو اپنے خلوص دل پر گواہ بھی کر لیتے ہیں، حالانکہ فی الحقیقت وہ جھگڑے میں بڑے ہی سخت ہوتے ہیں، اور جب وہ آپ سے الگ ہو جاتے ہیں، تو ملک میں اس خیال سے سرگرمی دکھاتے ہیں کہ فساد پھیلائیں۔ کھیتوں کو تباہ کریں اور نسل انسانی کو ہلاک کریں اور اللہ فساد پھیلانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

وہ الفاظ جو قابل مذمت ہیں: کٹ حجتی، مناظرہ اور جھگڑا۔

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''المراء'' اس سے مراد تمہارا کلام میں طعن کرنا ہے، تا کہ اس میں خلل ظاہر کیا جائے اور اس کے قائل کی تحقیر کے سوا اس میں کوئی اور غرض نہیں، نیز اس پر اپنی امتیازی حیثیت ظاہر کرنا ہے۔

جہاں تک ''جدال'' کا تعلق ہے تو یہ ایسے امر سے عبارت ہے جو مذاہب کے اظہار اور اس کے ثبات سے تعلق رکھتا ہے۔

انہوں نے فرمایا: ''الخصومۃ'' سے مراد کلام میں لجاجت پیدا کرنا ہے تا کہ وہ اس کے ذریعے مال وغیرہ میں سے جو اس کا مقصود ہے وہ اسے پا لے۔ کبھی یہ شروع میں ہوتا ہے اور کبھی بطور اعتراض ہوتا ہے۔ جبکہ ''المراء'' صرف بطور اعتراض ہی ہوتا ہے، یہ کلام غزالی ہے۔

النووی رحمۃ اللہ نے فرمایا: جان لیجئے کہ جدال کبھی حق پر ہوتا ہے اور کبھی باطل پر۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾ (العنکبوت: ۲۹/۴۶)

''اہل کتاب سے بحث نہ کرو مگر ایسے طریقے سے جو نہایت عمدہ ہو۔''

اور فرمایا:

﴿وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾ (النحل: ١٦/ ١٢٥)

''اور پسندیدہ طریقے سے ان سے بحث کیجئے''

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وما یجادل فی آیات اللہ الاالذین کفروا﴾ (المؤمن/ ٤٠: ٤)

''اور اللہ کی آیتوں میں ان لوگوں کے سوا جو کافر ہیں' کوئی جھگڑا نہیں کرتا''

انہوں نے فرمایا اگر تو بحث وجدال حق پر قائم رہنے اور اسے ثابت کرنے کے لئے ہو تو پھر یہ قابل تعریف ہے اور اگر یہ حق کو ہٹانے یا جہالت کی بنیاد پر ہو تو پھر قابل مذمت ہے۔ اور اسی تفصیل پر اس کی اباحت اور مذمت پر نصوص میں واردہ نازل ہوتی ہے۔ مجادلہ اور جدال کا ایک ہی معنی ہے۔ ان میں سے کسی نے کہا: میں نے جھگڑے سے بڑھ کر کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جو دین کو لے جانے والی' مروت کو کم کرنے والی اور دل کو غافل کرنے والی ہو۔ اگر تم کہو: انسان کو اپنے حقوق حاصل کرنے کے لئے جھگڑا کرنا ضروری ہے' تو جواب وہی ہے جو امام غزالی رحمہ اللہ نے جواب دیا: جان لیجئے کہ جس مذمت کی تاکید کی گئی ہے وہ تو اس شخص کے بارے میں ہے جو باطل پر جھگڑا کرے اور اسے علم بھی نہ ہو جیسا کہ قاضی کا وکیل ہے کہ وہ یہ جانے بغیر کہ حق کس جانب ہے خصومت پر وکالت کرتا ہے' پس وہ بلا علم جھگڑا کرتا ہے۔

وہ شخص بھی مذمت میں داخل ہے جو اپنا حق طلب کرتا ہے' وہ اس لئے کہ وہ ضرورت کے مطابق اس خصومت پر اقتصار نہیں کرتا بلکہ وہ اپنے مقابل پر ناحق جھگڑا کر کے کذب بیانی کر کے اور ایذا پہنچا کر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسی طرح وہ شخص جو اپنے جھگڑے میں تکلیف دہ کلمات استعمال کرتا ہے' حالانکہ حصول حق کے لئے ان کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی' اور اسی طرح وہ شخص جس کو محض عناد جھگڑے پر ابھارتا ہے تاکہ وہ اپنے مقابل کو شکست دے سکے اور اسے دبا سکے' تو یہ طرز عمل بھی مذموم ہے۔ جہاں تک اس مظلوم کا تعلق ہے جو اپنی دلیل کو شرعی طریقے سے' جھگڑا زیادتی کئے بغیر اور عناد وایذاء کا قصد کئے بغیر' تقویت پہنچاتا ہے تو یہ فعل حرام

نہیں۔ لیکن اگر اس کا کوئی حل نکلتا ہو تو اس کو ترک کرنا زیادہ بہتر ہے' کیونکہ جھگڑے کے وقت زبان کو حد اعتدال پر رکھنا مشکل ہوتا ہے' جبکہ جھگڑا سینے میں کینہ بھر دیتا ہے اور غصے کو بھڑکاتا ہے۔ جب غصہ بھڑک اٹھے تو ان دونوں کے درمیان حقد و کینہ پیدا ہو جاتا ہے حتیٰ کہ ان میں سے ہر ایک' دوسرے کی تکلیف پر خوش ہوتا ہے' اور اس کی مسرت پر غمگین ہوتا ہے اور اس کی عزت پر حملے کرنے کے لئے اپنی زبان کو کھلی چھٹی دے دیتا ہے۔ پس جو شخص جھگڑا کرتا ہے اسے ان آفات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور ان میں سے سب سے کم آفت دل کا مشغول ہونا ہے حتیٰ کہ وہ اگر اپنی نماز کی حالت میں ہو تب بھی' اس کا دل اور خیال لڑائی جھگڑے میں مشغول و معلق رہتا ہے اور اس کا حال استقامت پر قائم نہیں رہتا۔ خصومت شر کی ابتدا ہے اور جدال و بحث و مباحثہ کا بھی یہی حال ہے۔ بس انسان کو چاہئے کسی انتہائی ضرورت کے سوا اپنے لئے خصومت کا دروازہ نہ کھولے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تیرے گناہ گار ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ تو جھگڑا کرتا رہے۔'' ①

علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''خصومت و جھگڑے میں کئی ایک ہلاکتیں اور تباہیاں ہیں۔

فصل:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا:

''جو بلا علم کسی خصومت میں جھگڑا کرے تو وہ (اللہ تعالیٰ کی) ناراضی میں رہتا ہے حتی کہ وہ اس سے دستبردار ہو جاتے۔ ②

ابو امامہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا:

''کوئی قوم ہدایت یافتہ ہونے کے بعد گمراہ نہیں ہوتی الا یہ کہ وہ بحث و مباحثہ پر اتر

---

① ترمذی

② ابن ابی الدنیا اور اصبہانی نے الترغیب میں اسے روایت کیا ہے۔ اس میں ابو یحییٰ ہے۔ جمہور علماء نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ (العراقی)

آئے''۔ ①

پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا . ﴾ (الزخرف: ٤٣/ ٥٨)

''یہ محض آپ سے جھگڑا کرنے کے لئے باتیں کرتے ہیں''

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مجھے تمہارے بارے میں عالم کی لغزش اور قرآن مجید کے بارے میں منافق کے جھگڑا کرنے کا' بہت اندیشہ ہے جبکہ دنیا تو تمہاری گردنیں اتار دے گی۔'' ②

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قرآن مجید میں جھگڑا کرنا کفر ہے'' ③

فصل:

لفظوں کے ہیر پھیر مسجع ومقفع باتوں اور زور بیان سے کلام میں تبدیلی پیدا کرنا مکروہ ہے۔ جیسا کہ فصیح الکلام لوگوں کی عادت ہے۔ پس یہ سب کچھ تکلیف مذموم کے زمرے میں آتا ہے۔ بلکہ اپنے مخاطب سے اس انداز میں بات کی جائے کہ وہ آسانی سے اسے سمجھ سکے اور یہ کلام اس کے لئے ثقیل نہ ہو۔

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''یقیناً اللہ اس شخص کو پسند نہیں کرتا جو بڑا زبان دراز ہو تو باتوں کو اس طرح لپیٹے (چپڑ چپڑ باتیں کرے) جیسے گائے (گھاس کو جلد جلد) لپیٹتی ہے''۔ ④

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

① یزید بن ابی زیاد نے مجاہد عن ابن عمر کی سند سے روایت کیا ہے۔ مصنف نے ''الصغریٰ'' میں کہا ہے کہ لفظ یروی کے ساتھ معلق ہے۔ طبرانی میں حدیث معاذ سے اس کا شاہد ہے۔ اس میں عبدالحکیم بن منصور متروک ہے۔

② طبرانی فی الکبیر (٢٠/ ١٣٨۔١٣٩) یہ روایت ضعیف ہے۔

③ ابو داؤد (٤٦٠٣) ④ ترمذی

> ''روز قیامت تم میں سے وہ شخص مجھے زیادہ محبوب اور میرے زیادہ قریب ہوگا جس کا تم میں سے اخلاق اچھا ہوگا۔ اور تم سے سب سے زیادہ قابل نفرت اور میری مجلس سے سب سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو زیادہ باتیں کرنے والے لوگوں پر زبان درازی کرنے والے اور متکبر ہیں۔''

جان لیجئے کہ خطبوں اور مواعظ میں الفاظ کی تحسین مذمت کے زمرے میں نہیں آتی بشرطیکہ اس میں افراط واغراب نہ ہو بلکہ اس سے دلوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر ابھارنا مقصود ہو۔ اور لفظ کی تحسین کا جو اس میں اثر ہے وہ ظاہر ہے۔ واللہ اعلم۔

☆☆☆

(٦١) ضرورت سے زائد پانی کو روکنا

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ﴾

(الملك/٦٧: ٣٠)

''کہہ دیجئے کہ تمہارے استعمال کا پانی خشک ہو کر نیچے چلا جائے تو کون ہے جو تمہیں (ایسا) شیریں پانی لا کر دے۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم ضرورت سے زائد پانی نہ روکو کہ تم اس وجہ سے گھاس کو روکو۔'' ①

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اپنی ضرورت سے زائد پانی اور اپنی ضرورت سے زائد گھاس کو روک لے تو روز قیامت اللہ اس سے اپنا فضل و کرم روک لے گا۔'' ②

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین قسم کے لوگ ہیں، اللہ ان سے کلام فرمائے گا نہ روز قیامت ان کی طرف (نظر رحمت سے) دیکھے گا اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا اور ان کیلئے دردناک عذاب ہوگا۔ وہ آدمی جس کے پاس بیابان میں ضرورت سے زائد پانی ہو اور وہ اسے مسافر کو استعمال کے لئے نہ دے، وہ آدمی جس نے کسی امام کی بیعت کی، لیکن اس نے یہ بیعت محض دنیا کی خاطر کی، اگر وہ اس میں سے کچھ اسے دے دیتا ہے تو وہ اس سے وفا (اطاعت) کرتا ہے اور اگر وہ اس میں سے کچھ اسے نہیں دیتا تو وہ اس سے وفا (اطاعت) نہیں کرتا، اور ایک وہ آدمی جس نے عصر کے بعد کسی کو سودا فروخت کیا، اور اللہ کی قسم اٹھا کر اسے کہا کہ میں نے اسے اس قیمت پر خریدا ہے، وہ (خریدار) اسکی تصدیق کر دیتا ہے (یعنی اسے سچا سمجھتا ہے) جبکہ وہ (بائع) ایسے نہیں ہے۔ ③

''اور ایک وہ آدمی جس نے اپنی ضرورت سے بچا ہوا پانی روک لیا، تو اللہ فرمائے گا آج میں تم سے اپنا فضل روک لیتا ہوں، جیسا کہ تم نے اپنی ضرورت سے بچا ہوا پانی روک لیا تھا، جسے تیرے ہاتھوں نے نہیں بنایا تھا۔''[٤]

---

① بخاری (٢٣٥٤) مسلم (١٥٦٦)
② احمد (١٧٩/٢)
③ بخاری (٢٣٥٨) مسلم (١٠٨)
④ بخاری (٢٣٨٩)

(٦٢) ناپ تول میں کمی کرنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایاپ

﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ﴾ (التطفيف: ١/٨٣)

"کم دینے والوں کے لئے ہلاکت وتباہی ہے"

یعنی جو لوگوں کو نقصان پہنچاتے ہیں اور ناپ تول میں ان کے حقوق میں کمی کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ﴾ (التطفيف: ٢/٨٣)

"جو لوگوں سے ناپ کرلیں تو پورا لیں"

یعنی ان سے اپنے حقوق پورے لیتے ہیں۔

الزجاج رحمہ اللہ نے فرمایا: اس کا معنی ہے کہ جب لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو ان سے پورا پورا لیتے ہیں، اسی طرح جب وزن کر کے لیتے ہیں، اگرچہ "جب وزن کر کے لیتے ہیں" کا ذکر نہیں کیا، کیونکہ ناپ اور وزن انہی دو کے ذریعے خرید وفروخت ہوتی ہے، ناپا جاتا ہے اور وزن کیا جاتا ہے۔ پس ان میں سے ایک دوسرے پر دلالت کرتا ہے۔

﴿وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ﴾ (التطفيف: ٣/٨٣)

"اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیں تو کم کر دیں" یعنی وہ ناپ تول میں کمی کرتے ہیں۔

السدی رحمہ اللہ نے فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو وہاں ابو جہینہ نامی ایک شخص تھا، اس کے پاس دو پیمانے تھے۔ ایک لینے کے لئے اور دوسرا دینے کے لئے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"پانچ، پانچ کے بدلے میں ہیں۔" صحابہ نے عرض کیا، اللہ کے رسول! وہ کیا ہیں؟

آپ نے فرمایا:

''جب کوئی قوم عہد شکنی کرتی ہے تو اللہ ان کے دشمنوں کو ان پر مسلط کر دیتا ہے۔ جب وہ اللہ کی شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کرتے تو اللہ ان میں فقر ومحتاجی عام کر دیتا ہے۔ جب ان میں محتاجی پھیل جاتی ہے تو اللہ ان میں طاعون (یعنی کثرت موت) نازل کر دیتا ہے۔ جب وہ ناپ میں کمی کرتے ہیں تو نباتات اور کھیتیاں نہیں اگتیں اور وہاں قحط سالی آ جاتی ہے اور جب وہ زکوٰۃ نہیں دیتے تو وہاں بارش نہیں ہوتی۔''①

﴿اَلَا یَظُنُّ اُولٰٓئِکَ اَنَّھُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ﴾ (التطفیف ٨٣/٤)

''کیا یہ لوگ اس بات پر یقین نہیں رکھتے کہ انہیں (قبروں سے) اٹھایا جائے گا''

الزجاج رحمہ اللہ نے فرمایا: اس کا معنی یہ ہے کہ اگر ان کو یقین ہوتا کہ وہ قبروں سے اٹھائے جائیں گے تو پھر وہ ناپ تول میں کمی نہ کرتے۔

﴿لیوم عظیم﴾ ''ایک بڑے دن میں'' یعنی قیامت کے دن۔

﴿یوم یقوم الناس﴾ ''جس دن تمام لوگ کھڑے ہوں گے'' اپنی قبروں سے۔

﴿لرب العالمین﴾ ''پروردگار عالم کے سامنے۔'' یعنی اس کے حکم اور جزاء وحساب کے لئے' اور وہ اس کے حضور فیصلہ ہو جانے کے لئے کھڑے ہوں گے۔

مالک بن دینار سے روایت ہے انہوں نے کہا: میرا پڑوسی میرے پاس آیا جب کہ اس کی موت قریب آ چکی تھی اور وہ کہہ رہا تھا' آگ کے دو پہاڑ' آگ کے دو پہاڑ۔ وہ کہتے ہیں میں نے پوچھا تم کیا کہہ رہے ہو؟ اس نے کہا: ابو یحییٰ! میرے پاس دو پیمانے تھے میں ایک سے لیتا تھا اور دوسرے سے دیا کرتا تھا۔

مالک بن دینار نے کہا: میں کھڑا ہو کر ایک پیمانے کو دوسرے پر مارنے لگا' تو اس نے کہا: ابو یحییٰ! جب ایک کو دوسرے پر مارا جاتا ہے تو معاملے کی سنگینی اور بڑھ جاتی ہے پس وہ اسی حالت میں فوت ہو گیا۔

﴿المطفف﴾ وہ شخص جو ناپ تول میں تھوڑی سی کمی کرتا ہے' کیونکہ وہ معمولی سی چیز ہی چوری کر سکتا ہے' اور یہ چوری' خیانت اور اکل حرام کی مثل ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے

---

① طبرانی فی الکبیر

والے سے ''ویل'' کا وعدہ کیا ہے۔ ''ویل'' سے مراد عذاب کی شدت ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ جہنم میں ایک وادی ہے' اگر دنیا کے پہاڑ اس میں ڈال دیے جائیں تو وہ بھی اس کی شدت حرارت سے پگھل جائیں۔ سلف میں سے کسی نے کہا ہے: میں ہر ناپنے یا وزن کرنے والے کے خلاف جہنم کی گواہی دیتا ہوں' کیونکہ اس (کمی کرنے) سے صرف وہی بچ سکتا ہے جس کو اللہ بچائے' اور ان میں سے کسی نے کہا: میں ایک مریض کے پاس گیا جس پر موت کا عالم طاری تھا میں اسے کلمہ شہادت کی تلقین کرنے لگا' لیکن اس کی زبان نہیں چل رہی تھی۔ جب اسے افاقہ ہوا تو میں نے اس سے پوچھا: میرے بھائی! کیا ماجرا ہے کہ میں تمہیں کلمہ شہادت کی تلقین کر رہا تھا' جبکہ تمہاری زبان اسے ادا نہیں کرتی تھی؟ اس نے کہا: میرے بھائی! ترازو کا کانٹا میری زبان پر ہے جو مجھے اسے پڑھنے نہیں دیتا۔ میں نے اسے کہا: اللہ کی قسم! کیا تم وزن کم دیتے تھے؟ اس نے کہا: نہیں' اللہ کی قسم! لیکن میں نے کچھ مدت تک اپنے ترازو کی کارکردگی کے درست ہونے کو چیک نہیں کیا تھا۔ پس یہ اس شخص کا حال ہے جسے اپنے ترازو کی کارکردگی کے درست ہونے کا اعتبار اور یقین نہیں' تو اس شخص کا کیا حال ہوگا جو وزن میں کمی کرتا ہے؟

نافع بیان کرتے ہیں' ابن عمر رضی اللہ عنہما بائع کے پاس سے گزرتے تو فرماتے:

> اللہ سے ڈرو' ناپ تول پورا کرو' کیونکہ کم دینے والوں کو کھڑا کیا جائے گا حتی کہ پسینہ ان کے نصف کانوں تک پہنچا ہوگا' اسی طرح تاجر جب بیچتا ہے تو گز کھینچ کر رکھتا ہے' اور جب خریدتا ہے تو اسے ڈھیلا رکھتا ہے۔

اور سلف میں سے کسی نے کہا: اس شخص کے لئے ہلاکت وتباہی ہے جو ایک دانے کے عوض' جسے وہ کم دیتا ہے' جنت کا سودا کر لیتا ہے جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے' اور اس شخص کے لئے بھی افسوس ہے جو ایک دانے کے عوض جسے وہ زیادہ لے لیتا ہے ''ویل'' ہلاکت وتباہی خرید لیتا ہے۔ پس ہم اللہ تعالیٰ سے ہر آزمائش ومصیبت سے عفو وعافیت طلب کرتے ہیں' کیونکہ وہ سخی داتا ہے۔

☆☆☆

(٦٣) اللہ کی تدبیر سے بے خوف ہو جانا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً﴾ (الانعام: ٦/٤٤)

''حتیٰ کہ جب وہ ان چیزوں پر خوشیاں منانے لگے، جو انہیں ملی تھیں تو ہم نے ان کو اچانک پکڑ لیا۔''

یعنی ہمارے عذاب نے ان کو پکڑ لیا، جہاں سے انہیں شعور بھی نہیں تھا۔

حسن بصری رحمۃ اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جس شخص کو خوشحالی عطا کی، اور اس نے خیال نہیں کیا اس کے ساتھ خفیہ تدبیر ہے تو اس کی کوئی رائے نہیں؟ اور جس کو تنگ حالی میں مبتلا کر دیا گیا اور اس نے نہیں سمجھا کہ اسے خوشحالی دی جائے گی تو اس کی بھی کوئی رائے نہیں۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کیا:

﴿حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً﴾ (الانعام: ٦/٤٤)

''حتیٰ کہ جب وہ ان چیزوں پر خوشیاں منانے لگے جو انہیں ملی تھیں تو ہم نے ان کو اچانک پکڑ لیا، پھر وہ ناامید ہو کر رہ گئے۔''

اور فرمایا: رب کعبہ کی قسم! اس قوم سے خفیہ تدبیر ہو گئی ان کی ضروریات انہیں دے دی گئیں، پھر انہیں پکڑ لیا گیا۔

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب تم اللہ کو بندے کی من پسند چیز عطا کرتا ہوا دیکھو، جبکہ وہ (بندہ) اپنی معصیت پر قائم ہو تو یہ اس کی طرف سے استدراج (ڈھیل) ہے'' ① پھر آپ نے پڑھا:

﴿فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ﴾ (الانعام: ٦/٤٤)

---

① طبرانی نے اپنے الشیخ ولید بن عباس المصری سے الاوسط میں روایت کیا ہے جبکہ وہ ضعیف ہے۔ (مجمع الزوائد)

"پھر جب ان لوگوں نے ان نصیحتوں کو بھلا دیا۔ جو ان کو کی گئی تھیں تو ہم نے ان پر ہر چیز کی فراوانی کے دروازے کھول دیئے، حتی کہ جب وہ ان چیزوں پر خوشیاں منانے گئے جو انہیں ملی تھیں تو ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا پھر وہ ناامید ہو کر رہ گئے"

﴿الا بلاس﴾ مصیبت و ہلاکت نازل ہونے پر نجات سے مایوس ہو جانا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ ہر قسم کی خیر و بھلائی سے ناامید ہو گئے۔

الزجاج رحمہ اللہ نے فرمایا: "مبلس" سے "شدید حسرت" ﴿الیاس﴾ سے "غمگین" مراد ہے۔

خبر منقول میں ہے: کہ جب ابلیس سے خفیہ تدبیر کی گئی جبکہ وہ فرشتوں میں سے تھا۔ ① تو جبرائیل اور میکائیل رونے لگے۔ تو اللہ عزوجل نے ان دونوں سے پوچھا: تمہیں کیا ہوا تم کیوں روتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: پروردگار! ہم تیری خفیہ تدبیر سے بے خوف نہیں ہوتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اسی طرح ہو جانا، میری خفیہ تدبیر سے بے خوف نہ ہونا" اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

((يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلَى دِيْنِكَ))

"دلوں کو الٹ پلٹ کرنے والے! ہمارے دلوں کو اپنے دین پر ثابت رکھنا۔"

عرض کیا گیا، اللہ کے رسول! کیا آپ کو ہمارے بارے میں اندیشہ ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"دل رحمان کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہیں، وہ جیسے چاہتا ہے انہیں الٹ پلٹ کرتا ہے۔" ②

صحیح حدیث میں ہے کہ:

"آدمی اہل جنت کے سے عمل کرتا رہتا ہے حتی کہ اس کے اور اس (جنت) کے

---

① سورۃ الکہف کی آیت نمبر ۵۰ میں ہے۔ (کان من الجن) "وہ جنوں میں سے تھا" اس سے ثابت ہوا کہ وہ فرشتہ نہیں بلکہ جن تھا۔ اللہ اعلم۔ (مترجم)

② ترمذی

درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو کتاب (لکھت) اس پر سبقت لے جاتی ہے تو وہ جہنمیوں والا عمل کرتا ہے تو وہ اس (جہنم) میں داخل ہو جاتا ہے۔“①

اور سہیل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں‘ آپ نے فرمایا:

”آدمی جہنمیوں والے عمل کرتا رہتا ہے‘ حالانکہ وہ اہل جنت میں سے ہوتا ہے‘ اور آدمی اہل جنت والے عمل کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ جہنمیوں میں سے ہوتا ہے۔ اعمال کا دارومدار تو خاتمے پر ہے۔“②

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں بلعام کا قصہ بیان کیا ہے کہ اس سے علم ومعرفت کے بعد ایمان سلب کر لیا گیا‘ اسی طرح عبادت گزار برصیص بھی کفر پر فوت ہوا۔ مروی ہے کہ مصر میں ایک آدمی تھا‘ اس نے اذان ونماز کے لئے مسجد کے ساتھ تعلق قائم کر رکھا تھا۔ عبادت کی چمک دمک اور اطاعت کے انوار اس پر واضح تھے۔ وہ حسب معمول اذان دینے کے لئے مینار پر چڑھا‘ مینار کے نیچے ذمی نصرانی کا گھر تھا‘ اس نے گھر میں جھانکا تو گھر کے مالک کی خوبصورت بیٹی کو دیکھا۔ پس وہ اس کے فتنے کا شکار ہو گیا‘ اذان چھوڑ دی‘ اس کے پاس آ گیا‘ اس نے اسے کہا: تجھے کیا ضرورت ہے اور تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: میں تمہیں چاہتا ہوں۔ لڑکی نے جواب دیا: میں مشکوک کام اور تہمت کے معاملے میں تیری بات قبول نہیں کروں گی۔ اس نے اسے کہا: میں تم سے شادی کروں گا۔ لڑکی نے اسے کہا‘ تم مسلمان ہو اس لئے میرا والد تمہارے ساتھ میری شادی نہیں کرے گا۔ اس نے کہا میں عیسائی بن جاتا ہوں۔ لڑکی نے کہا اگر تم یہ کر گزرے تو میں بھی کر لوں گی۔ پس اسی دن کے دوران جب وہ گھر کی چھت پر چڑھا تو گر کر مر گیا۔ پس وہ اپنے دین میں کامیاب ہوا نہ اس لڑکی سے فائدہ اٹھایا۔ پس ہم اللہ سے اس کی خفیہ تدبیر اور سوء عاقبت اور سوٗ خاتمہ سے پناہ چاہتے ہیں۔

سالمؒ عبداللہ سے روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تر ان الفاظ کے ساتھ حلف اٹھایا کرتے تھے:

---

① بخاری ② بخاری

((یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ))

''دلوں کو الٹ پلٹ کرنے والے کی قسم!''

اس کا معنی ہے وہ ان کو قبول و رد اور ارادہ و کراہت اور اس کے علاوہ اوصاف کے اختلاف پر ہوا کی رفتار سے بھی زیادہ تیز پھیرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ قَلْبِهٖ﴾ (الانفال:۸/۲۴)

''جان لو کہ اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل (مطلع) رہتا ہے''

مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا: اس کا معنی ہے کہ وہ آدمی اور اس کی عقل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ حتی کہ وہ آدمی نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ کیا کر رہے ہیں۔

﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ﴾ (ق/۵۰: ۳۷)

''بے شک اس میں ایسے شخص کے لئے نصیحت ہے جس کے پاس دل ہو''۔

یعنی عقل ہو۔ الطبری رحمۃ اللہ نے اختیار کیا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دینا ہے۔ وہ بندوں کے دلوں کا ان کی نسبت زیادہ مالک ہے' اور یہ کہ اگر وہ چاہے تو وہ ان (بندوں) کے اور ان کے دلوں کے مابین حائل ہو جاتا ہے' حتی کہ انسان اللہ عزوجل کی مشیت کے بغیر کچھ بھی نہیں جانتا عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' رسول اللہ ﷺ اکثر یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

((یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی طاعتك))

''دلوں کو الٹ پلٹ کرنے والے! میرے دل کو اپنی اطاعت پر ثابت رکھنا''

تو میں نے عرض کیا' اللہ کے رسول! آپ اکثر یہی دعا کرتے رہتے ہیں کیا آپ اندیشہ رکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا:

> ''عائشہ! میں کیسے بے خوف ہو جاؤں جبکہ بندوں کے دل رحمان کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے مابین ہیں' وہ جیسے چاہتا ہے انہیں الٹ پلٹ کرتا ہے۔ جب وہ کسی بندے کے دل کو الٹ پلٹ کرنا چاہتا ہے تو وہ اسے الٹ پلٹ کر دیتا ہے''

پس جب ہدایت معروف ہے اور استقامت اس کی مشیت پر موقوف ہے اور عاقبت پوشیدہ اور (اس کا) ارادہ غالب ہے' تو پھر اپنے ایمان و عمل' اپنی صلاۃ و صوم اور قربت پیدا کرنے والے

اپنے تمام اعمال، اگرچہ وہ تیرے کسب سے ہوں، پر فخر نہ کر، کیونکہ وہ تیرے رب کی تخلیق اور اس کا تجھ پر دائمی فضل ہے، بس جب بھی تم نے اس کے ذریعے فخر کیا تو تم اپنے علاوہ کسی اور کے متاع پر فخر کرو گے، بسا اوقات وہ اسے تجھ سے سلب بھی کر سکتا ہے تو پھر تمہارا دل، گدھے کے پیٹ سے بھی زیادہ خیر و بھلائی سے خالی ہو جاتا ہے۔

کتنے ہی باغ ہیں کہ شام ہوتی ہے تو ان کے پھول جوبن پر تھے۔ چاشت کا وقت ہوا تو ان کے پھول خشک چورا ہو گئے۔ وہ اسلیے کہ جب آندھی آئی تو اس نے سب کچھ تباہ کر دیا۔ اسی طرح وہ بندہ شام کرتا ہے تو اس کا دل اللہ کی اطاعت سے روشن اور سلامت ہوتا ہے۔ جبکہ صبح ہوتی ہے تو وہ اللہ کی معصیت سے تاریک اور بیمار ہوتا ہے، یہ العزیز العظیم کی تقدیر ہے۔

ابن آدم! اقلام تجھ پر جاری ہیں اور تو غفلت میں جانتا نہیں، ابن آدم! گانے بجانے اور تانت نیز منزلوں اور گھروں کو چھوڑ اور اس گھر میں سبقت کرنا چھوڑ حتی کہ تو دیکھ لے گا کہ تیرے معاملے میں اقدار نے کیا کیا۔

ربیع بیان کرتے ہیں: امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا گیا: ①

عرش کی طرف سے منادی کرنے والا منادی کرے گا: فلاں کہاں ہے، فلاں کہاں ہے، جو بھی آواز سنے گا تو وہ گھبرا جائے گا، فرمایا: پس اللہ عزوجل اس شخص کو فرمائے گا تو ہی مطلوب ہے۔ پس تو آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے کے سامنے پیش ہو جا پس مخلوق کی نگاہیں عرش کی طرف لگی ہوں گی اور اس شخص کو عزوجل کے سامنے کھڑا کیا جائے گا۔ اللہ عزوجل اپنا نور اس پر ڈالے گا، اسے تمام مخلوق سے چھپا لے گا پھر اسے کہے گا، میرے بندے! کیا تو نہیں جانتا تھا کہ میں دنیا میں تیرے عمل دیکھ رہا ہوں؟ وہ عرض کرے گا رب جی! کیوں نہیں، ضرور، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے بندے کیا تو نے میری نافرمانی کے لئے میری سزا وعقاب کے بارے میں نہیں سنا تھا؟ وہ عرض کرے گا؟ رب جی! کیوں نہیں، ضرور سنا تھا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تو نے میری

---

① کتاب کے معروف نسخوں میں کبیرہ گناہ نمبر ۶۳ کے آخر میں اور کبیرہ گناہ نمبر ۶۴ کے شروع میں نقص ہے۔ اور یہ نقص باقی رہے گا حتی کہ ہمیں کوئی ایسا نسخہ مل جائے جس میں اس نقص کا پتہ چل جائے اور اسے مکمل کر لیا جائے۔ معلوم رہے کہ ہم نے بہت سے قلمی نسخے دیکھے ہیں، لیکن ہم یہ نقص نہیں پا سکے۔

اطاعت کرنے والے کے لئے میری جزا اور ثواب کے بارے میں نہیں سنا تھا؟ تو وہ عرض کرے گا' رب جی کیوں نہیں' ضرور سنا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے بندے تو نے میری نافرمانی کی؟ تو وہ عرض کرے گا: رب جی! بس ایسے ہو گیا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے بندے! آج تیرا میرے متعلق کیا گمان ہے؟ وہ عرض کرے گا: میرے رب! یہ کہ تو مجھے معاف فرما دے' تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے بندے! کیا تجھے یقین ہے کہ میں تجھے معاف کر دوں گا؟ وہ عرض کرے گا: میرے پروردگار! جی ہاں' کیونکہ تو نے مجھے معصیت پر دیکھا۔ اور تو نے میری پردہ پوشی کی' بیان کیا: تو اللہ عزوجل فرمائے گا: میں نے تجھ سے درگزر کیا' تجھے بخش دیا اور اور تیرے گمان کو پختہ اور ثابت کر دیا۔ اپنی کتاب (نامہ اعمال) اپنے دائیں ہاتھ میں تھام لو اس میں جو بھی کوئی نیکی تھی میں نے اسے قبول کر لیا۔ اور اس میں جو بھی گناہ تھا' وہ میں نے تمہیں معاف کر دیا' اور میں سخی داتا فیاض ہوں۔

ہمارے معبود! اگر بخشش سے تیری محبت نہ ہوتی تو تو گناہوں کے ساتھ تیری طرف پیش قدمی کرنے والے کو مہلت نہ دیتا۔ اور اگر تیرا درگزر اور تیرا فضل و کرم نہ ہوتا پھر تو دلوں کو سکون نہ دیتا۔

> ''اے اللہ! تو یقیناً معاف کرنے والا ہے' معاف کرنے کو پسند کرتا ہے' پس ہمیں بھی معاف فرما دے۔''

اے اللہ! ہماری طرف نظر رضا سے دیکھ' ہمیں مخلص لوگوں کے دیوان میں ثابت رکھ۔ ہمیں اہل جفا کے دیوان سے بچا۔

اے اللہ! ہماری آرزوؤں کو امید کے ساتھ ثابت کر دے' تمام احوال سے ہمارے اعمال کو بہتر بنا دے' تیری رضا تک پہنچنے والے ہمارے راستے آسان کر دے' ہماری پیشانیاں' نیک اعمال کی طرف لگا دے' ہمیں دنیا و آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

☆☆☆

(٦٤) کسی عذر کے بغیر جماعت چھوڑ کر اکیلے نماز پڑھنا

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت سے پیچھے رہ جانے والے لوگوں سے فرمایا:

''میں نے ارادہ کرلیا کہ میں کسی آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے' پھر میں جماعت سے پیچھے رہ جانے والے مردوں پر ان کے گھروں کو جلادوں۔'' ①

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لوگ باجماعت نمازیں نہ پڑھنے سے باز آ جائیں یا پھر اللہ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا' پھر وہ غافلین میں سے ہو جائیں گے۔'' ②

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص نے تین جمعے' انہیں معمولی جانتے ہوئے' چھوڑ دیئے تو اللہ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔'' ③

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص نے کسی عذر و ضرر کے بغیر جمعہ چھوڑ دیا تو وہ دیوان میں منافق لکھ دیا جاتا ہے' وہ مٹایا جاتا ہے نہ تبدیل کیا جاتا ہے۔''

حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جمعہ کے لئے جانا ہر بالغ شخص پر واجب ہے''

پس ہم اللہ تعالیٰ سے اس کے پسندیدہ امور کے بارے میں سوال کرتے ہیں' کیونکہ وہ سخی داتا فیاض ہے۔

☆☆☆

---

① مسلم ② مسلم ③ ابو داؤد' نسائی

(٦٥) کسی عذر کے بغیر نماز جمعہ اور جماعتیں ترک کرنے پر اصرار کرنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّ یُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ o خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ط وَقَدْ كَانُوْا یُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ o﴾ (القلم ٦٨/ ٤٢- ٤٣)

”جس دن پنڈلی سے پردہ اٹھا دیا جائے گا اور لوگوں کو سجدہ کی طرف بلایا جائے گا' تو یہ لوگ سجدہ نہ کر سکیں گے۔ ان کی آنکھیں جھکی ہوں گی اور ان پر ذلت چھائی ہو گی' اور اس سے پہلے (دنیا میں) ان کو سجدہ کی طرف بلایا جاتا تھا حالانکہ وہ اس وقت اچھے خاصے تھے۔“

کعب الاحبار نے فرمایا: یہ آیت جماعتوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے پیچھے رہ جانے والوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

امام التابعین سعید بن المسیب رحمہ اللہ نے فرمایا: وہ لوگ ((حیی علی الصلوۃ)) ((حیی علی الفلاح)) سنا کرتے تھے' لیکن جواب نہیں دیتے تھے (نماز پڑھنے نہیں آتے تھے) حالانکہ وہ تندرست وصحت مند ہوتے تھے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں نے ارادہ کیا کہ لکڑیاں اکٹھی کرنے کا حکم دوں' پھر میں نماز کا حکم دوں تو اس کے لئے اذان دی جائے' پھر میں ایک آدمی کو لوگوں کی امامت کرانے کا حکم دوں' اور پھر میں ان لوگوں کے پیچھے جاؤں جو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے نہیں آتے تو میں ان پر ان کے گھروں کو آگ سے جلا دوں۔“ ①

---

① بخاری' مسلم

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ''میں نے ارادہ کیا کہ میں نوجوانوں کو حکم دوں کہ وہ میرے لئے لکڑیوں کا ایک گٹھا لائیں' پھر میں ان لوگوں کے پاس جاؤں جو کسی علت کے بغیر گھروں میں نماز پڑھتے ہیں' تو میں ان کو جلا دوں۔''

اس صحیح حدیث اور اس سے پہلے جو آیت بیان ہوئی ہے' اس میں اس شخص کے لئے سخت وعید ہے جو کسی عذر کے بغیر باجماعت نماز ادا نہیں کرتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ''جو شخص اذان سنے اور کوئی عذر اسے باجماعت نماز ادا کرنے سے مانع نہ ہو تو اس نے جو نماز (گھر میں) ادا کی ہے وہ قبول نہیں ہوتی''
>
> عرض کیا گیا' اللہ کے رسول! عذر سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا ''خوف یا مرض''

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو دن کے وقت روزہ رکھتا ہے اور رات کو تہجد پڑھتا ہے' لیکن وہ باجماعت نماز ادا کرتا ہے نہ جمعہ' تو انہوں نے فرمایا: اگر یہ شخص فوت ہو جائے تو وہ جہنمی ہے۔ ①

صحیح مسلم میں ہے کہ ایک نابینا شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا' اللہ کے رسول! میرے پاس کوئی ایسا شخص نہیں جو مجھے مسجد تک پہنچا دے' تو کیا میرے لئے کوئی رخصت ہے کہ میں اپنے گھر میں نماز پڑھ لوں؟ آپ نے اسے رخصت دے دی۔ لیکن جب وہ جانے لگا تو آپ نے اسے بلایا اور فرمایا ''کیا تم نماز کی اذان سنتے ہو؟'' اس نے عرض کیا جی ہاں' آپ نے فرمایا: ''پھر مسجد میں آؤ''

ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا' اللہ کے رسول! مدینہ میں بہت سے زہریلے جانور اور درندے ہیں' جبکہ میں نابینا شخص ہوں' تو کیا میرے لئے کوئی رخصت ہے کہ میں اپنے گھر میں نماز پڑھ لوں؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: ''تم ''حی علی الصلوٰۃ' اور حی علی الفلاح'' سنتے ہو؟'' انہوں نے عرض

---

① ترمذی

کیا، جی ہاں، آپ نے فرمایا ’’پھر نماز پڑھنے یہیں آؤ‘‘

اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں نابینا شخص ہوں، گھر بہت دور ہے اور کوئی مجھے لانے والا بھی نہیں، تو کیا میرے لئے کوئی رخصت ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ((فحی ھلا)) کا معنی ہے یعنی آؤ اور آگے بڑھو۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’جو شخص اذان سنے اور اس کے جانے میں کوئی عذر مانع نہ ہو (اور وہ گھر پر نماز پڑھ لے) تو اس کی نماز نہیں ہوتی۔‘‘

عرض کیا گیا اللہ کے رسول! عذر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ’’خوف یا مرض‘‘

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’اللہ کی تین قسم کے لوگوں پر لعنت ہو، ایک وہ شخص جو لوگوں کی امامت کرائے جبکہ وہ اسے ناپسند کرتے ہوں، ایک وہ عورت جو رات بسر کر دے جبکہ اس کا خاوند اس پر ناراض ہو، اور ایک وہ شخص جو ’’حی علی الصلوٰۃ‘‘ حی علی الفلاح‘‘ سنے اور پھر وہ نماز پڑھنے نہ آئے‘‘

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ابن آدم کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ بھر دیا جائے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے کہ وہ ’’حی علی الصلوٰۃ‘‘ ’’حی علی الفلاح‘‘ سنے اور پھر نماز پڑھنے نہ آئے‘‘۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مسجد کے پڑوسی کی نماز صرف مسجد ہی میں ہوتی ہے۔ عرض کیا گیا، مسجد کا پڑوسی کون ہے؟ فرمایا: جو اذان سنتا ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا:

’’جو شخص اذان سنے اور پھر بلا عذر نماز پڑھنے نہ آئے تو اس کی نماز اس کے سر سے تجاوز نہیں کرتی۔‘‘

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ وہ کل (روز قیامت) اللہ سے مسلمان کی حیثیت سے ملاقات کرے تو وہ ان پانچوں نمازوں کی جہاں سے ان کے لئے اذان دی جائے، حفاظت کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہدایت کی

سنن مقرر و مشروع کیں، اور یہ ہدایت کی سنن میں سے ہیں۔ اور اگر تم اپنے گھروں میں نمازیں پڑھنے لگو جس طرح نماز سے پیچھے رہ جانے والا یہ شخص اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہے، تو تم نے اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دیا۔ اور اگر تم نے اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دیا تو تم گمراہ ہو جاؤ گے۔ اور ہم دیکھتے تھے کہ اس سے صرف وہ شخص پیچھے رہتا تھا جس کا منافق ہونا معلوم تھا یا وہ مریض تھا۔ اور ایسے بھی تھا کہ آدمی کو دو آدمیوں کے سہارے لایا جاتا حتی کہ اس کو صف میں کھڑا کر دیا جاتا۔ یعنی وہ اس کی فضیلت پر حرص دکوشش کرتے ہوئے اور اس کو ترک کرنے کے گناہ پر خوف کرتے ہوئے، اپنے ضعف کی وجہ سے ان دو آدمیوں کا سہارا لیتا تھا۔

فصل:

باجماعت نماز پڑھنے کی بہت فضیلت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں ہے۔

﴿وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُوْنَ﴾ (الانبياء: ۲۱/۱۰۵)

”اور البتہ ہم نے نصیحت کرنے کے بعد زبور میں لکھ دیا ہے کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہیں“

نیک بندوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو پانچوں نمازیں باجماعت ادا کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فرمان:

﴿وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ.﴾ (یسین/ ۳۶: ۱۲)

”اور وہ جو کچھ آگے بھیجتے ہیں اور جو کچھ پیچھے چھوڑ جاتے ہیں، ہم اس کو لکھ لیتے ہیں“

اس سے مراد ان کے قدم ہیں جو نماز کے لئے جاتے وقت اٹھتے ہیں۔ ہم انہیں لکھ لیتے ہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جو شخص اپنے گھر میں وضو کرے، پھر اللہ کے فرائض میں سے کسی فریضے کی ادائیگی کے لئے، اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر کی طرف چلے تو اس کے جو اٹھنے والے قدم ہیں،

ان میں سے ایک قدم اس کی خطا مٹاتا ہے اور دوسرا درجہ بلند کرتا ہے۔ پھر جب وہ نماز پڑھ لیتا ہے' تو وہ جب تک اپنی اس جگہ پر بیٹھا رہتا ہے جہاں اس نے نماز پڑھی تھی' اور جب تک وہ اس دوران تکلیف پہنچائے نہ اس اثناء میں اس کا وضو ٹوٹے' تو فرشتے اس کے لئے دعائیں کرتے ہیں:

''اے اللہ! اس کو بخش دے اے اللہ! اس پر رحم فرما'' ①

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جس کے کرنے سے اللہ خطائیں معاف کرتا ہے اور درجات بلند کرتا ہے؟'' انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں' اللہ کے رسول! ضرور بتائیں' آپ نے فرمایا:

''ناگواری کے باوجود اچھی طرح مکمل وضو کرنا' مساجد کی طرف زیادہ چل کر جانا اور نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا' پس یہ رباط ہے' پس یہ رباط ہے۔'' ②

''الرباط'' کا معنی سرحد پر مقیم ہونا ہے۔

☆☆☆

---

① بخاری ② مسلم

(٦٦) وصیت میں ایذا رسانی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَا اَوْ دَيْنٍ لا غَيْرَ مُضَآرٍّ﴾ (النساء: ٤/ ١٢)

"(یہ) تقسیم مرنے والے کی وصیت اور اس کے قرض کی ادائیگی کے بعد عمل میں لائی جائے بشرطیکہ وہ (میت کے حقداروں کو) نقصان نہ پہنچائے۔"

یعنی اس وصیت سے وارثوں کو نقصان نہ پہنچے۔ وہ اس طرح کہ وہ ایسے قرض کی وصیت کرے جو کہ اس کے ذمہ نہ ہو' اس کا مقصد صرف وارثوں کو نقصان پہنچانا ہو تو اللہ نے اس سے منع کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ﴾ (النساء/٤: ١٢)

"یہ اللہ کی طرف سے حکم ہے اور اللہ جاننے والا بردبار ہے۔"

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو اس نے میراث میں اپنے فرائض میں سے حلال قرار دیا ہے' وہ مراد ہے۔

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهِ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴾○ (النسآء: ١٣- ١٤)

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهِ وَرَسُوْلَهٗ﴾ "جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا" یعنی مواریث کے بارے میں۔

﴿يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ﴾

"اللہ اسے ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی' وہ اسی راحت وخوشی میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی ہی کامیابی ہے۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا"۔

مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مواریث میں جو فرض کیا ہے اس بارے میں نافرمانی کرے گا عکرمہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، جو شخص اللہ کی تقسیم پر راضی نہ ہو اور اللہ تعالیٰ نے جو فرما دیا ہے اس سے تجاوز کرے تو ﴿يد خله نارا﴾ اس کو آگ میں داخل کرے گا۔ الکلبی نے فرمایا: یعنی وہ مواریث میں اللہ تعالیٰ کی تقسیم کا انکار کرتا ہے اور اس کی حدود سے تجاوز کرتا ہے اور اسے حلال سمجھتا ہے۔

﴿يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ﴾

''اس کو آگ میں داخل کرے گا، وہ اس میں ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''آدمی اور عورت ساٹھ سال تک اللہ کی اطاعت والے کام کرتے رہتے ہیں، لیکن جب ان کی موت کا وقت آ پہنچتا ہے تو وہ وصیت کرنے میں نقصان پہنچا دیتے ہیں تو ان کے لئے جہنم واجب ہو جاتی ہے۔''①

پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آیت تلاوت فرمائی:

﴿مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَا اَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ﴾ (النساء/٤: ١٢)

''(یہ تقسیم) مرنے والے کی وصیت اور اس کے قرض کی ادائیگی کے بعد عمل میں لائی جائے بشرطیکہ وہ (میت کے حقداروں کو) نقصان نہ پہنچائے''

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

''جو شخص وارث کی میراث لے اڑے تو اللہ اس کی جنت سے میراث ختم کر دیتا ہے''

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ نے ہر حقدار کو اس کا حق دے دیا ہے، پس وارث کیلئے کوئی وصیت نہیں۔''②

---

① ابو داؤد

② (ترمذی) اسے عمرو بن خارجہ نے روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں اسماعیل بن عیاش ہے اور اس کی روایت شامیوں سے نہ ہو تو اس میں ضعف ہوتا ہے۔

(٦٧) بری تدبیر اور دھوکہ دہی

اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّءُ إِلَّا بِأَهْلِهِ﴾ (الفاطر: ٣٥/٤٣)

''اور بری تدبیر کرنے والے کی تدبیر اسی پر لوٹ کر پڑتی ہے''

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بری تدبیر اور دھوکہ دہی جہنم میں ہے۔'' ①

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''دھوکہ باز، بخیل اور احسان جتانے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

اللہ تعالیٰ نے منافقین کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ﴾ (النساء: ٤/١٤٢)

''وہ اللہ کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ حالانکہ اللہ نے ان کو دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔''

الواحدی رحمۃ اللہ نے فرمایا: ان سے ان کے دھوکے کی وجہ سے دھوکے کا معاملہ کیا جائے گا۔ اور وہ اس طرح کہ انہیں نور دیا جائے گا جس طرح مومنوں کو نور عطا کیا جائے گا، پس جب وہ پل صراط پر چلیں گے تو ان کا نور بجھا دیا جائے گا اور وہ اندھیرے میں رہ جائیں گے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا:

''جہنمی پانچ قسم کے ہیں، اور ان میں سے ایک آدمی کا ذکر کیا جو صبح و شام تیرے اہل اور تیرے مال کے بارے میں تجھے دھوکہ دیتا ہے۔'' ②

☆☆☆

---

① البزار نے حدیث ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے۔ اس میں عبداللہ بن ابی حمید راوی ہے جس کے ضعف پر اجماع ہے۔ (مجمع الزوائد)

② مسلم

(٦٨) مسلمانوں کی جاسوسی کرنا اور ان کے راز بتانا

حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے فعل پر انہیں قتل کرنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بدر میں شریک ہونے کی وجہ سے' انہیں قتل کرنے سے عمر رضی اللہ عنہ کو منع فرما دیا۔ ①

جب ان کی جاسوسی کرنے پر اسلام واہل اسلام پر قتل یا قید یا ڈاکہ یا اس طرح کی کسی چیز کی صورت میں کمزوری مرتب ہوتی' ہو تو یہ اسی زمرے میں آتا ہے جس نے زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کی اور کھیتی ونسل کو ہلاک کیا تو اس کا قتل کرنا متعین ہو گیا اور اس پر عذاب ثابت ہو گیا پس ہم اللہ تعالیٰ سے عفو وعافیت کا سوال کرتے ہیں۔

ہر جاسوس ضروری طور پر جانتا ہے کہ جب چغل خوری بڑے محرکات میں سے ہے تو جاسوس کی چغل خوری کرنا اکبر واعظم ہے۔

ہم اس بارے میں اللہ سے پناہ طلب کرتے ہیں اور ہم عفو وعافیت کا سوال کرتے ہیں' کیونکہ وہ باریک بین باخبر سخی داتا ہے۔

☆☆☆

---

① بخاری (٣٠٠٧)' مسلم (٢٤٩٤)

(۶۹، ۷۰) صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ علیہم میں سے کسی کو گالی دینا

صحیحین میں ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''جس نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی تو میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں۔''

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میرے صحابہ کو گالی نہ دو، بس اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو وہ ان میں سے کسی کے مد (تقریباً ۷۰۰ گرام) یا اس کے نصف (خرچ کرنے) کو نہیں پہنچ سکتا۔''

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، میرے بعد انہیں نشانہ نہ بنا لینا، پس جس نے ان سے محبت کی تو اس نے میری محبت کے باعث ان سے محبت کی، اور جس نے ان سے بغض رکھا تو اس نے مجھ سے بغض رکھنے کے عبث ان سے بغض رکھا۔ جس نے انہیں تکلیف پہنچائی تو اس نے مجھے تکلیف پہنچائی، جس نے مجھے تکلیف پہنچائی تو اس نے اللہ کو تکلیف پہنچائی اور جس نے اللہ کو تکلیف پہنچائی تو عنقریب اللہ اسے پکڑ لے گا۔'' ①

پس اس اور اس طرح کی احادیث میں اس شخص کی حالت کا بیان ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انہیں نشانہ بنایا، ان کو گالی دی، ان پر افترا باندھا، ان کے عیوب بیان کئے، ان کی تکفیر کی اور ان کی مخالفت کی جسارت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: ((اللہ اللہ)) یہ کلمہ انتباہ ہے، جس طرح آگاہ کرنے اور بچاؤ اختیار کرنے کا کہنے والا کہتا ہے: آگ آگ یعنی آگ سے بچو۔

---

① ترمذی

آپ کا فرمان ہے ((**لا تتخذو هم غرضا بعدی**)) یعنی ان کو طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بنانا‘ جس طرح کیا جاتا ہے: فلاں شخص سے طعن و تشنیع کے لئے اسے نشانہ یا ہدف بنالیا ہے۔

آپ کا فرمان ہے:

((**فمن احبهم فبحبی احبهم و من ابغضهم فبحبی ابغضهم**))

پس یہ ان کے فضائل و مناقب کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ صحابہ کی محبت اس لئے ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصاحبت کی سعادت حاصل کی‘ انہوں نے آپ کی نصرت کی آپ پر ایمان لائے‘ آپ کو تقویت پہنچائی‘ اپنے اموال اور اپنی جانوں سے آپ سے ہمدردی و خیر خواہی کی۔ پس جس شخص نے ان سے محبت کی تو گویا اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی‘ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے محبت‘ آپ کی محبت کا عنوان ہے۔ اور ان سے بغض رکھنا آپ سے بغض رکھنے کا عنوان ہے۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے۔

”انصار سے محبت کرنا ایمان کا حصہ ہے اور ان سے بغض رکھنا نفاق کا حصہ ہے۔“

وہ اس مرتبہ پر اس لئے فائز ہوئے کہ انہوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اللہ کے دشمنوں سے جہاد کیا۔

اسی طرح علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرنا ایمان کا حصہ ہے اور ان سے بغض رکھنا نفاق کا حصہ ہے۔ جو شخص صحابہ رضی اللہ عنہم کے احوال ان کے اخلاق و کردار‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں اور ان کی وفات کے بعد ان کے آثار کے بارے میں جو انہوں نے ایمان لانے میں مسابقت کی‘ کفار سے جہاد کیا‘ دین کی نشر و اشاعت کی‘ شعائر اسلام کے اظہار‘ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمہ کو بلند کرنے اور اس کے فرائض اور اس کی سنن کی تعلیم میں جانے والی مساعی پر غور و فکر اور تدبر کرتا ہے تو وہ ان کے فضائل پہچان لیتا ہے اور ان کا اعتراف کر لیتا ہے۔ اور اگر وہ نہ ہوتے تو ہمارے پاس دین کی اصل پہنچتی نہ فروع اور نہ ہی ہم فرائض و سنن میں سنت جانتے نہ فرض اور نہ ہی ہم احادیث و اخبار کے بارے میں کچھ جانتے۔ پس جو شخص ان کے بارے میں طعن کرے یا انہیں برا بھلا کہے تو وہ دین سے نکل جاتا ہے اور مسلمانوں کی ملت سے الگ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ طعن تب ہی ہوتا ہے جب ان کے برا ہونے کا عقیدہ ہو‘ ان کے

بارے میں حقد و کینہ چھپا رکھا ہو' اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جو ان کی ثناء و تعریف بیان کی ہے اس کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ان کی تعریف کی ہے اس کا نیز ان کے فضائل و مناقب اور ان کی محبت کا انکار ہے' اور اس لئے کہ وہ احادیث و روایات کے بہترین پسندیدہ وسائل ہیں۔ جبکہ وسائل میں طعن کرنا اصل میں طعن کرنے کے مترادف ہے۔ ناقل کو حقیر جاننا منقول کو حقیر جاننے کے مترادف ہے۔ اور یہ ہر اس شخص پر ظاہر ہے جو اس پر تدبر کرے اور وہ اپنے عقیدے میں نفاق' زندیقیت اور الحاد سے محفوظ ہو' اور اس بارے میں جو احادیث و آثار منقول ہیں وہ تیرے لئے کافی ہیں۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ''اللہ نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لئے صحابہ کو پسند فرمایا' اور ان میں سے میرے وزراء و انصار اور ازدواجی رشتہ دار بنائے' پس جو شخص انہیں گالی دے تو اس پر اللہ' فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ اللہ قیامت کے دن اس کا نفل قبول کرے گا نہ فرض۔'' ①

انس بن مالک رضی اللہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کچھ لوگوں نے کہا: ہمیں گالی دی جاتی ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ''جو شخص میرے صحابہ کو گالی دے اس پر اللہ' فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے''

انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ''اللہ نے مجھے پسند کیا' میرے لئے میرے صحابہ کو پسند کیا اور میرے ساتھی' بھائی' اور ازدواجی رشتے دار بنایا' عنقریب ان کے بعد کچھ لوگ آئیں گے' وہ ان کے عیوب بیان کریں گے اور ان کی تنقیص کریں گے' پس ان کے ساتھ کھاؤ نہ ان کے ساتھ پیو' ان کے ساتھ نکاح کرو نہ ان کی نماز جنازہ پڑھو اور نہ ہی ان کے ساتھ نماز پڑھو۔'' ②

ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ''جب میرے صحابہ کا ذکر کیا جائے تو (اپنی زبانوں کو) روک لو' جب ستاروں کا ذکر کیا

---

① مجمع الزوائد۔

② عقیلی نے الضعفاء میں نقل کیا ہے عن انس فی منتخب کنز العمال

جائے تو روک لو اور جب تقدیر کا ذکر کیا جائے تو روک لو۔ "

علماء بیان کرتے ہیں: اس کا معنی ہے کہ مخلوق کی تقدیر کے راز کی تحقیق وتفتیش سے زبانوں کو روک لینا۔ اور وہ یعنی زبانوں کو روک لینا اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے تسلیم وایمان کی علامت ہے۔

اسی طرح ستارے ہیں، جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ اللہ عزوجل کے ارادے کے علاوہ یہ بھی امور کائنات پر اثر انداز ہوتے ہیں تو وہ مشرک ہے، اور اسی طرح جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی کسی طرح بھی مذمت کرے، ان کی خامیاں تلاش کرے، ان کے عیوب بیان کرے اور ان کوتاہیوں کو ان کی طرف منسوب کرے تو وہ منافق ہے۔ بلکہ ہر مسلمان پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت واجب ہے۔ آپ کی لائی ہوئی شریعت کی محبت، اس شخص کی محبت جو آپ کے مشن کو جاری رکھتا ہے، اس شخص کی محبت جو آپ کی آل، آپ کی اصحاب، آپ کی ازواج مطہرات، آپ کی اولاد، آپ کے غلاموں اور خادموں کی محبت اور جو شخص ان سے محبت کرتا ہے اس کی محبت اور جو شخص ان سے بغض رکھتا ہے اس سے بغض رکھنا ہر مسلمان پر واجب ہے کیونکہ ایمان کا سب سے مضبوط کنڈا اللہ کی خاطر محبت کرنا اور اللہ کی خاطر بغض رکھنا ہے۔

ایوب سختیانی نے فرمایا: جس شخص نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے محبت کی تو اس نے دین کی حدود قائم کیں، جس نے عمر رضی اللہ سے محبت کی تو اس نے راہ واضح کی جس نے عثمان سے محبت کی تو اس نے اللہ کے نور سے روشنی حاصل کی، جس نے علی رضی اللہ عنہ سے محبت کی تو اس نے ایک مضبوط حلقے (کڑے، سہارے) کو تھام لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے بارے میں خیر وبھلائی کا عقیدہ اور ان کے متعلق حسن ظن رکھنے والا نفاق سے بری ہے۔

فصل:

جہاں تک صحابہ کرام کے مناقب وفضائل کا تعلق ہے تو وہ بیان سے کہیں زیادہ ہیں، علماء سنہ کا اجماع ہے کہ تمام صحابہ کرام سے وہ دس صحابہ سب سے افضل ہے جن کے جنتی ہونے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گواہی دی، اور ان دس میں سے افضل: ابو بکر، عمر بن خطاب، پھر عثمان بن

عفان اور پھر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں، اس بارے میں صرف مبتدع، منافق اور خبیث شخص ہی شک کر سکتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے عرباض بن ساریہ ؓ کی حدیث میں تصریح کی جب آپ نے فرمایا:

> ”تم پر میری سنت لازم ہے اور میرے بعد ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت اس کو داڑھوں کے ساتھ (مضبوطی سے) پکڑ لو اور بدعات سے بچو“

خلفاء راشدین سے مراد: ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فضائل میں قرآن مجید میں آیات نازل فرمائی ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ﴾ (النور: ٢٤/٢٢)

> ”اور تم میں سے وہ لوگ جو صاحب فضل ہیں وہ کہیں رشتہ داروں اور مساکین کو کچھ نہ دینے کی قسم نہ کھا لیں۔“

اور اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ یہ ان کے بارے میں ہے، پس آپ کی صفت فضل کے ساتھ ہے۔ رضوان اللہ علیہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ﴾ (التوبه: ٩/٤٠)

> ”دو میں سے ایک آپ تھے جب کہ وہ دونوں غار میں تھے۔“

اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں کہ یہ آیت بھی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے ان کی مصاحبت کی گواہی رب تعالیٰ نے دی ہے، ان کو سکینت کی بشارت دی اور دو میں سے ایک“ کہہ کر ان کی خوبی بیان کی۔ جیسا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے:

> ”دو میں سے ایک' سے کون افضل ہو سکتا ہے، اللہ ان دونوں کا تیسرا ہے؟“

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۝﴾ (الزمر: ٣٩/٣٣)

> ”اور جو شخص پیغام لایا اور جنہوں نے اس کی تصدیق کی یہی لوگ متقی ہیں“

جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ جو ذات پیغام لے کر آئی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور جس نے اس کی تصدیق کی وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے بارے میں اس سے زیادہ کون سی منقبت فضیلت زیادہ بلیغ ہو سکتی ہے؟

رضی الله عنهم اجمعين: وصلى الله على سيدنا محمد سيد المرسلين وامام المتقين وعلى آله وصحبه اجمعين۔

کتاب کے مولف امام الذہبی رحمۃ اللہ نے ستر کبیرہ گناہوں کی نشاندہی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان مذکورہ اور ان کے علاوہ دیگر گناہوں سے بچنے اور نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ.

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو اردو زبان میں پیش کرنے کی حقیر سی کوشش کو قبول فرمائے، اور اسے مؤلف، مترجم، ناشر اور دیگر مسلمانوں کے لئے صدقہ جاریہ بنائے آمین یا رب العالمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ط

ابوانس محمد سرور گوہر
ابوبکر ٹاؤن کھڈیاں خاص، قصور
۱۸ ذوالحج ۱۴۲۴ھ
۱۰ فروری ۲۰۰۴ء
الثلثاء

LIBRARY
Lahore Islamic University
Book No. ________
91-Babar Block, Garden Town, Lahore

تمت بالخير

مکتبہ محمدیہ کی چند اہم مطبوعات

خطبات الٰہ آبادی
جمع و ترتیب

مواعظ یزدانی
شہید سلام مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی
جمع و ترتیب

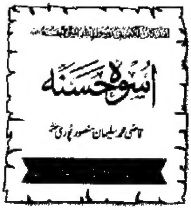
اسوۂ حسنہ
قاضی محمد سلیمان منصور پوری

تعویذ و گنڈہ
کی
شرعی حیثیت

مواعظ طارق
مصنف
مولانا عطاء اللہ طارق

کبیرہ گناہوں کی حقیقت
کتاب الکبائر

تفسیر
سورۂ اخلاص
شیخ الاسلام
آکسفورڈ طباعت، سفید کاغذ، جاذب نظر ٹائیٹل

توبہ
تالیف

معیار الحق
تصنیف لطیف
شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی

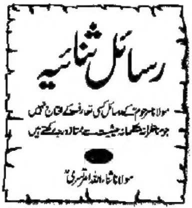
رسائل ثنائیہ
مولانا ثناء اللہ امرتسری

وما أرسلناك إلا رحمة للعالمين
رحمتِ عالم ﷺ
تالیف
علامہ سید سلیمان ندوی

وما أرسلناك إلا رحمة للعالمين
مہرِ نبوت ﷺ
تالیف
قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری

زیارتِ قبور کا شرعی طریقہ
تالیف
مولانا محمد حنیف یزدانی

احادیثِ ضعیفہ کا مجموعہ
علامہ محمد ناصر الدین البانی
مولانا محمد صادق خلیل

نمازِ نبوی ﷺ
تالیف
علامہ محمد ناصر الدین البانی

کتاب الکبائر
قرآن و حدیث کی روشنی میں

المرأة المسلمة
خاتونِ اسلام
تالیف
فضیلۃ الشیخ ابوبکر جابر الجزائری

كل نفس ذائقة الموت
انسانیت موت کے دروازے پر
مولانا ابوالکلام آزاد

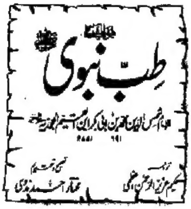
طبِ نبوی ﷺ
ترجمہ
حکیم عزیز الرحمٰن اعظمی
عمار احمد ندوی

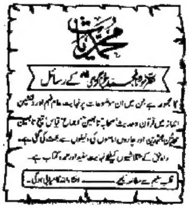
محمدیات
کے رسائل

ملنے کے پتے
دار الکتب السلفیہ
7244973

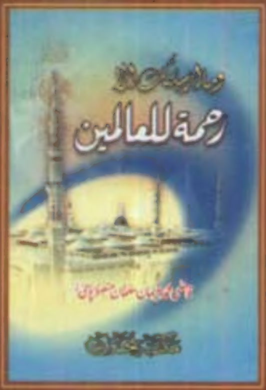
رحمۃ للعالمین

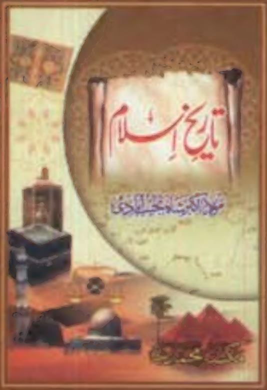
تاریخ اسلام

سیرت
حضرت عائشہ صدیقہ

قیامت کی نشانیاں

تحفۃ العروس

تعبیر الرؤیا

مکتبہ محمدیہ
غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور
الفضل مارکیٹ 042-7114650
E-mail:maktabah_muhammadia@yahoo.com & maktabah_m@hotmail.com